اورادِ غوثیہ

مصنفہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری
مترجم غ۔ م۔ فریدی

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَورادِ غوثیہ

مصنفہ

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری

مترجم

غ ۔ م ۔ فریدی

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

کتاب ـــــــــــــــ اَوراد غوثیہ
مصنف ـــــــــــــــ شاہ محمد غوث گوالیاری
مترجم ـــــــــــــــ غ . م . فریدی
کاتب ـــــــــــــــ محمد نعیم الحق صدیقی خانیوال
ناشر ـــــــــــــــ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
مطبع ـــــــــــــــ مشہور آفسٹ پریس کراچی
اشاعت ـــــــــــــــ اوّل
طباعت ـــــــــــــــ ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء
تعداد ـــــــــــــــ ایک ہزار

ناشر
مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم . اے جناح روڈ کراچی

فہرست مضامین

باسمہ تعالیٰ

اِبتَدائیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری اپنے عہد کے جلیل القدر عالم اور عظیم المرتبت عارف تھے۔ بقول جہاں گیر بادشاہ، حضرت شاہ وجیہہ الدین علوی گجراتی کی آپ سے عقیدت وارادت آپ کی رفعت و بزرگی کی شاہد ہے (تزک جہاں گیری، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء ص ۴۵۰) اور بقول ایک ہم عصر تذکرہ نگار مولانا محمد غوثی مانڈوی، حضرت شاہ وجیہہ الدین کے علم و فضل کا یہ عالم تھا کہ وہ ساٹھ علوم و فنون پر عبور رکھتے تھے اور بقول عبدالباقی نہاوندی، حضرت شاہ وجیہہ الدین، مولانا جلال الدین دوانی کے تلمیذ مولانا عماد طارمی کے اجلہ تلامذہ میں تھے اور جامعیت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا ——— بلاشبہ ایسے بزرگ و برتر شخصیت کی حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری سے عقیدت اور مریدانہ نسبت ہی آپ کی عظمت کی روشن دلیل ہے۔

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری نے کئی بادشاہوں کے ادوار پائے مثلاً بابر بادشاہ ہمایوں بادشاہ، شیر شاہ سوری اور اکبر بادشاہ۔ ۹۰۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۹۷۰ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ گوالیار میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اوراد غوثیہ میں آپ نے اپنے احوال مختصراً یوں بیان فرمایا ہے۔

> اس فقیر کی پیدائش ۷، رجب بروز جمعہ نماز جمعہ کے وقت ۹۰۶ھ میں ہوئی جب یہ درویش ۷ سات سال کا تھا (۹۱۴ھ) اس راہ میں آیا اور جب نو سال کا ہوا (۹۱۶ھ) تو معرفت حاصل ہو گئی اور پندرہ سال کا

ہوگیا (۹۲۲ھ) تو دوسروں کی رہنمائی کرتا تھا اور بائیس[۲۲] سال کی عمر میں (۹۲۹ھ) معراج ہوگئی اور پچیس[۲۵] سال کا ہوکر (۹۳۲ھ) عابدوں کو اپنی مثال بنانے لگا اور جب بتیس[۳۲] سال کا ہوا (۹۴۰ھ) تو مرجع خاص و عام ہوگیا اور مقتدا امام بننے کی صورت پیدا ہوئی۔ جب چالیس[۴۰] سال کا ہوا (۹۴۷ھ) تو بادشاہ سے مخالفت کی بنا پر سفر اختیار کیا اور ولایت گجرات میں آگیا (اوراد غوثیہ، ص ۶۰)

پیش نظر کتاب اوراد غوثیہ ولایت گجرات (بھارت) میں ہی تصنیف فرمائی چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

یہ اوراد قلعہ جانپانیر میں نہایت اختصار کے ساتھ لکھے جو جامع جمیع فوائد ہیں اور سفر و حضر میں یکساں کام آنے والے ہیں۔ یہ کتاب ایسی مختصر و جامع ہے کہ اس کے علاوہ دوسری کتاب کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس کتاب کو لکھتے وقت اس فقیر کی عمر ۴۳ سال کی تھی۔ (اوراد غوثیہ ص ۶۰)

اس حساب سے اوراد غوثیہ ۹۴۹ھ کی تصنیف ہونی چاہیے۔ چناں چہ اس کتاب میں ایک جگہ وضاحت کی ہے کہ یہ کتاب جمادی الاول ۹۴۹ھ / ۱۵۴۲ء میں تصنیف کی گئی۔

اوراد غوثیہ اصل فارسی میں ہے، ہمارے سامنے اس کا واحد فارسی مطبوعہ نسخہ ہے جو مطبع صبغۃ اللہی، رائے پور میں ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء میں طبع ہوا۔ بقول ناشر سید شاہ روشن علی قادری، اوراد غوثیہ سنہ مذکور میں پہلی بار شائع ہوئی اگر یہ صحیح ہے تو یہ تصنیف کے ۳۶۴ برس بعد منظر عام پر آئی، اس کا اردو ترجمہ بھی ہمارے علم میں نہیں اس طرح یہ اردو ترجمہ فارسی نسخے کی اشاعت کے ۹۵ سال بعد شائع ہو رہا ہے۔

اس اردو ترجمے کی تقریب یہ ہوئی کہ خانوادہ شاہ محمد غوث گوالیاری کے چشم و چراغ حضرت سید خطیر الدین شاہ شطاری نے جو راقم کے دیرینہ کرم فرما ہیں اپنی یہ

دلی خواہش ظاہر کی کہ اوراد غوثیہ کا اردو ترجمہ کرا کے شائع کیا جائے۔ موصوف نے اس کا فارسی مطبوعہ نسخہ عنایت فرمایا اور ترجمہ و تدوین کا کام راقم کے سپرد کیا ـــــ راقم نے بیس سال قبل ۱۹۶۲ء میں ان کی فرمائش پر حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے حالات پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا تھا جو ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) کے پانچ شماروں میں شائع ہوا تھا اس کے بعد موصوف نے اس کو کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس مرتبہ بھی موصوف نے راقم ہی کا انتخاب فرمایا لیکن راقم اپنی علمی اور سرکاری مصروفیات کی وجہ سے ترجمہ کا کام نہ کر سکا۔ یہ کام ایک فاضل عالم کرم فرما جناب غ۔ م۔ فریدی نے انجام دیا اور رواں و شستہ ترجمہ کیا فجزا ھو اللہ احسن الجزا، البتہ تدوین کا کام راقم نے انجام دیا۔ یہ کام بھی مصروفیت کی وجہ سے حسب دل خواہ نہ ہو سکا۔ بہر حال جو کچھ ہے، حاضر ہے۔

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری اپنی مشہور تصنیف جواہر خمسہ کی وجہ سے عوام و خواص میں متعارف ہیں۔ جواہر خمسہ کے متعدد اردو اڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ مگر الحاقی مواد نے اس کی اصلیت کو مجروح کر دیا ہے پھر بھی اس کی مقبولیت میں کمی نہیں امید ہے کہ اوراد غوثیہ بھی اسی طرح مقبول و محبوب ہو گی ـــــ مولائے کریم حضرت سید ظہیر الدین شاہ شطاری کو اجر عظیم عطا فرمائے کہ ان کی تحریک و تعاون سے رسالہ کا اردو ترجمہ ہوا اور ناشر محترم کو بھی اس اجر سے محروم نہ رکھے جنہوں نے رسالہ طبع کرا کے قارئین تک پہنچایا۔ آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ و ازواجہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

احقر محمد مسعود عفی عنہ
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج
ٹھٹھہ (سندھ)

۳؍ ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ
۱۷۔ جنوری ۱۹۸۲ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بے شمار حمد و تشکر اُس خالق یکتا کے لیے ہے جو ارواحِ انسانی کو عدم سے وجود میں لایا اور انہیں گرانبار خلعت جسمانی عطا کی۔ اس کی قدرتِ کاملہ سے لطیف ارواح نے کثیف و دبیز قبائے جسمانی کو اس طرح پہنا کہ پلک تک نہ آئی۔ زبانِ عارف بیانِ اسرارِ قدرت سے قاصر ہے مَنۡ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ اور جب عارف نقیب القوم ہو کر مذاکرتا ہے تو بہت کچھ کہتا ہے مَنۡ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ عرفانے ربوبیت سے الوہیت کو پہچانا اور الوہیت سے عبودیت کو آراستہ کیا پس بظہورِ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ منور ہوئے اور وَاَیَّدۡنَاہُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ کے دریائے روحانی میں غوطہ زنی کر کے مجسم مستغرق ہو گئے۔ ارواحِ مثالی صورت مثالی میں جلوہ گر ہوئیں اور عالمِ غیب حسن شہادت اختیار کر کے پابند امر و نہی ہوا اور مختار و مکلف بنا اُس ایک معبودِ حقیقی کے جلوے تمام مخلوق میں عیاں ہیں۔ پھر بھی اس کی ذاتِ مقدس فہم و ادراک سے ماورا ہے تاہم بقدر بساط اس کی معرفت کے بغیر کوئی چارہ نہیں بے حکمتِ ریاضت صفا حاصل نہیں ہوتی اور بے صفا عرفان میسر نہیں آتا عرفان صرف ذکر حق حق میں محویت کا نام ہے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ جس ذات نے تمام کائنات کو عدم سے وجود بخشا، اس کا کچھ پتہ نشان تو معلوم کرنا چاہیے یہ مشکل ہے کہ جسم روح بن جائے مگر جب ریاضت و مجاہدہ میں سالک کو اپنی خبر ہی نہ رہے تو اس کا جسم اور اس کا رُواں رُواں مجسّم ذکر حق ہو جاتا ہے اور اس کی ہر رگ و پے سے ذکر کی آواز آنے لگتی ہے وَاذۡکُرۡ رَبَّکَ اِذَا نَسِیۡتَ جب ذاکر محویت کی اس منزل پر پہنچ جائے تو وصول الی اللہ میں کامیابی آسانی سے ہوتی ہے اور ہمہ وقت سوائے مشاہدہ و معاینہ تجلیات

کے اور کچھ باقی نہیں رہتا. جاہل و عالم میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ اگر یاد حق بس ذرا بھی کاہلی ہو جائے تو بمصداق بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا. نعوذ باللہ اپنے حق میں جہل کا اثبات کرے۔

جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے انسان کو اپنی امانت سے مزین و مجلّا بنا دیا ہے اور وہ امانت صفات ذاتی و افعالی ہیں. سالک پر پہلے یہ لازم ہے کہ امانتیں امانت والوں کے سپرد کرے. اس کے بغیر کچھ کرے نہ سوچے اور کچھ دیکھے نہ سنے. وعلی ہذا القیاس معاذ اللہ اگر دوسروں کی امانتیں اپنے تصرف میں لائے تو یہ خیانت ہوگی اور وہ محفوظ نہ رہے گی. ایسا شخص گنہگار و معتوب ہو جائے گا. سالک اس سے ہوشیار و محتاط رہیگا تو اللہ تعالیٰ خرابی و گمراہی سے بچائے گا. یہ چند باتیں تصفیہ وجود کے سلسلہ میں ذکر کی گئیں. البتہ شاہ بازان طریقت ان باتوں پر سختی سے عمل کرتے ہیں اور کثافت ماسوی اللہ کو اپنے عمل سے دور کرکے آئینہ باطل کی جلا کرتے ہیں تاکہ آفتاب عشق کی طلعت بے غبار و حجاب نظر آنے لگے. اس کتاب کا نام اوراد غوثیہ رکھا گیا. جب سالک کو یہ کتاب کفایت نہ کرے تو جواہر خمسہ جو اس فقیر کی تصنیف اک دریائے محیط کی مانند ہے. اور اس کے مضامین نہایت رفیع ہیں. اس میں سالک جتنی غوطہ زنی کرے گا اور اس کتاب کو اپنا پیشوا سمجھ کر عمل میں لائے گا اتنا ہی مقصد میں کامیاب ہوگا اس کتاب کے شروع میں چند ضروری ہدایات تحریر کی جا رہی ہیں. سالک کا فرض ہے کہ ان پر سختی سے عمل کرے. کیونکہ ان پر بغیر عمل کئے درجہ مشیخت کی راہ نہیں ملتی اور بے اصلاح نیت عملیات و وظائف میں اثر پیدا نہیں ہوتا بقوائے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ

سالک کیلئے ضروری ہدایات

۱. ہمیشہ اپنے سر کو وحدت حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے اور دماغ کو اس طرح آزاد نہ چھوڑے کہ غیر کا تصور اس کے دل میں راہ پا جائے۔ اور نفع وضرر، خیر وشر ہدیہ وانعام، ایذا وایلام میں سے کسی چیز کو مخلوق کی جانب سے نہ سمجھے۔ کوئی نعمت اسے ملے تو اور نہ ملے تو ہر حال میں شکر حق ادا کرے۔ کہ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ پر یقین رکھے۔

۲. اوقاتِ خلوت میں آخر وقت تک لوگوں کے لیے ملاقات کا دروازہ نہ کھولے اور زیارت کے لیے آنے جانے والوں کا راستہ بند رکھے۔ اس سلسلہ میں اس بات کا خیال رکھے کہ ابتدائی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں قیام کے دوران ہمیشہ لوگوں سے گریز فرماتے اور کسی سے ملاقات نہ فرماتے تھے۔ اس پر بھی اگر طالب لوگوں کے ملنے جلنے سے راضی ہو تو سمجھ لے کہ یہ بات اس کی ریاضت کے شایان شان نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں اس کا قیمتی وقت ضائع ہو گا۔ اور اللہ کی خدمت چھوڑ کر مخلوق کی خدمت میں مبتلا ہو جائے گا۔ بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ جو اپنے اختیار سے حق کی پرستش نہیں کرتا وہ اضطراری طور پر مخلوق کی پرستش کرنے لگتا ہے جب سالک خلوت وگوشہ نشینی کا قصد کرے تو کچھ وقت شیخ کی خدمت میں بھی رہے۔ اور اس کے حکم مطابق اپنے ظاہر وباطن کو آراستہ کرے۔ تاکہ اس کا رابطہ شیخ کے ساتھ صحیح طریقے سے قائم رہے۔ کہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِیْ اُمَّتِهٖ وہ گوشہ نشینی یا اس کے علاوہ جو بھی ارشاد کرے طالب اس پر عمل کرے۔

۳. اتنا علم حاصل کرے کہ اپنا اعتقاد مذہب اہل سنت وجماعت پر خود کو ٹھیک اور صحیح سمجھ

سکے کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ اور فریب نفسانی وشیطانی کو پہچان جائے کہ اَعْدٰی عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ۔

۴۔ اس بات کی پوری کوشش کرے کہ اس کی تمام عادتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو جائیں۔ کہ وَلَدِیْ مَنْ سَلَكَ طَرِیْقِیْ

۵۔ کمینوں اور جاہلوں سے محبت ودوستی نہ کرے اور ان کی بری صحبت میں نہ رہے کہ اَلصُّحْبَۃُ تُؤَثِّرُ بری صحبت کا رنگ ضرور چڑھتا ہے۔

۶۔ دولتمندوں سے تعلق نہ رکھے اِلَّا بِضَرُوْرَتٍ

۷۔ جتنا اپنے وجود کو ریاضت کی بھٹی میں پگھلائے گا اور نفس امارہ سے جنگ وجدل کرے گا باشارہ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی اتنا ہی توحید حقیقی تک پہنچے گا۔ جب توحید افعالی کی تصحیح ہو جائے گی جو مرتبہ میں کم ہے تو اس کو توحید افعالی سے توحید صفاتی کی طرف ترقی ہو گی۔ اور توحید صفاتی سے توحید ذات عیان ووجدان کے ساتھ منکشف ہو گی۔ کیونکہ اَلتَّوْحِیْدُ اِسْقَاطُ الْاِضَافَاتِ ہے۔ جو لوگ توحید کو تخیل ذہن اور مطالعہ کتب سے سمجھتے ہیں زندقہ والحاد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور استاد شریعت کی ہتک کرتے ہیں اور گمراہی وجہالت میں مبتلا رہتے ہیں کہ مَنْ عَرَفَ التَّوْحِیْدَ بِلَا اُسْتَاذٍ فَقَدْ مَاتَ زِنْدِیْقًا

۸۔ جب توفیق خداوندی رفیق حال ہو جائے تو دنیا سے منہ پھیرے۔ کہ تَرْكُ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ اور بارگاہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے۔

۹۔ تمام گندگیوں سے پاک رہے جیسے کہ بے پاکی بدن ولباس و وضو نماز نہیں ہوتی ایسے ہی بغیر پاکیزگی دل وروح درگاہ حق میں داخلہ کی اجازت نہیں ملتی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔

۱۰۔ جب کوئی واقعہ عالم بیداری یا حالت خواب میں دیکھے پہلے اپنے مرشد سے عرض کرے اور اس میں کچھ کمی و بیشی نہ کرے۔ جس طرح یوسف علیہ السلام کا خواب کہ اس کو آپ نے اپنے والد سے بیان کیا اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ اور اس کی تعبیر وَجَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا۔

۱۱۔ تصرف حق تعالیٰ کو عقل و فکر سے نہ سمجھے اور اس کی ذات کے متعلق قیاس سے کام نہ لے بحکم تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ پر نظر رکھے۔

۱۲۔ جو کچھ کہے ادب سے کہے۔ کہ فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ پر عمل کرے اور غیبت، بہتان اور تمام نامشروعات، لاف ولغو اور لہو سے پرہیز کرے۔

۱۳۔ محسن احسان کرے تو اس کے مقابل کہے جَزَاكَ اللّٰہُ خَیْرًا وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔

۱۴۔ بزرگ کا حق معرفت اور اس کی اور اس کی بزرگی کی قدر و منزلت کو پہچانے۔ کہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

۱۵۔ گناہوں کے ارتکاب سے نفس کو بچائے۔ اور دل کو سوائے محبوب کے کسی اور کی طرف التفات سے محفوظ رکھے۔ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰہِ وَحَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰہِ اَنْ یَّلِجَ فِیْہِ غَیْرُ اللّٰہِ۔

۱۶۔ خواب غفلت سے بیدار ہو جائے اور نافرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزار و متنفر ہو جائے۔ بموجب اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا

۱۷۔ کار ہائے دینی و دنیاوی حق تعالیٰ پر چھوڑ دے کہ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسْبُہٗ۔

۱۸۔ ایک کو دیکھے ایک کو جانے ایک کا نام لے اور ایک کی جستجو کرے اور جو کچھ دیکھے اس کی طرف سے دیکھے اور اسی کی جانب سے سمجھے ھُوَالْاَوَّلُ ھُوَالْاٰخِرُ ھُوَالظَّاھِرُ ھُوَالْبَاطِنُ۔

۱۹۔ خواہ کتنا ہی گنہگار ہو اس سے عفو و مغفرت کا امیدوار رہے کہ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔

۲۰۔ رسائل تصوف کا مطالعہ نہ کرے جو بات مرشد کی فرمودہ ہو اس میں مستغرق ہو جائے جو کیفیت نظر آئے مرشد کی خدمت میں عرض کرے۔ اگر مرشد موجود نہ ہو تو مکتوبات شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کا مطالعہ کرے۔ تاکہ فریب نفس و وسواس خناس کا علم حاصل ہو اکثر لوگوں کو دیکھا کہ گفتگوئے خلائق میں اُلجھ کر حقائق سے بے نصیب اور محروم ہو گئے۔ کتابیں پڑھیں مگر عمل کچھ نہ کیا۔ جب آخر کار منزل سلوک پر پہنچے تو اپنے حال کے مقابلہ کے لیے کتب حقائق کا مطالعہ کرے۔ اور روحانی لذت حاصل کرے۔ اگر اس کی حالت سلف کے مطابق ہو جائے تو شکر ادا کرے۔ اور علمائے شریعت کو بغیر محنت و ریاضت اس کی اجازت ہے کہ وہ اپنے علم کے مطابق اعتقاد کو صحیح کر کے اس مالک و مولیٰ کی طرف مائل ہو جائیں۔

۲۱۔ جو چیز ذکر و فکر اور معرفت حق سے مانع ہو اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے اور اس کی طرف توجہ نہ دے کہ ایسا کرنا حرام ہے۔ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ حَرَامٌ

۲۲۔ اظہار کشف و کرامات سے پرہیز کرے۔ اور ادھر نظر نہ ڈالے کیونکہ مخلوق بندۂ کرامت بن جاتی ہے اور وہ شرمندۂ حق ہوتا ہے۔ اور بہت سی آفتیں رونما ہونے لگتی ہیں کہ الشُّھْرَۃُ اٰفَۃٌ وَالْخُمُوْلُ رَاحَۃٌ

الحاصل ابتدائے حال ہی میں سالک تصفیہ و تزکیہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور تزکیہ و تصفیہ حاصل نہیں ہوتا مگر اسماء اللہ تعالیٰ کی مشغولیت سے جاننا چاہیے کہ بعض اسماء راجع بہ ذات حق ہیں جیسے اللہ و قدوس و قیوم و قدیم وغیرہ اور بعض اسماء راجع بصفات ذاتی جیسے علیم و قادر وغیرہ اور بعض راجع ہوتے ہیں صفات افعالی کی طرف جیسے خالق و رازق وغیرہ اور بعض مشترک ہیں صفات ذاتی و صفات افعالی کے ساتھ جیسے سلام و جبار وغیرہ اور اسم راجع بذات و اسم راجع بصفات ذاتی کے درمیان یہ فرق ہے کہ نسبت حق تعالیٰ تصرف مطلق ہے۔ اور نسبت خلق تصرف مقید کا چشم باطن سے معائنہ کرتا ہے۔ حقیقت میں تصرف اسی کا ہے۔ سالک مبتدی ورد و اوراد و نوافل و صوم میں مشغول رہتا ہے۔ اور معمولات کو کبھی ترک نہیں کرتا اور نہ تارک الورد ملعون کا مصداق بن جائے۔ جب معرفت قلبی حاصل ہوتی ہے اور دل تک رسائی ہو جاتی ہے تو قوی حال و مستقیم مزاج ہو جاتا ہے اور دَلْ دَلِیْل بن جاتا ہے سالک متوسط اس باطنی مرتبہ پہ فائز ہوتا ہے عظیم تصورات و واردات قلبی کو مختلف نحو میں پہچان لیتا ہے۔ اس روحانی و قلبی تصور کی بناوٹ جو لائق درگاہ رب العزت ہے۔ اس نے اس سے اُنس اختیار کیا اور آئینہ مراقبہ کی بناوٹ کے ساتھ اُسے سامنے رکھا تصور اسمائے مذکور کہ حقیقت الحقائق ہیں راجع بذات ہوگیا اور غیر کے وجود حادث کو ذکر رحمانی سے فنا کر دیا بمعرفت اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ پہنچا اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوَاهُ شیطان ہر جگہ سے دفع ہوا۔ اور کسی مقامات کے لیے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ کو سامنے رکھا یہاں تک اپنے مقصد کو پہنچا خود کو پایا تو سالک منتہی ہو گیا۔ اور اپنے نورانی حال کے مطابق جلوہ گر ہوا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اس کے کام آیا اور سالک مبتدی سے منتہی ہوگیا۔ یہاں دو نکتے

ہیں ایک یہ کہ تَخَلَّقُوا بِالْخَلْقِ ہوا اور دوسرا یہ کہ سالک نے طی مقامات کدورات سے کی تھی۔ اور بغیر ذات جب رتبۂ تکمیل کو پہنچی تو ہر حسن میں خود کو دیکھا۔ خود جلوہ گر ہوئی تجلی ذاتی وصفاتی ضرورت پیش آئی کہ خود کو جاننے اور پہچاننے اور لطف حاصل کرے اور صنائع وبدائع میں نظر کرے اور دیدۂ بصیرت کو ہمراہ بصر کرے اور ہر قابل دید چیز کو دیکھ کر لطف اندوز ہو اور تمام اشیا کو اپنے جمال وجلال کا مظاہر جاننے اور کائنات کے ہر ذرہ میں ایک روزن تصور کرے۔ عالم ملکوت وجبروت تک اور ہر ایک کو شرف جمال کمال وکمال جمال ومظہر انوار اسرار واسرار انوار خورشید حقیقی سمجھے۔

سالک کے عالم سفلی سے عالم علوی تک نو درجے ہیں اور ہر درجہ کے لیے ایک عمل منسوب ہے۔ وہ دیکھ کر عمل کرتا ہے۔

۱۔ درجہ اوّل ورد اوراد میں۔

۲۔ درجہ دوم وضو اور نوافل

۳۔ تیسرا درجہ روزہ اور چلّہ میں۔

۴۔ چوتھا درجہ خطرات قلبی اور اس کی ماہیت کے معلوم کرنے میں۔

۵۔ پانچواں درجہ ذکر جہر وخفی میں۔

۶۔ چھٹا درجہ مراقبہ کے طریق میں۔

۷۔ ساتواں درجہ تصورات وتصدیقات میں۔

۸۔ آٹھواں درجہ تنزلات اور ظہور اسمائے الٰہی میں۔

۹۔ نواں درجہ تصحیح خلافت اور عقیدت اختیار کرنے میں اور آداب مشیخت وشناخت پیر ومرشد اور مسائل طریقت میں اور بیعت وتصحیح سلاسل اور ظاہری وباطنی وبیان معراج میں۔

درجۂ اوّل ورد و اوراد میں

سالک عابد شب بیدار سنت فجر کو خلوت خانہ میں ادا کرے۔ جیسا کہ مشائخ نے فرمایا ہے۔ اور فرض مسجد میں با جماعت ادا کرے۔ پھر خلوت خانہ چلا جائے اور مصلہ پر رو قبلہ ہو کر بیٹھے۔ اور مسبعات عشر نماز فجر و عصر کے بعد بلاناغہ پڑھے۔ سورۃ فاتحہ چاروں قل مع بسم اللہ اور آیت الکرسی ہر ایک سات بار اور سات مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ. ایک مرتبہ عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَمِلْاءَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ سات بار اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ سات بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا وَاغْفِرْ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اور سات بار اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ عَفُوٌّ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اس کے بعد تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ پڑھے۔ اور سات بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اس کے بعد پڑھے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ صَاحِبُ

الوحدانیۃ دانیتہ القدیمۃ الازلیتہ الابدیۃ لیس
لہ ضد ولاند ولا شبۃ ولاشریک لہ رفع القلم الی کونہ
ومکنونہ فی غیبہ وھو لا الہ الا ھو ومحمد رسول اللہ بامرہ
و وحیہ اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یعود ویرجع
السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت
ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام اللھم لا مانع لما اعطیت
ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد
اس کے بعد تین بار پڑھے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک
لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اس کے بعد تین بار پڑھے
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولاحول و
لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم فضل من اللہ ونعمۃ ومغفرۃ و
رحمۃ شکر من اللہ ورحمۃ الحمد للہ علی التوفیق واستغفر
اللہ من کل تقصیر غفرانک ربنا والیک المصیر نعم النصیر
سبحان اللہ ربی العلی الوھاب سبحانک ما عبدناک حق
عبادتک سبحانک ما عرفناک حق معرفتک اس کے بعد
تین بار پڑھے ونشھد ان لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین
لا الہ الا اللہ الملک الحق الیقین لا الہ الا اللہ ارحم الراحمین
لا الہ الا اللہ اکرم الاکرمین لا الہ الا اللہ حبیب التوابین
لا الہ الا اللہ غیاث المستغیثین لا الہ الا اللہ الملک الجبار لا الہ
الا اللہ القھار لا الہ الا اللہ الحلیم الستار لا الہ الا اللہ العزیز
الغفار لا الہ الا اللہ ابدا حقا لا الہ الا اللہ ایمانا وصدقا

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تَـلَطُّفًا وَّ رِفْقًا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ نَعْبُدُ رِقًّا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ
اِیْمَانًا بِاللّٰہِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَمَانًا مِّنَ اللّٰہِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَمَانًا مِّنَ اللّٰہِ
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَمَانَۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اُفْنِیْ بِهَا عُمْرِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اُدْخِلُ بِهَا قَبْرِیْ
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اُوْنِسُ بِهَا وَحْدَتِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْقٰی بِهَا رَبِّیْ
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ قَبْلَ كُلِّ شَیْئٍ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ بَعْدَ كُلِّ شَیْئٍ
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یَبْقٰی رَبُّنَا وَ یَفْنٰی وَ یَمُوْتُ كُلُّ شَیْئٍ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ
الْمَعْبُوْدُ فِیْ كُلِّ مَكَانٍ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَعْرُوْفُ بِكُلِّ اِحْسَانٍ
لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَذْكُوْرُ فِیْ كُلِّ لِسَانٍ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهٗ
وَ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ
وَحْدَهٗ وَ لَا شَیْئَ بَعْدَهٗ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ لَـہُ النِّعْمَۃُ وَ لَـہُ الْفَضْلُ
وَ لَـہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاهُ مُخْلِصِیْنَ
لَـہُ الـدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ
وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْئٌ وَ هُوَ السَّمِیْعُ
الْبَصِیْرُ اس کے بعد تین بار پڑھے حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ
نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ اس کے بعد یہ اسمآء الحسنٰی ایک بار
پڑھے، وَ لِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا وَ هِیَ تِسْعَۃٌ وَّ تِسْعُوْنَ
اِسْمًا مِائَۃٌ غَیْرَ وَاحِدَۃٍ مَنْ اَحْصَاهَا وَ قَرَاَهَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ
بِلَا حِسَابٍ وَّ لَا عَذَابٍ وَ لَا یَحْفَظُهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ
هُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَۃِ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ
الْبَاسِطُ الْحَافِظُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ
اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ
الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ
الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِيْ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِيْ الْمُمِيْتُ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ
الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِيْ الْمُتَعَالِيْ
الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْعِمُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ الرَّبُّ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِيُّ الْمُعْطِيُ الْمَانِعُ
الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِيُ الْبَدِيْعُ الْبَاقِيْ الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ
الصَّبُوْرُ الَّذِيْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ نِعْمَ الْمَوْلٰى
وَنِعْمَ النَّصِيْرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا وَرَاءَ اللّٰهِ الْمُنْتَهٰى
مَنِ اعْتَصَمَ بِاللّٰهِ فَقَدْ نَجٰى سُبْحَانَ اللّٰهِ مَنْ لَّمْ يَزَلْ كَرِيْمًا وَّلَا يَزَالُ
رَحِيْمًا اس کے بعد یہ درود شریف پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّا
دَامَتِ الصَّلٰوةُ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الْبَرَكَاتُ وَارْحَمْ
عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الرَّحْمَةُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ

فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ
مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی تُرْبَتِ مُحَمَّدٍ فِی التُّرَابِ وَصَلِّ عَلٰی
صَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الصَّبُوْرِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اس کے بعد یہ دعا
بشمخ پڑھے اَللّٰهُمَّ یَا بَشْمَخُ بَشْمَخُ ذَالَاهَا مُوْا شَطِیْثُوْنَ اَللّٰهُمَّ یَا ذَا نُوْا
مَلْخُوْ نُوْدَ نُوْا اَیْمُوْنَ اَللّٰهُمَّ یَا خَیْشُوْ مَیْمُوْنَ اَرْقَشْ دَارَ عِلْیُوْنَ اَللّٰهُمَّ
یَا رَخِیْشَا هَلِیْلُوْنَ مَیْطَتْرُوْنَ اَللّٰهُمَّ یَا رَخْتَیْشُوْا اَخْلَا قُوْنَ اَللّٰهُمَّ یَا رَحْمُوْتَ
اَرْخِیْمَ اَرْخِیْمُوْنَ اَللّٰهُمَّ اهِیَا اَشْرَاهِیَا اَرْدُوْنِیْ اَصْبَاتَ اَصْیَا وَتُوْنَ اَللّٰهُمَّ
یَا نُوْرَ اَرْغَیْشَ اَرْغِیْ تَشْلِیْثُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَشْیِیْ اَسْمَاءَ اَسْمَاوُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَشْیُوْ
یَا مَلِیْعُوْثَا مَلِیْخَا مَلِیْخُوْنَ اَللّٰهُمَّ الْاَمْرُ عَدَا اَرْعَی یَنْ نُوْنَ اَللّٰهُمَّ یَا بَشْمَخُ
مَشْمَخِیْثَا مَثَلَا مُوْنَ بَیْنَ الْکَافِ وَالنُّوْنِ اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ
شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ
کُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ اس کے بعد کشف قلوب کے لیے بعد نماز فجر
بارہ مرتبہ یہ اسمائے عظام پڑھے اور بعد نماز عصر پانچ مرتبہ ۔ سُبْحَانَكَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یَا رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّوَارِثَهٗ وَرَازِقَهٗ وَرَاحِمَهٗ
یَا اِلٰهَ الْاٰلِهَةِ الرَّفِیْعُ جَلَالُهٗ یَا اَللّٰهُ الْمَحْمُوْدُ فِیْ کُلِّ فِعَالِهٖ
یَا رَحْمٰنَ کُلِّ شَیْءٍ وَرَاحِمَهٗ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ
وَبَقَائِهٖ یَا قَیُّوْمُ فَلَا یَفُوْتُ شَیْءٌ مِّنْ عِلْمِهٖ وَلَا یَئُوْدُهٗ یَا وَاحِدُ
الْبَاقِیْ اَوَّلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّاٰخِرَهٗ یَا دَائِمُ بِلَا فَنَاءٍ وَّلَا زَوَالٍ لِّمُلْکِهٖ
وَبَقَائِهٖ یَا صَمَدُ مِنْ غَیْرِ شِبْهٍ فَلَا شَیْءَ لِمِثْلِهٖ یَا بَارُّ فَلَا شَیْءَ
کُفُوْهُ یُدَانِیْهِ وَلَا اِمْکَانَ لِوَصْفِهٖ یَا کَبِیْرُ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِیْ
لَا تَهْتَدِی الْعُقُوْلُ لِوَصْفِ عَظَمَتِهٖ یَا بَارِئَ النُّفُوْسِ بِلَا مِثَالٍ

خلو من غيره يا زاكي[13] الطاهر من كل آفة بقدسه يا كافي[14]
الموسع لما خلق من عطايا فضله يا نقيًّا[15] من كل جور لم يرضه
ولم يخالطه فعاله يا حنان[16] انت الذي وسعت كل شيء رحمة وعلمًا
يا منان[17] ذا الاحسان قد عم كل الخلائق منه يا ديان[18] العباد كل يقوم
خاضعًا لرهبته ورغبته يا خالق[19] من في السموات والارض كل اليه معاده
يا رحيم[20] كل صريخ ومكروب وغياثه ومعاذه يا تام[21] فلا تصف
الالسن كل جلاله وملكه وعزه يا مبدع[22] البدائع لم تبغ في انشائها
عونًا من خلقه يا علام[23] الغيوب فلا يفوت شيء من حفظه يا حليم[24]
ذا الاناة فلا يعادله شيء من خلقه يا معيد[25] ما افناه اذا برز الخلائق
لدعوته من مخافته يا حميد[26] الفعال ذا المن على جميع خلقه بلطفه يا عزيز[27]
المنيع الغالب على جميع امره فلا شيء يعادله يا قاهر[28] ذا البطش الشديد
انت الذي لا يطاق انتقامه يا قريب[29] المتعالي فوق كل شيء علو ارتفاعه
يا مذل[30] كل جبار عنيد بقهر عزيز سلطانه يا نور[31] كل شيء وهداه
انت الذي فلق الظلمات بنوره يا عالي[32] الشامخ فوق كل شيء علو ارتفاعه
يا قدوس[33] الطاهر من كل سوء فلا شيء يعادله من جميع خلقه بلطفه
يا مبدئ[34] البرايا ومعيدها بعد فنائها بقدرته يا جليل[35] المتكبر على
كل شيء فالعدل امره والصدق وعده يا محمود[36] فلا تبلغ الاوهام
كل ثنائه ومجده يا كريم[37] العفو والعدل انت الذي ملأ كل شيء
عدله يا عظيم[38] الثناء الفاخر والعز والمجد والكبرياء فلا يذل عزه
يا قريب[39] المجيب المداني دون كل شيء قربه يا عجيب[40] الصنائع
فلا تنطق الالسن بكل آلائه وثنائه ونعمائه يا غياثي عند

كُلِّ كُرْبَةٍ وَمَعَاذِيْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ وَمُجِيْبِيْ عِنْدَ كُلِّ دَعْوَةٍ وَيَا رَجَائِيْ حِيْنَ تَنْقَطِعُ حِيْلَتِيْ اس کے بعد یہ دعائے استجاب پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَيَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَيَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ وَيَا مُخْرِجَ الْمَحْزُوْنِيْنَ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ اَغِثْنِيْ تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ يَا رَبِّيْ قَضَيْتُ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ يَا رَزَّاقُ يَا فَتَّاحُ يَا بَاسِطُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اس کے بعد حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آل واصحاب وجملہ مشائخ کی ارواح کو سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔ نہایت خلوص سے کچھ دیر آنکھ بند کر کے دل میں ملاحظہ کرے۔ یہاں تک کہ حضوری حاصل ہو اس کے بعد با وضو ادائے اشراق ودیگر نوافل میں مشغول ہو۔ جس طرح درجۂ دوم میں ذکر ہو چکا ہے۔

درجۂ دوم

ہر فعل میں پہلے نیت کو مقدم جانے وضو شروع کرے تو اس کے درمیان کسی سے بالکل بات چیت نہ کرے۔ ابتدا میں تین مرتبہ سورۂ انا انزلناہ پڑھے۔ اور منہ دھونے کے لیے جب بھی پانی لے وکود پڑھے اور پانی پہ دم کرے۔ پھر اس پانی سے منہ دھوئے۔ اور جو عضو دھوئے۔ پہلی بار دل میں یہ تصور کرے کہ میں نے دنیا سے قطع تعلق کر لیا۔ دوسری مرتبہ دھوئے تو دل میں یہ خیال کرے کہ میں نے خطرات نفسانی وشیطانی کو دور کر دیا۔ تیسری مرتبہ جب دھوئے تو دل میں یہ تصور کرے کہ میں نے خطرات ملکی کو دل سے نکال دیا۔ اس ترتیب سے وضو کو مکمل کرے۔ اَلْوُضُوْءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ

فرمایا گیا ہے بعدہ وضو کا لباس پہن کر صف عبادت میں مُصلے حاضر ہو جائے تو تاثیر شیطانی کہ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ فرمایا ہے تیرے بازوؤں پر اثر نہ کرے اور ادب کے ساتھ امر حق تعالیٰ کو بے وسوسۂ خاطر بجا لائے۔

اس کے بعد جب آفتاب بقدر ایک یا دو نیزہ کے نکل آئے تو پھر وضو کی تجدید کرے۔ کہ اَلْوُضُوْءُ عَلَى الْوُضُوْءِ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ والشمس والضحیٰ پڑھے اس کے بعد نماز اشراق ادا کرے جس طرح اوراد میں ذکر ہو چکا ہے۔ بعض اشراق کی دو رکعت پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور بعض چار رکعت کا اور بعض دس کا اور بعض بارہ کا۔ منجملہ ان کے جو میسر ہو سکے اس پر عمل کرے۔ مشائخ نے نماز اشراق کی قرأت کو مختلف طور پر مخصوص کیا ہے، لیکن حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور الحق والشرع والدین سے منقول ہے کہ نوافل کی ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا انسب و اولیٰ ہے دوسری سورتوں کے مقابلہ میں چنانچہ حدیث میں سورۂ مذکورہ کی فضیلت میں حضور علیہ السلام نے فرمایا اَلْاِخْلَاصُ لِعَادِلِ ثُلُثُ الْقُرْاٰن دو رکعت سے بارہ رکعات تک اسی طرح پڑھے۔ اور دو رکعت شکر اللہ کی نیت کرے۔ اور دونوں رکعتوں میں بھی بعد سورۂ فاتحہ سورہ اخلاص تین تین بار ہر رکعت میں پڑھے۔ بعد میں یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِعِزَّتِ اللّٰهِ وَقُوَّتِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَعَظَمَتِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَاءِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَبَطْشِ اللّٰهِ وَدَفْعِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَجَمَالِ اللّٰهِ وَحِفْظِ اللّٰهِ وَبَهَاءِ اللّٰهِ وَرَقِيْبِ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اس کے بعد دو رکعت نماز استعاذہ ادا کرے پھر دو رکعت نماز استخارہ پڑھے اور نماز استخارہ تمام نوافل پر مقدم ہے اگرچہ یہاں اس کو مقید کر کے بیان

کیا ہے. جب کسی امر میں استخارہ کرنا مقصود ہو تو وضو کرکے دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھ کر نماز استخارہ کی دو رکعتوں کی نیت کرے۔ اور سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی و قل یا ایھا الکافرون ایک ایک مرتبہ اور اذا جاء نصر اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس ہر رکعت میں تین تین مرتبہ پڑھے۔ اور بعد نماز استخارہ چالیس مرتبہ یہ پڑھے یَا غِیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَۃٍ وَمُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَۃٍ وَمَعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّۃٍ وَیَا رَجَائِیْ حِیْنَ تَنْقَطِعُ حِیْلَتِیْ اس کے ساتھ آسمان کی طرف سر بلند کرکے اور منہ اٹھا کر ہاتھ پھیلا کر تین مرتبہ یہ دعائے استجاب پڑھے یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَیَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَیَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ وَیَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ وَیَا مُخْرِجَ الْمَحْزُوْنِیْنَ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ یَا رَبِّیْ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا رَزَّاقُ یَا فَتَّاحُ یَا بَاسِطُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اس کے بعد دو رکعت نماز استجاب ادا کرے اور بعد نماز وہ دعا پڑھے جو استخارہ میں ذکر کی جا چکی ہے۔ اس کے بعد دو رکعات نماز شکر النہار پڑھے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ والدین ادا کرے اور جب والدین کافر ہوں تو آباؤ اجداد میں جو بھی مسلمان ہوں ان کے لیے پڑھے اور اگر کوئی بھی ان میں سے مسلمان نہ ہو تو روح حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو اس نماز کا ثواب پہنچائے

ذکر نماز چاشت

جب چوتھائی دن گذر جائے تو نماز چاشت کی بارہ رکعتیں اس تفصیل سے پڑھے پہلی چار رکعتوں میں سے رکعت اول میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ والشمس اور دوسری رکعت میں سورۂ

والیل تیسری میں سورۂ والضحیٰ اور چوتھی میں سورۂ الم نشرح پڑھے۔ باقی آٹھ رکعتیں بھی چار چار رکعت کی نیت باندھ کر ایسے ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ اور بعد نماز یہ دعا تین سو ساٹھ ۳۶۰ بار پڑھ کر اس کے اثرات دیکھے دعا یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ

ذکر نماز زوالی

جب آفتاب کا زوال ختم ہو جائے تو چار رکعت نماز زوال ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ پچاس بار یا دس یا کم از کم تین بار سورۂ اخلاص پڑھے۔
جب نماز سے فارغ ہو جائے تو ننانوے ۹۹ بار یہ پڑھے وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِہٖ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔

ذکر نماز حضر

نماز ظہر کے بعد اور نماز عصر سے پہلے نماز حضر کی دس رکعتیں پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورہ اذا جاء نصر اللہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھے بعد نماز اکیس ۲۱ مرتبہ یہ اسم پڑھے یَا فَتَّاحُ تَفَتَّحْتَ بِالْفَتْحِ وَالْفَتْحُ فِیْ فَتْحِ فَتْحُكَ یَا فَتَّاحُ

ذکر نماز اوابین

بعد نماز مغرب چھ رکعتیں اوابین کی ادا کرے۔ اور اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھے پھر دو رکعتیں حفظ ایمان کی ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر ہاتھ پھیلا کر اور بلند کر کے یہ آیت سات مرتبہ پڑھے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ لیکن نہایت خلوص سے پڑھے تاکہ سلامتی ایمان حاصل ہو۔ ذکر صلوٰۃ القلب دو رکعت پڑھے اور دل میں نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ

تَعَالٰی رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْقَلْبِ ہر دو رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار دل میں پڑھے اور زبان سے کام نہ لے۔ اس کی نیت اور تحریمہ اور قرأت وتکبیر و تسبیحات و تشہد و درود سب بجائے زبان سے پڑھنے کے دل ہی میں پڑھے جب یہ نماز ختم کرے تو سجدہ میں سر رکھ کر جو حاجت ہو اس کو خدائے تعالیٰ سے طلب کرے۔ پھر بحضور دل بیٹھ کر ستر بار دل میں استغفار کرے۔ اور پیر و مرشد کا تصور کرے۔

ذکر صلوٰۃ العاشقین | چار رکعت اس نیت سے ادا کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتِ صَلٰوۃُ الْعَاشِقِیْنَ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ یَا اَللّٰہُ سو۱۰۰ مرتبہ دوسری میں یَا رَحْمٰنُ سو۱۰۰ مرتبہ تیسری میں یَا رَحِیْمُ سو۱۰۰ مرتبہ اور چوتھی میں یَا وَدُوْدُ سو۱۰۰ مرتبہ پھر سلام پھیر کر سو۱۰۰ مرتبہ یہ آیت پڑھے ھُوَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ذکر صلوٰۃ المشاہدہ دو رکعت ادا کرے اور بعد فاتحہ ہر رکعت میں شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ کو سورۂ اخلاص کے ساتھ شامل کر کے تین تین مرتبہ پڑھے اور سلام کے بعد ایک ہزار۱۰۰۰ مرتبہ یہ آیت پڑھے وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ تو مشاہدۂ غیب پردۂ لاریب سے حاصل ہوگا۔ ان تینوں کو بعد چاشت یا بعد مغرب یا بعد عشاء یا بعد تہجد پڑھے اور ہو سکے تو ہر نماز کے بعد پڑھے۔

ذکر صلوٰۃ المعکوس | جب سالک میں ریاضت کی استعداد پیدا ہو جائے تو صلوٰۃ مذکورہ کا عمل شروع کرے اور بالکل اُلٹا ہو کر بارگاہِ حق میں عجز کا دروازہ کھولے۔ تاکہ مقبول بارگاہ ہو جائے۔ واضح

ہو کہ نماز معکوس کا عمل فرعون مدتوں کرتا رہا اس کے بعد پھر کسی نے ایک
مدت تک یہ عمل نہیں کیا۔ حالانکہ سب کو اس کے سریع الاجابت ہونے کا
علم تھا چنانچہ فرعون کا قصہ مشہور ہے کہ جب اس نے عظمت محمدی کا پرچم
لہراتا ہوا دیکھا تو اپنا نماز معکوس کا موقوف کیا ہوا عمل پھر شروع کر دیا تو
اب اس کے علاوہ دوسرے خوش نصیب حضرات بھی اس عمل پر کاربند
ہو کر سریع الاجابت ہو گئے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری رحمۃ اللہ
علیہ کی یہ روایت معدن المعانی میں مذکور ہے۔ سند صلوٰۃ مذکور اور اس کے
پڑھنے کے طریقے کو جاننا چاہیے۔ چاشت کے وقت یا مغرب کے وقت
یا تہجد کے وقت یہ نماز ادا کی جائے۔ خلوت خانہ یا باغ یا کسی ایسی جگہ
جہاں گوشۂ تنہائی ہو اور کسی کا وہاں گذر نہ ہو۔ حجرہ ہو تو اس میں مشرق
و مغرب میں دو ستون مضبوطی کے ساتھ نصب کرے اور ان پر ایک مضبوط
لکڑی لگائے۔ ستونوں کی اونچائی اتنی ہو کہ دونوں ہاتھ اس لکڑی تک پہنچ
جائیں اور باغ ہو تو اس کے درخت کا جو گدّھا شرقاً غرباً پھیلا ہوا ہو اور اتنا
اونچا ہو کہ دونوں ہاتھ اس تک پہنچ سکیں تو وہ بھی صحیح رہے گا۔ چار گز کورا
دبیز لٹھا لے کر اس کے دونوں سروں کو اچھی طرح سی کر بند کر دیا جائے اور دوہرا
کر کے بل دیکر اس میں دو حلقے بنائے جائیں۔ ایک حلقہ میں دائیں پاؤں
کو ڈال کر اس کی پنڈلی کو لکڑی پر پہنچائے اور دائیں ہاتھ سے لکڑی کو پکڑے۔
دوسرے حلقہ میں بایاں پاؤں ڈالے اور پنڈلی لکڑی پر پہنچا کر اسے بائیں ہاتھ
سے پکڑے۔ اس طرح کہ دونوں پاؤں لکڑی پر برابر آجائیں۔ بتجربہ کار تو
آرام سے اعضاء کو نیچے لے آئے گا۔ اور سر جھکا کر نماز شروع کرے گا لیکن
اگر مبتدی ہو تو ایک مضبوط بندش اپنی کمر اور اوپر کی لکڑی میں باندھے

اور جب زمین پر پہنچے تو اسی بندش کو پکڑ کر سر نیچے کرے اور اسی کے سہارے اوپر آئے۔ مشائخ اہل ریاضت نے ایک ایسی حکمت اختیار کی ہے کہ دیر تک آسانی سے لٹکے رہیں۔ وہ حکمت یہ ہے کہ چمڑے یا کپڑے کا تکیہ بنا کر پشت کی جانب اوپر کی لکڑی پر رکھ کر جتنی نماز چاہے ادا کرے۔ جب تھک جائے تو ذرا سر اٹھا کر تکیۂ مذکور گردن یا پشت یا کمر کے نیچے رکھے اور آرام کرے اور اُسے الگ کرکے نماز میں مشغول ہو جائے اور جتنی چاہے نماز ادا کرے۔ اس کا فائدہ محنت و ریاضت سے ہوگا۔ طریق دوگانہ معلوم کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ وقت نماز معدہ خالی ہو۔ اگر کچھ کھا لیا ہو تو دو ڈھائی گھنٹے کا فصل دے پھر وضو کرکے دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اس کے بعد دو رکعت نماز شکر اللہ بھی اس طرح ادا کرے۔ بعد میں دو رکعت صلوٰۃ المعکوس کی ادا کرے بعد سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور اذا جاء و سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ ہر رکعت میں پڑھے بعد سلام ایک بار یہ دعا پڑھے یَاغِیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَۃٍ وَ مُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَۃٍ وَمَعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّۃٍ وَ رَجَائِیْ حِیْنَ تَنْقَطِعُ حِیْلَتِیْ اور ننانوے ۹۹ بار حَسْبِیْ رَبِّیْ کہے پھر اور چار رکعت بہ نیت معکوس ادا کرے پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ چاروں قل چار چار مرتبہ دوسری میں چاروں قل تین تین مرتبہ تیسری میں چاروں قل دو دو مرتبہ اور چوتھی میں چاروں قل ایک ایک مرتبہ پڑھے۔ صلوٰۃ معکوس کی ہر رکعت میں اتنا پڑھنا تو لازمی ہے۔ اس سے زائد جتنا ادا کر سکے کرے اور . تمام احکام و ارکان صلوٰۃ مذکور اشارہ سے ادا کرے اور بعد تکبیر اولیٰ ہاتھ سینے پر باندھ لے۔

ذکر صلوٰۃ تنویر القبر دو رکعت صلوٰۃ تنویر القبر ادا کرے۔ اور ہر رکعت میں

بعد فاتحہ آیہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پڑھے اور بعد سلام نو مرتبہ یَا نُوْرُ وَالنُّوْرُ فِیْ نُوْرِكَ یَا نُوْرُ پڑھے۔

ذکر نماز تہجد جب اوّل شب یا آخر شب میں سوکر اُٹھے تو نماز تہجد سے پہلے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا دس بار پڑھے اس کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کرے اور سلام پھیر کر ۱۲ مرتبہ درود پڑھے اس کے بعد دو رکعت صلوٰۃ احیاء الیل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اس کے بعد نماز تہجد کی بارہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ بارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری میں گیارہ مرتبہ غرض ہر رکعت میں ایک ایک کی کمی کرتا جائے تو بارہویں رکعت میں سورۂ اخلاص ایک بار ہی پڑھے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ بارہ۔ پس ہر دو رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھے اور استغفار و درود پڑھے۔ تہجد سے فارغ ہو کر اس فقیر حقیر رہگذر محمد خطیر الدین عطائی کی مناجات ستّر بار پڑھے۔ الٰہی آنچہ بد کردم ندانستم خطا کردم بہ بخش بحقِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

ذکر صلوٰۃ شفاء المریض صحت و شفاء مریض کے لیے سات روز ایک روزانہ دو رکعت نماز پڑھے بعد فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص ہر رکعت میں پڑھے۔ اس کے بعد برسر مصلّا بیٹھے اور کسی بیمار کے لیے مصلّے پر بیٹھ کر ایک ہزار مرتبہ یہ تسبیح پڑھے یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ

اَرْحَمْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اور ساٹھ مرتبہ پڑھے یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ پھر تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے یَا مُبْدِئَ الْسَّبَرَایَا وَمُعِیْدَهَا بَعْدَ فَنَائِهَا بِقُدْرَتِہٖ یَا مُبْدِئُ تاکہ حق سبحانہ وتعالیٰ مریض کو نئی زندگی بخشے اس نماز و تسبیح کو ولی محفوظ شیخ صدر الدین ابوالفضل نے بیان کیا ہے۔

ذکر صلوٰۃ الکفارہ شیخ الاسلام رئیس الاوتاد و مقتدائے اولیاء رکن الحق والشرع والدین ابوالفتح قریشی قدس سرہٗ یہ صلوٰۃ الکفارہ قضا شدہ نمازوں کے لیے بطور کفارہ کے سلطان قطب الدین انار اللہ برہانہٗ کے لیے بطور تحفہ لائے تھے۔ اس نماز کی اسناد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ جس کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی صحیح تعداد بھی معلوم نہ ہو کہ کتنی ہیں تو اس کو چاہیے کہ جمعہ کے روز چار رکعت نفل ایک سلام کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی سات بار اور انا اعطینٰک پندرہ بار پڑھے بحضور دل تو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس کی سات سو برس کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں یہ صلوٰۃ الکفارہ ان کا کفارہ ہو جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدمی کی عمر تو ساٹھ ستر سال سے زیادہ نہیں ہوتی تو سات سو سال کا حساب تو ممکن ہی نہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نمازیں صلوٰۃ الکفارہ پڑھنے والے کی قضا ہوئی ہوں اور جو نمازیں اس کے والدین اور اولاد نے قضا کی ہوں یہ نماز کفارہ ان سب کی تمام نمازوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ نماز کفارہ کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ تَکْفِیْرَ الْقَضَاءِ الَّتِیْ مَا فَاتَ مِنِّیْ فِیْ جَمِیْعِ عُمْرِیْ وَسَائِرِ

مَا فِیھَا صَلٰوۃُ النَّفلِ مُتَوَجِّھًا اِلَی الْقِبْلَۃِ اللّٰہُ اَکْبَرُ بعد نماز ستّر بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور ایک بار یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ یَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَیَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَیَا مُحْیِ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا مِّمَّا اَنَا فِیْہِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یَا وَاھِبَ الْعَطَایَا وَ یَا غَافِرَ الْخَطَایَا یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ رَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیُّ الْاَعْظَمُ الْاَعْلٰی یَا سَتَّارَ الْعُیُوْبِ وَیَا غَافِرَ الذُّنُوْبِ وَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ذکرجہت فضیلت نماز جمعہ وحصول سعادت۔

ایک روز ایک اعرابی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم گاؤں میں رہتے ہیں اور شہر مدینہ ہم دور ہے اس لیے ہم وہاں جمعہ کی نماز میں نہیں پہنچ سکتے ہمیں کوئی ایسا عمل بتلایئے کہ واپسی پر گاؤں والوں کو بھی بتا دیا جائے اور ہم سب اس عمل میں مشغول رہا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سورج نکل آئے۔ دو رکعت نماز ادا کرو۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس پڑھو اور سلام کے بعد آیۃ الکرسی سات بار پھر اٹھ کر چار رکعت نماز نفل اور پڑھو اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ اذا جاء نصر اللہ ایک بار اور قل ہو اللہ پچیس بار پڑھی جائے اور نماز سے فارغ ہو کر ستّر بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کو پڑھا جائے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ بخدا کہ جان محمد جس کے تابع فرمان ہے جو مومن مرد یا عورت یہ نماز ادا کرے جس طرح میں نے حکم دیا ہے جمعہ کے دن تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن

ہوں اس نماز کا پڑھنے والا جائے نماز سے اٹھنے سے پہلے ہی بخش دیا جائے گا اور عرش کے نیچے سے منادی ندا کرے گا کہ اے بندۂ خدا فکر مغفرت کو دماغ سے نکال دے کہ اللہ نے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے اور دوگانۂ مذکور کے ادا کرنے والے کو توراۃ و انجیل و زبور و قرآن کا ثواب حاصل ہوگا اور ہمیشہ روزہ رکھنے والوں اور شب بیدار دن اور کعبہ کا طواف کرنے والوں کا ثواب ملے گا اور ایسا ثواب ملے گا کہ گویا اس نے بیت المقدس اور مسجد نبوی کو خود ہی تعمیر کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں بیشمار نیکیوں کا ثواب لکھ دے گا اور تمام پیغمبروں کا ثواب حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ تک کا بھی۔ یہ بات اعرابی نے ہر کسی سے کہی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی والدہ اعرابی کے گرد گھومنے لگیں اور فرمایا کہ یہ ثواب ہمیں تیرے ذریعہ حاصل ہوا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اعرابی کو دو کپڑے اور ہزار درم اس خوشی میں دیئے دوسرے آدمی نے ستر دینار دیئے۔ اعرابی اپنی قوم کی طرف نہایت خوش و خرم واپس گیا۔ اس کی اسناد سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا نعوذ باللہ منہا اس میں شک کرنے والا کافر ہو جائیگے۔

ذکر صلوٰۃ کشف الارواح

جب کوئی ارواح انبیاء و اولیاء و کل مومنین و ملائکہ کو حاضر کرنا چاہے تو پیر، منگل اور بدھ دن رات جاگتا رہے بالکل بھی نہ سوئے اور صوم طی رکھے۔ یعنی افطار کے بعد بھی کچھ نہ کھائے جمعرات کے روز دریا کے کنارے یا پہاڑ کے دامن میں یا جنگل میں یا حوض کے کنارے یا خالی مکان میں جہاں آدمی کی آواز یا چرند پرند کا گذر نہ ہو وہاں غسل کر کے جائے نماز بچھا کر بیٹھے اور یہ اسم پانچ ہزار بار پڑھے یَا کَبِیْرُ اَنْتَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا تَھْتَدِیْ الْعُقُوْلُ

لِوَصْفِ عَظْمَتِہٖ یَا کَبِیْرُ یَا بَارِیَ النُّفُوْسِ بِلَا مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَیْرِہٖ یَا بَارِیُ یَا ذَاکِیَ الطَّاھِرُ مِنْ کُلِّ اٰفَۃٍ بِقُدْسِہٖ یَا ذَاکِیُ یَا کَافِیُ الْمُوَسِّعُ لِمَا خَلَقَ مِنْ عَطَایَا فَضْلِہٖ یَا کَافِیُ یَا حَنَّانُ اَنْتَ الَّذِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ رَحْمَتُہٗ وَعِلْمًا یَا حَنَّانُ اور متوجہ ہو کر پڑھے بعد تحیۃ الوضوء چار رکعت نفل اس نیت کے ساتھ پڑھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ صَلٰوۃِ اِظْھَارِ الْاَرْوَاحِ الْعُلْوِیَّۃِ وَالسِّفْلِیَّۃِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ چاروں رکعتوں میں بعد فاتحہ انا انزلناہ اور سورہ اخلاص نو نو مرتبہ پڑھے نماز سے فارغ ہو کر دس دفعہ درود پڑھے اور کھڑا ہو جائے۔ سات قدم آہستہ آہستہ آگے رکھے اور ہر قدم پر درود پڑھے اور اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ تین مرتبہ کہے اور ساتویں قدم پر درود کے بعد سات مرتبہ اسمائے مذکور پڑھے پھر درود پڑھتا ہوا جائے نماز پر چلا جائے اور کچھ دیر بیٹھے پھر وہی اسماء بلند آواز سے پڑھے پھر اٹھ کر اور قبلہ رو ہو کر سات قدم پیچھے آئے اور ہر قدم پر وہی پڑھے جو پہلے سات قدم رکھنے میں پڑھا تھا اور کامل توجہ کے ساتھ سر نیچے کیے آہستہ آہستہ اللہ اکبر کہتا ہوا جائے نماز پر پہنچ کر بیٹھ جائے اور وہی اسما بلند آواز سے پڑھے پھر اٹھے اور سات قدم دائیں طرف یعنی شمال کی جانب دائیں پاؤں سے رکھے اور منہ قبلہ ہی کی طرف رہے اور وہی پڑھے اور اسی طریقہ سے لوٹ آئے اور سبحان اللہ کہتا ہوا جائے نماز پر آکر بیٹھے اور اسماء مذکور کو بلند آواز سے پڑھے پھر اٹھے اور بائیں جانب بائیں پاؤں سے سات قدم جائے لیکن اب بھی قبلہ رو رہے اور وہی پڑھے اور جب واپس جائے تو اُحْضُرُوْا اُحْضُرُوْا کہتا ہوا جائے نماز پر پہنچے اور تین سو چھیاسٹھ (۳۶۶) بار اسمائے مذکور پڑھے۔ پڑھنے کے درمیان ارواح و ملائکہ حاضر ہو جائیں گے سالک انہیں دیکھ کر بیہوش ہو جائے گا اور کچھ دیر بعد ہوش [illegible] ئیں

آئے گا اور مستوں کے طریقہ سے خبریں دے گا۔ اس نماز کا بارہا تجربہ کیا گیا ہے۔ اور اس پر یقین ہے اور اس کی سند سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور سے منقول ہے۔

ذکر صلوٰۃ کشفِ قبور جب سالک کشف قبور کا عمل کرنا چاہے تو جمعرات کو روزہ رکھے اور افطار میں تھوڑا سا کھانا کھائے اور تمام رات بیدار رہے اور جمعہ کو بھی روزہ دار رہے۔ بعد نماز جمعہ قبرستان جائے اور راستہ میں کسی سے بات نہ کرے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ دے۔ جب قبرستان آجائے تو مزارات کی طرف متوجہ ہو کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ کَمَا رُوِیَ عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُھُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَی الْمَقَابِرِ اَنْ یَقُوْلَ قَائِلُھُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ رواہ مسلم اس کے بعد فاتحہ و اخلاص تین بار پڑھے اور اس کا ثواب اہل قبور کو پہنچائے اور بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر چالیس مرتبہ کہے اور دو قبروں کے درمیان مصلا بچھا کر بیٹھ جائے بحساب خذحر فاقل مائۃ ایک ہزار سات سو پینسٹھ بار یہ اسم پڑھے یَا قَرِیْبُ الْمُجِیْبُ الْمُدَانِیْ دُوْنَ کُلِّ شَیْئٍ قُرْبُہٗ یَا قَرِیْبُ اس کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے اور اسکی نیت اس طرح کرے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَاتِ صَلٰوۃِ کَشْفِ الْقُبُوْرِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہر رکعت میں بعد فاتحہ اذا جاء نصر اللہ اور اخلاص نو مرتبہ پڑھے۔ جب نماز پڑھ چکے تو مصلا ہی پر بیٹھا رہے اور اپنی طرف متوجہ ہو کر آنکھ بند کر کے تین سو ساٹھ مرتبہ

اسم مذکور پڑھے اور پڑھنے کے بعد سر اوپر اٹھا کر بلند آواز سے مکرر کہے اور جلد کہے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ پردۂ غیب سے تمام ارواح اس صحرا میں نظر آئیں گی اور استعداد کے مطابق ہر ایک کے حال سے واقف ہو جائے گا۔ لیکن اس راز کو عوام پر ظاہر نہ کرے فقیر نے یہ عمل نہیں لکھا تھا لیکن چونکہ یہ اوراد فقیر کے خاص ہیں اس لیے قلم اس پر چلایا گیا اسرار مستور مخفی رہنے چاہیں۔

ذکر صلوٰۃ الجنازہ جب جنازہ کو دیکھے تو کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْنَا فِي الْمَوْتِ وَاجْعَلْ لَنَا بَعْدَهٗ خَيْرًا نیت اس طرح کرے نَوَيْتُ اَنْ اُوَدِّيَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتِ صَلٰوةِ الْجَنَازَةِ عَلٰى هٰذَا الْمَيِّتِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالدُّعَاءُ لِهٰذَا الْمَيِّتِ وَالْاِسْتِغْفَارُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اِقْتَدَيْتُ بِهٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّهًا اِلٰى جِهَةِ الْكَعْبَةِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تکبیر اول پھر سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ دوسری تکبیر کہے پھر اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ رَبَّنَا اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ تیسری تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ جنازہ

نابالغ لڑکے کا ہو تو اس کی دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا اور نابالغہ لڑکی کا جنازہ ہو تو اس کی دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً۔ منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازہ پر یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَنْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاٰنِسْ وَحْشَتَہٗ وَارْحَمْ غُرْبَتَہٗ وَلَقِّنْ حُجَّتَہٗ وَبَرِّدْ مَضْجَعَہٗ وَنَوِّرْ مَضْجَعَہٗ وَاَلْحِقْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَبْعِدْہُ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

یہ درویش دل ریش تیرہ سال کوہستان قلعہ چنار میں مشغول عبادت رہا چنانچہ وہاں ایک جنازہ کا واقعہ اظہر من الشمس میرے دیکھنے میں آیا اس کا کشف راز اس طرح ہوا کہ حضرت شرف جہاں احمد یحییٰ منیری تمام مشائخ بہار و بنگال کے ہمراہ دریائے گنگا کے کنارے آگئے اور ایک شخص کو میرے بُلانے کے لیے بھیجا۔ فقیر چلا گیا جیسے ہی ان مشائخ کی نگاہیں مجھ پر پڑیں سب میرے پاس آئے اور ملنے کے بعد انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم ہمارے پاس ناگور آجاؤ۔ فقیر نے عرض کیا وہاں میری کیا حاجت ہے پھر اُن حضرات نے فرمایا کہ تمہیں بلانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ شیخ احمد نارنولی شیخ حسین ناگوری قطب عالم کے خلیفہ تھے وہ ناگور میں وفات پاگئے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم شیخ احمد کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں اور تمہیں بُلا رہے ہیں۔ اس کے بعد حضرت شرف جہاں نے میرا ہاتھ پکڑا اور تمام مشائخ نے ہُو کا نعرہ مارا اور ہم سب چشم زدن میں دہلی پہنچ گئے وہاں کے تمام مشائخ ولایت شہر دہلی پہلے ہی جمع تھے اور مشائخ بہار و بنگال کی آمد

کے منتظر تھے۔ جب یہ مشائخ دہلی پہنچ گئے تو آپس میں مصافحہ ہوا اور پھر سب مشائخ نے ہُو کا نعرہ مارا تو ایک دم ناگور پہنچ گئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنازہ حوض کے کنارے اونچی جگہ رکھا ہوا ہے۔ پہلی صف میں جنازہ کے نزدیک حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رونق افروز ہیں اور آپ نے فقیر کو بھی صف اوّل میں بٹھا دیا۔ تمام مشائخ مشرق و مغرب اور شہدا و صلحا وہاں اس وقت موجود تھے۔ فقیر نے اس عالم میں دائیں بائیں اور آگے پیچھے نظر ڈالی تو ان حضرات مشائخ کا اس قدر عظیم مجمع دیکھا جس کا اندازہ نہ لگ سکا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت رسالتماب نے خواجہ فریدالدین عطار کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ اپنے فرزند سے کہو کہ اس کا جنازہ نماز پڑھا لے۔ خواجہ صاحب نے میرے پاس آ کر امامت کے لیے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم امامت مجھے دیا ہے اور میں خوف زدہ ہوں اس پر سرکار نے فرمایا کیا کوئی اور نہیں ہے۔ خواجہ عطار نے ہر طرف نظر ڈالی اور عرض کیا یا رسول اللہ اہل جسد کوئی نہیں ہے حضور نے فرمایا کہ امامت نماز جنازہ کے لیے اہل جسد شرط ہے اپنے فرزند سے کہو کہ امامت کرے میں نے عرض کیا کہ نیت نماز جنازہ مجھے نہیں آتی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا نماز جنازہ میں نیت و دعا شرط نہیں ہے توجہ اور تکبیر شرط ہے فقیر نے حضرت رسالتماب سے عرض کیا کہ کس طرح۔ حضرت نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ لِلّٰہِ وَالثَّوَابُ لِلْمَیِّتِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہر تکبیر پر بند آنکھیں کھول کر میت کی طرف دیکھو چاروں تکبیریں اسی طرح پوری کرو چنانچہ حکم کے مطابق میں نے نماز پڑھا دی اس کا جنازہ اٹھا کر قبر میں پہنچا دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشائخ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا السلام علیکم اور شیخ شرف الدین نے فقیر کا ہاتھ پکڑ کر مقام

فقیر پر پہنچا دیا اب مجھے ہوش آیا تو ایک عجیب کیفیت تھی اُس وقت اور دن
تاریخ کو میں نے لکھ لیا دو تین ماہ کے بعد تحقیق ہو گئی کہ یہ واقعہ صحیح تھا۔

ذکر ماہِ محرّم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نئے چاند کو کوئی
دیکھے تو کہے مَرْحَبًا بِالسَّنَةِ الْجَدِيْدَةِ وَالشَّهْرِ الْجَدِيْدِ وَ
الْيَوْمِ الْجَدِيْدِ وَالسَّاعَةِ الْجَدِيْدَةِ مَرْحَبًا بِالْكَاتِبِ الشَّهَادَةِ وَالشَّهِيْدِ
اُكْتُبَا فِيْ صَحِيْفَتِيْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّ
النَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِي الْقُبُوْرِ ایضاً محرم کی پہلی شب میں چھ رکعتیں تین سلام کے ساتھ ادا کرے
اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے
پھر تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ
الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھے ایضاً شب عاشورہ سو رکعتیں ادا کرے اور ہر
رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔ بعد نماز ستّر بار سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے۔ ایضاً جو دس محرم کا روزہ رکھے تو گویا اس نے
سال بھر روزے رکھے کما قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ
فَكَاَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ اس روز آفتاب بلند ہو جائے تو غسل کر کے
سفید کپڑے پہنے اور ہاتھ میں پانی لے کر اس پر درود پڑھ کر دم کرے اور سر
پر مل لے یہ تسبیح ننانوے بار پڑھے حَسْبِيَ رَبِّيْ ایضاً ستّر بار عاشورا
کے دن میں حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ
پڑھے گا تو حق تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جو شخص عاشورے کے دن سات

بار یہ دعا پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے اگر اس کی موت کا وقت آگیا ہو تب بھی اس سال میں نہ مرے گا دعا یہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَۃَ الْعَرْشِ لَا مَلْجَاءَ وَلَا مَنْجَاءَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَعَدَدَ کَلِمَاتِہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا اَسْئَلُہُ السَّلَامَۃَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَھُوَ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ذکر ماہِ صفر

جو اس دعا کو ماہ صفر میں روزانہ مع بسم اللہ کے پڑھے گا حق تعالیٰ اس سال میں آئندہ صفر تک تمام آفتوں سے بچائے گا۔ دُعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ یَا حَفِیْظُ تَحَفَّظْتَ بِالْحَفِیْظِ وَالْحِفْظِ فِیْ حِفْظِ حِفْظِکَ یَا حَفِیْظُ ایضاً مروی ہے کہ جو اس دُعا کو ماہ صفر میں روزانہ پڑھے گا حق تعالیٰ اس کو اس سال تمام آفتوں سے بچائے گا۔ دُعا یہ ہے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا الشَّھْرِ وَمِنْ کُلِّ شِدَّۃٍ وَبَلَاءٍ وَبَلِیَّۃٍ الَّتِیْ قَدَّرْتَ فِیْہِ یَا دَھْرُ یَا دَیْھُوْرُ یَا دَیْھَارُ یَا کَانُ یَا کَیْنُوْنُ یَا کَیْنَانُ یَا اَزَلُ یَا اَبَدُ یَا مُبْدِیُ یَا مُعِیْدُ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ اَنْتَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ احْرُسْ بِعَیْنِکَ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ وَدِیْنِیْ وَدُنْیَایَ الَّتِیْ ابْتَلَیْتَنِیْ بِصُحْبَتِھَا بِحُرْمَۃِ الْاَبْرَارِ وَالْاَخْیَارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ یَا شَدِیْدَ الْقُوٰی وَیَا شَدِیْدَ الْمِحَالِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا کَرِیْمُ یَا سَتَّارُ ذَلَّلَتْ بِعِزَّتِکَ

جَمِيعِ خَلْقِكَ اكْفِنِي عَنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ يَا مُحْسِنُ يَا مُجْمِلُ يَا مُفَضِّلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُكْرِمُ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اس کے بعد یہ آیت بھی تین سو ساٹھ بار پڑھے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ایضاً حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد میں لکھا دیکھا کہ سال بھر میں تین لاکھ بیس ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں لیکن جب ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ اس دنیا میں آتا ہے تو وہ دن اور تمام دنوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے جو آخری چہار شنبہ کے روز چار نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ انا اعطیناک الکوثر سات مرتبہ اور سورۂ اخلاص پانچ مرتبہ اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے اور بعد سلام تین سو ساٹھ مرتبہ یہ آیت پڑھے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اور پھر یہ دعا پڑھے تو حق تعالیٰ اس کو اُن تمام بلاؤں سے اپنے کرم سے محفوظ رکھے گا۔ جو اس روز نازل ہوتی ہیں اور کوئی بلا اس بندہ کے پاس نہ آئے گی سال بھر تک وہ دُعائے معظم و مکرم یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَا شَدِيْدَ الْقُوٰى وَيَا شَدِيْدَ الْمِحَالِ يَا عَزِيْزُ ذَلَّلَتْ بِعِزَّتِكَ جَمِيْعُ خَلْقِكَ اكْفِنِيْ عَنْ جَمِيْعِ خَلْقِكَ يَا مُحْسِنُ يَا مُجْمِلُ يَا مُفَضِّلُ يَا مُنْعِمُ يَا مُكْرِمُ يَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ایضاً سات سین لکھ کر دھو کر پی لے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعَالَمِيْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَهَارُوْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ سَلَامٌ عَلٰی اِلْيَاسِيْنَ

اِنَّا کَذَالِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ

ذکر نماز و دعائے ماہ ربیع الاوّل

پہلی شب میں بعد مغرب دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین بار سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام پھیر کر تین بار یہ درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ایضاً تیسرے روز چار نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایکبار اور سورۂ طٰہٰ و سورۂ یٰسین تین تین بار پڑھے اور ثواب روح رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشے ایضاً دسویں اور بارہویں تاریخ کو تین سو ساٹھ بار سورۂ اخلاص پڑھے ایضاً اکیسویں تاریخ میں دو نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ مزمل ایک بار پڑھے بعد نماز سر بسجود ہو کر حق تعالیٰ سے جو چاہے مانگے اور بحضور دل یہ پڑھے یَا غَفُوْرُ تَغَفَّرْتَ وَالْغَفْرُ فِیْ غَفْرِکَ یَا غَفُوْرُ

ذکر نماز و دعائے ماہ ربیع الثانی

چوتھی تاریخ کی شب میں چار نفل پڑھے اور جتنا قرآن مجید چاہے پڑھے پھر چالیس بار یہ اسم پڑھے یَا بُدُّوْحُ یَا بَدِیْعُ ایضاً پندرھویں تاریخ کو بعد چاشت چودہ نفل سات سلام سے پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اقراء سات بار پڑھے اور بعد نماز یہ اسم پڑھے یَا مَلِیْکُ تَمَلَّکْتَ بِالْمَلَکُوْتِ وَالْمَلَکُوْتُ فِیْ مَلَکُوْتِکَ یَا مَلِیْکُ جو اس نماز کو ایک بار پڑھے تو اسے کفٰی باللہ وکیل کے معنی حاصل ہو جائیں اور ستر ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے۔

ذکر نماز و دعائے ماہ جمادی الاوّل

چاند رات کو دو نفل پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ جمعہ اور دوسری میں بعد فاتحہ سورۂ مزمل پڑھے۔ ایضاً پہلی تاریخ کے دن میں چار نفل پڑھے اور بعد فاتحہ ہر رکعت میں سات بار

اذا جاء نصر اللہ پڑھے ایضاً ماہ مذکور کی تیسری شب میں لیلۃ القدر ہے بہت سے صوفیوں نے اسے پایا ہے اگرچہ مشہور نہیں ہے مگر اس میں رات بھر بیدار رہے اور بیس نفل دس سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ القدر دس بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر یہ تسبیح پڑھے یَا عَظِیْمُ تَعَظَّمْتَ بِالْعَظْمَۃِ وَالْعَظْمَۃُ فِیْ عَظَمَتِیْ عَظَمَتُکَ یَا عَظِیْمُ ایضاً ماہ مذکور کی اکیسویں شب میں بہت سے اولیا کو معراج ہوئی ہے اس لیے اس شب میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہے ایضاً اس ماہ کی ستائیس تاریخ کو آٹھ نفل دو سلام سے ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ والضحیٰ ایک بار پڑھے اس ماہ کی تو ہر شب میں بیدار رہے اور یہ تسبیح پڑھے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ اس ماہ کی عظمت اس عمل سے معلوم ہو جائیگی۔

ذکر ماہ جمادی الثانی

چاندرات کو دو نفل پڑھے اور استغفار کثرت سے کرے۔ ایضاً اس مہینے کی دسویں تاریخ کو بارہ رکعت نوافل چھ سلام کے ساتھ پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ لایلف پڑھے اس کے بعد سورۂ یوسف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سال آخر تک تنگدستی در تکالیف سے محفوظ رکھے ایضاً اس ماہ کی آخری تاریخ میں بعد مغرب چار نفل پڑھے اس کے بعد یہ تسبیح پڑھے صبح تک یَا مُشْتَعْلُوْنِیْ تاکہ آئندہ سال تک نظر مردم میں عزیز ہو۔

ذکر نماز و دُعائے ماہِ رجب

چاندرات میں بعد نماز مغرب بیس رکعت نوافل دس سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص پانچ بار پڑھے اور بعد نماز نوافل تیس بار کلمہ طیبہ پڑھے۔ ایضاً پہلی تاریخ کو روزہ رکھے چنانچہ ارشاد نبوی ہے مَنْ صَامَ

يَوْمًا وَاحِدًا فِىْ شَهْرِ رَجَبَ سَدَّ اللّٰهُ عَنْهُ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ
اور بعد افطار دو رکعت نفل پڑھے بعد فاتحہ آیۃ الکرسی و مُعَوَّذَتَیْن ایک ایک
بار پڑھے ہر رکعت میں اور روزانہ بعد فجر سورۂ یٰسین پڑھے وردی عن عائشۃ
رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ قَرَءَ بَعْدَ
صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِىْ شَهْرِ رَجَبَ سُوْرَةَ يٰسٓ مَرَّةً وَاحِدَةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ
ذُنُوْبَ خَمْسِيْنَ سَنَةً وَرَفَعَ عَنْهُ عَذَابَ الْقَبْرِ ایضاً نماز خواجہ اویس قرنی
رضی اللہ عنہ کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سُنی تھی ایک
روایت سے تیسری، چوتھی اور پانچویں رجب اور ایک روایت سے تیرھویں
چودھویں پندرھویں رجب اور ایک روایت کی بنا پر تیئیسویں چوبیسویں اور
پچیسویں رجب کو رات میں روزہ کی نیت کرے اور جب دن نکل آئے تو بعد
چاشت روزانہ غسل کرے اور کسی سے بات نہ کرے اور زوال سے پہلے چھ
رکعات نفل تین سلام سے پڑھے۔ پہلی چار رکعت میں بعد فاتحہ قرآن میں سے
جو چاہے پڑھے اور بعد سلام ستّر بار کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ
لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ دوسری چار رکعتوں کی ہر رکعت
میں بعد فاتحہ اذا جاء نصر اللہ تین بار پڑھے بعد سلام ستّر بار یہ پڑھے اِنَّكَ
اَقْوٰى مُعِيْنٌ وَاَهْدٰى دَلِيْلٌ بِحَقِّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
اور آخری چار رکعت کی ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص تین بار پڑھے
اور سلام پھیر کر ستّر بار الم نشرح پڑھے اور دایاں ہاتھ سینہ سے نیچے رکھے
اور سجدہ میں سر رکھ کر اپنی جو حاجت ہو اللہ تعالےٰ سے طلب کرے خدائے
تعالیٰ وہ حاجت پوری کرے گا۔

نماز و دُعاء لیلۃ الرغائب نوچندی جمعرات کو روزہ رکھے. جمعہ کی شب میں بعد مغرب بارہ رکعتیں چھ سلام

سے ادا کرے. ہر رکعت میں بعد فاتحہ انا انزلنا تین بار اور اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے. نماز سے فارغ ہو کر سر سجدہ میں لے جائے اور ستر بار کہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اس کے بعد سجدہ سے سر اٹھائے اور بیٹھ کر درود پڑھے اور یہ دُعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ صَلَّیْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ الَّتِیْ اَمَرَهَا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَخَیْرُكَ مِنْ خَلْقِكَ شَفِیْعُ الْاُمَّةِ وَكَاشِفُ الْغُمَّةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاِنْ كُنْتُ مُقَصِّرًا فِیْ اِقَامَةِ حَقَائِقِهَا غَافِلًا عَنْ تَقْدِیْمِ شَرَائِطِهَا كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَمَنْ یَّسْتَطِیْعُ مِنْ عِبَادِكَ اَنْ یَّعْبُدَكَ وَیُطِیْعَكَ كَمَا یَنْبَغِیْ لَكَ فَاِذَا اعْتَرَفْتُ بِتَقْصِیْرِیْ وَقُلْتُ جُهْدًا وَاَقْرَرْتُ بِضُعْفِیْ وَعَجْزِیْ فَلَا تَحْرِمْنِیْ جَزَاءَ تَصْدِیْقِیْ رَسُوْلَكَ وَثَوَابَ حُسْنِ الرَّغْبَةِ وَ... النِّیَّةِ فِیْ سُنَّةِ نَبِیِّكَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّكَ ذُوْ فَضْلٍ وَمَغْفِرَةٍ عَلٰى عَبْدِكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ایضاً پندرہویں شب نماز استفتاح رجب کی دس رکعتیں پانچ سلام کے ساتھ ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ اخلاص تین بار پڑھے بعد نماز سو بار استغفار کرے ایضاً نماز و دُعائے شب معراج. ستائیسویں شب ماہ مذکور میں بعد عشاء بارہ رکعتیں تین سلام کے ساتھ پڑھے اور بعد نماز سو بار پڑھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور سو بار استغفار اور سو بار درود پڑھے اور بیٹھا رہے پھر سجدہ میں سر

رکھ کر حاجت طلب کرے پوری ہوگی۔

ذکر نماز و دعائے ماہ شعبان

شعبان کی چاند رات میں بارہ نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص پندرہ بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس ہزار نیکیاں لکھے گا اور وہ بندہ دس ہزار برائیوں سے دور رہے گا۔ ایضاً نماز و دعائے شب برات شب برات میں سو نفل پچاس سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص دس مرتبہ بعد نماز سر بسجود ہو کر یہ دعا پڑھے سَجَدَ لَكَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ اٰمَنَ بِكَ فُؤَادِیْ وَاَقَرَّ بِكَ لِسَانِیْ وَهَا اَنَا ذَابَیْنَ یَدَیْكَ یَا عَظِیْمَ كُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرْ ذَنْبِیَ الْعَظِیْمَ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ غَیْرُكَ یَا عَظِیْمُ اَللّٰهُمَّ سَجَدَ وَجْهِیَ الْفَانِیْ لِوَجْهِكَ الْبَاقِیْ اِلٰهِیْ لَا تُحْرِقْنِیْ وَجْهًا خَرَّ لَكَ سَاجِدًا۔ اور یہ دعا بھی پڑھے اِغْفِرْ وَجْهِیْ فِی التُّرَابِ لِوَجْهِ سَیِّدِیْ وَحَقٌّ لِوَجْهِ سَیِّدِیْ اَنْ یَغْفِرَ الْوَجْهَ وَلَهٗ بَعْدَهٗ اب بیٹھ جائے اور درود پڑھے اور یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِنَ الشِّرْكِ بَرِیًّا لَا كَافِرًا وَلَا شَقِیًّا۔ خواجہ ذوالنون مصری روایت کرتے ہیں کہ شب برات میں بارہ رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے سو رکعت کا ثواب پائے۔ ایضاً ایک روایت ہے کہ شب برات میں دو رکعتیں ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار سورۃ اخلاص پندرہ بار پڑھے۔

ذکر نماز و دعائے ماہ رمضان

جب رمضان کا چاند نظر آئے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذَا شَهْرُ رَمَضَانَ اَدْخِلْ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاَمَانِ وَصِحَّةٍ وَالْفَرَاغِ مِنَ الشُّغْلِ وَاَعِنَّا عَلَی الصِّیَامِ وَالْقِیَامِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ حَتّٰی تَنْقَضِیَ عَنَّا وَقَدْ غَفَرْتَ

لَنَا وَ رَضِیْتَ عَنَّا اَللّٰھُمَّ ھٰذَا شَھْرُ رَمَضَانَ قَدْ حَضَرَ نَسَلِّمُہٗ لَنَا وَ سَلِّمْنَا لَہٗ وَ سَلِّمْہُ فِیْ یُسْرٍ مِّنْکَ وَ عَافِیَۃٍ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا صِیَامَہٗ وَ قِیَامَہٗ یَقُوْلُ مِنَّا بِاِیْمَانٍ وَّ اِحْتِسَابٍ اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْکَسْلَ وَ الْفَتْرَ وَ السَّامَۃَ وَ ارْزُقْنَا فِیْہِ الْخَیْرَ لِنَّا الْاِجْتِھَادَ وَ الْاَجْرَ وَ الْقُوَّۃَ وَ النَّشَاطَ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی ـــــ ایضاً

نماز و دعائے تراویح

رمضان المبارک کی ہر شب میں نماز عشاء کے دوران وتر سے پہلے بیس تراویح دس سلام سے ادا کرے اور ہر چار رکعت کے درمیان ترویحہ میں بیٹھے اور ان تسبیحوں میں سے کوئی ایک تسبیح پڑھے پہلی تسبیح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ ذُو الْجَلَالِ وَ الْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دوسری تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ وَ زِنَۃَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ وَ مِلْاَءَ مَا عَلِمَ اللّٰہُ تیسری تسبیح سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْجَبَّارِ سُبْحَانَ الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ سُبْحَانَ الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ سُبْحَانَ خَالِقِ اللَّیْلِ وَ النَّھَارِ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ چوتھی تسبیح سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَ الْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَ الْعَظَمَۃِ وَ الْھَیْبَۃِ وَ الْقُدْرَۃِ وَ الْکِبْرِیَاءِ وَ الْجَبَرُوْتِ وَ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا پانچویں تسبیح اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَ الْاَبْصَارِ وَ

يَا كَشَّافَ الْكُرُوبِ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تَوْبَةَ عَبْدٍ ظَالِمٍ ذَلِيْلٍ لَا يَمْلِكُ نَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَيَاتًا وَّلَا نُشُوْرًا بعد تسبیح یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ رِضْوَانَكَ وَالْجَنَّةَ وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ يَا خَالِقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفَّارُ يَا كَرِيْمُ يَا سَتَّارُ يَا رَحِيْمُ يَا يَا رَبُّ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ

ذکر ماہ شوال

چاندرات کو بعد نماز مغرب چار نفل پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سبح اسم ربک اور دوسری میں والشمس تیسری میں والضحیٰ اور چوتھی میں الم نشرح ایک ایک بار پڑھے سلام پھیر کر اکیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔

ذکر ماہِ ذیلقعدہ

چاندرات کو تیس نوافل پندرہ سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ اذا زلزلت الارض پڑھے جب پڑھ کر فارغ ہو جائے تو سورۂ عمّ یتسآلون پڑھے اسی ماہ کی نویں کو دو رکعت نفل پڑھے ترقی درجات و تجلیات کے لیے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ مزمل پڑھے بعد سلام سورۂ یٰسین تین دفعہ پڑھے۔ ایضاً اس ماہ کے آخر میں بعد نوافل چاشت دو نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ القدر تین بار پڑھے۔ سلام پھیر کر گیارہ مرتبہ درود گیارہ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر سجدہ کرے اس میں جو دُعا مانگے مقبول ہو گی۔

ذکر نماز و دُعائے ماہ ذی الحجہ

اس کی چاندرات کو دو رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ الکافرون ایک بار پڑھے ایضاً اس ماہ کی آٹھویں تاریخ جس

کو یوم الترویہ کہتے ہیں چھ رکعت نفل پڑھے پہلے چار رکعت کی نیت باندھے
اور پہلی رکعت میں بعد فاتحہ والعصر ایک بار دوسری میں لایلٰف قریش ایک بار
تیسری میں قل یا یھا الکافرون ایک بار اور چوتھی میں اذا جاء ایک بار پڑھے۔
پھر دو رکعت کی نیت کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار
پڑھے تو انشاء اللہ ترویہ کا ثواب پائے گا ایضاً عرفہ کے دن چار رکعت نفل
پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ انا انزلناہ تین بار پڑھے اور سورۂ اخلاص
اکیس مرتبہ پڑھے نماز کے بعد ستر بار حضور علیہ السلام پر یہ درود شریف بھیجے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اور ستر بار استغفار
پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ایضاً نماز عید الضحیٰ اور
اس کے خطبہ کے بعد چار رکعت ایک سلام سے پڑھے پہلی رکعت میں بعد فاتحہ
سبح اسم دوسری میں والشمس تیسری میں والضحیٰ اور چوتھی میں سورۂ اخلاص
ایک ایک بار پڑھے تو حق تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کر دے
گا۔ ایضاً۔ جو اس دُعائے سعادت کو اس ماہ کی آخری تاریخ میں اکیس بار پڑھے
گا تمام احوال باطن کا مشاہدہ کرے گا۔ ابرار صاحب عمل کو چاہیے کہ روزانہ
ایک بار پڑھے دُعائے مذکور یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا رَبِّ
اَکْرِمْنِیْ بِشُهُوْدِ اَنْوَارِ قُدْسِكَ وَاَیِّدْنِیْ بِظُهُوْرِ سَطْوَاتِ
سُلْطَانِ اُنْسِكَ حَتّٰی تَقَلَّبَ سُبْحَاتُ مَعَارِفِ اَسْمَائِكَ وَاَطْلِعْنِیْ
عَلٰی اَسْرَارِ ذَرَّاتِ وُجُوْدِكَ فِیْ مَعَالِمِ شُهُوْدِكَ لَا تُشْهَدُ بِهَا مَا اَوْدَعْتَهٗ
فِیْ عَوَالِمِ الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ وَاَعِنِّیْ بِسِرِّ بَیَانِ سِرِّ قُدْرَتِكَ فِیْ
مَعَالِمِ شَوَاهِدِ اللَّاهُوْتِ وَالنَّاسُوْتِ وَعِزَّنِیْ مَعْرِفَةً تَامَّةً
فِیْ حِکْمَةٍ عَامَّةٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مَعْلُوْمٌ اِلَّا وَاَطْلِعْ عَلٰی دَقَائِقِ الْوَقَائِعِ

الْمُنْبَسِطَةِ فِي الْمَوْجُودَاتِ وَاذْهَبْ بِهَا الظُّلْمَةَ الْمَانِعَةَ عَنْ إِدْرَاكِ
حَقَائِقِ الْإِيْمَانِ وَتَقَرُّبِ مَا فِي الْقُلُوْبِ وَالْأَرْوَاحِ بِمُبْهِجَاتِ الْمَحَبَّةِ
وَالْوِدَادِ وَالرُّشْدِ وَالْإِرْشَادِ إِنَّكَ أَنْتَ الْمُحِبُّ وَالْمَحْبُوْبُ وَالطَّالِبُ
وَالْمَطْلُوْبُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَيَا كَاشِفَ الْكُرُوْبِ وَيَا دَلِيْلَ
الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ أَنْتَ رَبِّيْ
وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا بَيْنَ النَّاسِ مَغْرُوْرِيْنَ وَلَا عَنْ
خِدْمَتِكَ مَهْجُوْرِيْنَ وَلَا عَنْ بَابِكَ مَطْرُوْدِيْنَ وَلَا بِنِعْمَتِكَ مُسْتَدْرِجِيْنَ
وَلَا مِنَ الدُّنْيَا كَانُوْا أَكِلِيْنَ إِلَّا آكِلِيْنَ أَمْوَالَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

ذکر صلوٰۃ الکسوف والخسوف

وَيُسَنُّ الصَّلٰوةُ لَهٗ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ نماز کسوف وخسوف
کے مسنون ہونے پر اجماع امت ہے بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ شمس وقمر بلاشبہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یہ کسی کی موت و
حیات پر گرہن نہیں ہوتے تو جب تم انہیں گرہن ہوتا دیکھو تو اللہ تعالے
سے دُعا مانگو اور تکبیر کہو اور صدقہ دو اس بارے میں احادیث کثیرہ
ہیں۔ نماز کسوف یعنی سورج گہن ہونے کی نماز میں طویل قرات مستحب ہے،
نماز کسوف سنت موکدہ دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں پہلی میں
بعد سورۂ فاتحہ سورۂ بقرہ دوسری میں سورۂ آل عمران پڑھنا مستحب ہے اور اس
میں قرات آہستہ کی جائے اس کے لیے اذان واقامت بھی نہیں کہی جائے

گی۔ بعد نماز امام دعا میں مشغول رہے اور مقتدی آمین کہتے رہیں۔ دُعا اس وقت
کی جائے کہ آفتاب روشن ہو جائے دُعا یہ بھی ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَھَا ضِیَاءً
وَلَا تَجْعَلْ ظُلْمًا تًا اور نیت اس طرح کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی
رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار رکعتیں بھی پڑھ سکتے ہیں اور نماز خسوف یعنی چاند گہن کی
صرف دو رکعت پڑھنا مُستحب ہے اس میں جماعت نہیں ہے۔ الگ الگ
پڑھی جائے ذکر صلوٰۃ الاستسقاء نماز کی نیت یہ ہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ
رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِسْقَاءِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ تین روز تک پڑھیں
دُعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا ھَنِیْاءً مَرِیْئًا غَدَقًا مُجَلِّلًا سَحًّا
عَامًا مُتَوَجِّھًا طَبَقًا دَائِمًا اَللّٰھُمَّ عَلَی الظِّرَابِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ وَبُطُوْنِ
الْاَوْدِیَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ اِنَّکَ کُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ
عَلَیْنَا مِدْرَارًا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَیْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِیْنَ
اَللّٰھُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاَدِرْ لَنَا الضَّرْعَ وَاسْقِنَا مِنْ بَرَکَاتِ
السَّمَاءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ اَللّٰھُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْجَھْدَ
وَالْجُوْعَ وَالْعُرْیَ وَاکْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا یَکْشِفُ غَیْرُکَ
اس نماز میں مستحب یہ ہے کہ قوم میں جو شخص پرہیزگار ہو وہ نماز استسقاء
پڑھائے اور خطبہ و دُعا کرے اور مقتدی سب اس کے ساتھ دعا کریں اور یہ کہیں
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِیْ وَنَسْتَشْفِعُ اِلَیْکَ بِعَبْدِکَ فُلَانٍ نماز استسقاء میں مستحب
وہی قراءت ہے جو نماز عید میں ہے۔ بعد قراءت پہلی رکعت میں سات
تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہے پھر خطبہ پڑھے اور خطبہ طویل
پڑھے اور اس خطبہ میں استغفار کرے۔

تیسرا درجہ روزہ اور چلّہ کے بیان میں

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشائخ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ سالک واقفیت حاصل کرے روزۂ اہل طریقت وحقیقت کی اور ان کی خصلتوں کی اور روزہ کی شرائط معلوم کرے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکایۃً عن اللہ تعالےٰ روایت کرتے ہیں یَا اَحْمَدُ بِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ مَا اَوْلٰی عِبَادَۃُ الْعِبَادِ وَتَوْبَتِهِمْ وَقُرْبَتِهِمْ اِلَّا الصَّوْمُ وَالْجُوْعُ یعنی فرمایا اللہ نے کہ اے احمد ہماری بارگاہ میں کوئی عبادت روزہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور اس ریاضت میں نفس وشیطان مغلوب ہوجاتا ہے اور سلطنت مجاہدہ ومشاہدہ وسخاوت وکشف وکرامات سے تعلق اور فہم وادراک میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ اور عالم باطن کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جسم کی صفت روحانی ہوجاتی ہے اور صفت روحانی رحمانی بن جاتی ہے روزۂ اہل طریقت یہ ہے کہ آنکھ حرام کے دیکھنے سے باز رہے یہ آنکھ کا روزہ ہے اور کان کا روزہ یہ ہے کہ ناجائز باتیں نہ سنے اور زبان کا روزہ یہ ہے کہ بیہودہ کلمات زبان سے نہ نکلیں اور دل کا روزہ یہ ہے کہ بجز تصور حق کے غیر کا خیال نہ آنے پائے۔ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِذَا صُمْتَ فَلْیَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصَرُكَ وَلِسَانُكَ ترجمہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تو روزہ رکھے تو چاہیے کہ تیرے کان اور تیری آنکھیں اور تیری زبان بھی روزہ دار ہو اور ہر صفت ونسبت کے ساتھ حق کی طرف متوجہ رہے۔ روزہ خالص حق تعالےٰ سے منسوب ہے اَلصَّوْمُ لِیْ

وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ جو اس پر عمل کرتا ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا مجسمہ ہو جاتا ہے۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ الصوم نصف الطریقۃ یعنی روزہ نصف طریقت ہے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یعنی بھوک اہل زمین کے لیے اللہ کی روحانی غذا ہے۔ سالک کو روزۂ طریقت رکھنا چاہیے کہ شب و روز میں فرق نہ رہے یعنی دن میں نہ کھائے تو رات کو بھی نہ کھائے چنانچہ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَجِیْعُوْا بُطُوْنَکُمْ وَاَعْطِشُوْا اَکْبَادَکُمْ وَاَعْرُوْا اَجْسَادَکُمْ لَعَلَّ قُلُوْبَکُمْ تَرَی اللّٰہَ عِیَانًا ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور جگروں کو پیاسا اور اپنے بدنوں کو ننگا رکھو تو امید رکھو کہ تمہارے دل اللہ کو عیاں دیکھیں گے۔ کوئی عبادت روزہ سے بڑھ کر نہیں ہے کیونکہ انسان روزہ رکھ کر صفت حیوانی سے گذر کر صفت روحانی کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔ رگوں میں فاسد خون روزہ کی وجہ سے خشک ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ عشق کے خزانوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ فرحت دارین رونما ہوتی ہے۔ روزہ خلوت خانہ محبت ہے۔ جس نے محبت کو پرورش کیا وہ یقیناً محبوب ہو گیا اور مقصد میں کامیاب ہوا۔ روزہ کے فوائد بے شمار ہیں حضور علیہ السلام نے احادیث میں روزہ کی فضیلت بہت بیان فرمائی ہے۔

سندِ اربعین اس سے واقف ہونا ضروری ہے۔ کہ چلّہ پر اعتماد بزرگوں کو کہاں سے پیدا ہوا۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا پتلہ خاکی چالیس روز میں بنایا اور اس مدت میں تمام کمالات ظاہر کر دیئے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے خَمَّرْتُ طِیْنَۃَ

اَدَمَ بِيَدِیْ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ترجمہ میں نے آدم کا پتلہ خاک کی چالیس روز میں اپنے ہاتھ سے تیار کیا۔ پس یہ ظاہر ہے کہ کان سننے لگے اور زبان گویا ہوئی اور آپ کو بصیرت باطنی مکمل طور سے حاصل ہوگئی اسی طرح جب کوئی خالصاللہ چالیس دن خلوت اختیار کرے تو اس کے لیے فرماتے ہیں مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰہِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ لَهُ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ترجمہ جو خالص اللہ کے لیے چالیس روز خلوت میں رہے تو اللہ تعالیٰ حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر ظاہر فرماتا ہے۔ جب تک خلوت وعزلت میں رہ کر خود کو پاک و صاف نہ کرے ہرگز دولت اہلیت نہیں ملتی اور محب نہیں ہوتا چنانچہ ارشاد نبوی ہے اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ وَ يُحِبُّ الْوِتْرَ بیشک اللہ بے جوڑ ہے اور بے جوڑ کو پسند کرتا ہے یعنی تنہا رہنے والے خلوت گزیں کو جاننا چاہیئے کہ خلوت وعزلت واعتکاف میں بڑا فرق ہے اس کو تطویل کلام کے باعث یہاں بیان نہیں کیا گیا۔ جس زاویہ میں چلہ کشی کرے وہاں کسی کو آنے نہ دے اور مشغولیت میں کوشش کرے نفس کو عاجز کر دے اور ہمیشہ روزہ دار رہے۔ افطار کے وقت طبیعت کے موافق نہ کھائے اور لباس میں بھی نفس کی مخالفت کرے اور مخلوق سے کنارہ کرے اور ہمیشہ بیچارگی وعاجزی سے رہے اکثر اوقات اپنے آپ کو ذکر یا فکر یا مراقبہ میں مشغول رکھے اور مسلسل چلہ کشی کرے تو یقیناً اس پر حق تعالیٰ کی عنایت ہوگی بحکم اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی اللہ محسنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ایضاً جب چلہ میں کوئی معاملہ یا معاینہ رونما ہو تو اگر مرشد قریب ہو تو کچھ واقعات پیش آئے ہوں وہ ایک ایک کرکے اس سے عرض کر دیئے جائیں اور اگر مرشد نزدیک نہ ہو تو اپنا حال کسی ایسے دوست

سے بیان کرے جس کے حق میں زیادہ حسن ظن رکھتا ہو اور اگر ایسا شخص بھی
نہ ملے تو خود ہی غور کرے کہ اس کی سیر کس درجہ تک پہنچ گئی ہے اگر پہاڑ
یا صحرا یا بیابان یا حیوان یا موالید ثلثہ میں سے ان کی مانند جو کچھ بھی ظاہری و
باطنی آنکھ سے نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کی سیر مرتبۂ خاک میں ہے اور اگر
بہتے ہوئے دریا اور بارش اور سمندر بہتے ہوئے چشمے وغیرہ اور گلستان اور اس
کے مثل جو مشاہدہ میں آئے تو یہ تصور کرے کہ اس کی سیر مرتبۂ آب میں
ہے۔ اور اگر چہچہاتے پرندے اور خوش الحان جانور اور دیو اور ان کے
مثل جو کچھ مکشوف ہو یا خود کو اڑتا ہوا دیکھے تو دل میں طے کر لے کہ اس کی
سیر مرتبۂ ہوا میں ہے اور اگر شعلۂ آتش یا غلبۂ عشق یا جن وغیرہ دیکھنے
میں آئیں تو یہ جانے کہ اس کی سیر مرتبۂ نار میں ہے اور اگر آسمان فرشتے
اور ستارے نظر آئیں تو یہ سمجھ لے کہ مرتبۂ نور میں سیر کر رہا ہے لیکن اسے
چاہیے کہ اپنا مقام چھوڑ کر آگے بڑھے تاکہ اصل حقیقت سے واصل ہو
جائے اور سیر سے باز آ جائے۔

چوتھا درجہ خطرات قلبی کی حقیقت

پہلے ایجاد جسمانی کا علم حاصل ہو پھر حکمت معرفت زیادہ سمجھ میں آئے گی۔
جسد انسانی میں آٹھ چیزیں مہیا اور موجود ہیں۔ جب وہ آپس میں گھل مل گئیں
اور ان میں باہمی امتیاز نہ رہا تب پتلۂ خاکی کا خمیر جسم انسانی کی صورت
میں ظاہر ہوا اور وہ آٹھوں چیزیں اصلی رنگ میں رنگ گئیں۔ اُن میں چار ظاہر

ہوئیں اور چار باطن۔ اور چار ظاہر مخفی رنگ میں رہیں اور چار باطن چار حصوں میں تقسیم ہو گئیں اور استعداد کے مطابق ہر ایک کا ایک نام رکھا گیا۔

دل مُدّور ذات وصفات کے نور سے منور ہے۔ اور

دل عبرت میں انکشاف عشق عاشق ومعشوق ہے اور تجلی عالم اور

دل صنوبری جامع جمیع صفات الٰہی ہے اور لطیفۂ ربانی ونمونۂ یزدانی ہے اور نگہبان ورہنما ہے بمعنی باطن اور یہاں دل بمعنی باطن کے ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَۃٌ وَفِی الْمُضْغَۃِ فُوَادٌ وَفِی الْفُوَادِ ضَمِیْرٌ وَفِی الضَّمِیْرِ سِرٌّ وَفِی السِّرِّ اَنَا ترجمہ ابن آدم کے جسم میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے اور اس ٹکڑے میں دل ہے اور دل میں ضمیر ہے اور ضمیر راز ہے اور راز میں ہوں۔

دل نیلوفر مرکز فروغ نفسانی اور معدن معانی ہے۔ کسوف طبیعت اسی سے ہے اور خسوف حقیقت اسی کی وجہ سے ہے۔

جب حضرت آدم کا ظاہر وباطن آراستہ ہو گیا تو ان دونوں کے ارتباط سے آپ کو بخار ہو گیا کیونکہ اجزائے آدم میں پہلے کوئی باہمی مناسبت نہ تھی۔ جو خصلت انسان کے ساتھ منسوب ہے اسی بخار کی وجہ سے ہے آج ہر انسان میں ایک صفت مخصوص ہے اور خصلت کے اعتبار سے اس کا شمار حیوانات میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ علم نجوم میں بیان کیا گیا ہے راس وبرک کو معلوم کرے۔ جسم آدم میں ظہور روح سے وہ بخار کا مزاج بن گیا اور روح کو اپنی خصلت میں لے آیا اس کو ہمزاد کہتے ہیں۔ جب کوئی دوران

حال مر جائے تو اپنی خصلت کے نام سے موسوم ہو جاتا ہے الخناس الذی یوسوس کا اشارہ اسی طرف ہے اور جب کوئی شخص تزکیہ و تصفیہ ایسا کرتا ہے جیسا کہ اس کا حق ہے تو وہ خصائل اصلی نام کے ہمنام ہو جاتی ہیں۔
یہ بات واضح ہو کہ جب پُتلہ خاکی آدم علیہ السلام کا تیار ہو چکا تھا تو اس میں حرکت و حرارت نہ تھی۔ قادر مطلق نے فنفخت فیہ من روحی کے فرمانے کے مطابق اس بے جان پُتلہ میں روح پھونک کر اسے زندہ کر دیا۔ اس میں جو بات پوشیدہ تھی خصلت کی نسبت سے ظاہر ہو گئی اس سے چار دلوں نے چار نفس کی نسبت کو پایا۔ وہ چار نفس یہ ہیں۔

۱۔ نفسِ امارہ
۲۔ نفسِ لوامہ
۳۔ نفسِ مُلہمہ
۴۔ نفسِ مُطمئنہ

(۱) نفس اَمارہ کی نسبت

دل نیلوفر کے ساتھ ہے آیۂ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اس پر شاہد ہے اور اس معنی میں حدیث بھی وارد ہوئی اَعِدُ عدوك نفسك التی بین جنبیك مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کے دو پہلو ہیں ظاہر و باطن اور یہ دونوں اعتبار سے ذلیل و خوار ہیں۔ یہ انسان کو بدی کی طرف کھینچتا ہے اور اس سے حق راضی نہیں ہے۔ جو کام بغیر مرضی حق کے ہوگا اس میں سوائے ذلت و ندامت کے اور کچھ نہ ہوگا۔

(۲) نفس لَوّامہ

نفس لوامہ میں نسبت دل صنوبری ہے۔ آیۂ کریمہ لَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ یہ نفس بھی علامت

ملامت کے ساتھ منسوب ہے۔ اس کے کام فخر و غرور کے ساتھ مشہور ہیں۔
سالک منزل اپنے حال سے آگاہ ہوتا ہے اس لیے رشد و ہدایت کی برکت
سے اس سے ہوشیار رہتا ہے اور اس کی حسب منشا کوئی کام نہیں کرتا۔

(۳) نفسِ ملہمہ اس کی نسبت دل عبرت کے ساتھ ہے آیت کریمہ
وَ نَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا
اس کو الہام کیا گیا ہے اخبار ظاہر کا باطن کے ساتھ اور باطن کی اخبار کا ظاہر
کے ساتھ اس کا بذات خود کوئی ایک مزاج نہیں ہے۔ یہ عطارد کا حکم رکھتا
ہے سعد کے ساتھ سعد اور نحس کے ساتھ نحس۔ ریاضت کی ادنیٰ توجہ سے اس
کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ خیانت دور ہو کر صیانت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر
اپنے اصل حال کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

(۴) نفسِ مطمئنہ یہ دل مدور کے ساتھ منسوب ہے آیہ کریمہ
یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ
رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ اس کا کام
اس کے اختیار سے باہر اور اختیار رضائے حق سے ہوتا ہے۔ اس کے تمام
افعال و احکام بارگاہ حق میں عزیز ہیں اس نے وہ مقام حاصل کیا کہ فعل
محبوب محبوب ہو گیا۔ یہ جنت وہ جنت ہے کہ اس میں خیر کا گذر نہیں ہے۔
اس کی کتنی تعریف کی جائے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے کہ حاجت بیان نہیں
جب وہاں داخلہ ملے گا تو خود ہی سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ واضح ہو کہ
چار نفسوں کی خصائل سے چار خطرے نکلتے ہیں۔

(۱) خطرۂ شیطانی یہ نفس امارہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اس کا مقام
اسفل ہے۔ سوائے خلل و ذلت کے اور

پھر اس کے شایانِ شان نہیں ہے۔ یہ زبان درازی، ایذا رسانی اور جہل و زیاں کاری اختیار کر کے ہمیشہ اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ جب سالک اس کی بیخ کنی چاہے تو ریاضت کی بھٹی میں نفس کو پگھلائے اور ہمیشہ زجر و توبیخ کرتا رہے اور اس کی تمام خباثتوں کے شر کو کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی تلوار سے کاٹ دے تاکہ یہ صفتِ ذمائم سے باز آئے اور صفتِ محامد کی جانب رُخ کرے۔

② خطرۂ نفسانی | یہ نفس لوامہ سے ہے۔ اس کا مقام وسط ہے اور اس کے بعض افعال کا تعلق موانست شیطانی سے ہے اور بعض کا موافقت مُلہمہ سے اور بعض افعال اس کے اختیاری ہوتے ہیں۔ ہمیشہ اپنی اصلاح و ترقی کا طلبگار رہتا ہے اور دوسرے کو اپنے سے بہتر و بزرگ نہیں جانتا۔ حُبِ جاہ پسند کرتا ہے اور بزرگوں کے طعنہ و تشنیع و شکایات میں مشغول رہتا ہے کسی کو برحق نہیں سمجھتا اور خود کو برحق جانتا ہے لوگوں کے سامنے عجز اختیار کرتا ہے اور پیچھے تکبر۔ یہ بالکل نہیں جانتا کہ بہبودگی کا آغاز و انجام کیا ہے۔ جب اس کو عیوب سے پاک کرنا چاہیے تو بیداری شب اور کم کھانے اور بُری صحبت سے گریز کر کے نوافل کی کثرت کرے اور بے تعداد کلمۂ طیبہ پڑھے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

③ خطرہ ملکی | اس کا تعلق نفس مُلہمہ سے ہے اس کا مقام بلند ہے۔ اس کے بعض افعال بموانست خطرۂ نفسانی ہیں۔ اور بعض خطرۂ روحانی کے موافق اور مطمئنہ کے مطابق ہیں۔ یہ اکثر اپنے افعال میں مختار رہے اور خطرۂ ملکی اس لیے اس کو کہا ہے کہ بعض ملک آتشی ہیں۔ اور بعض نوری اور بعض میں نور و نار دونوں ہیں جب نسبت نار غالب

آتی ہے خصائل نار کو اختیار کرتا ہے اور حقیقت ناری کا الہام کرتا ہے۔ جب نسبت نور غالب آتی ہے تو عالم نور اور اس کی حقیقت کا الہام کرتا ہے۔ اور افعال عالم کا منتظر رہتا ہے۔ نیک کو نیک اور بد کو بد کہتا ہے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا جب ان دو نسبتوں سے نکلنا چاہتا ہے تو اکثر مراقبے میں رہتا ہے اور شب و روز کا یہ محاسبہ کرتا ہے کہ کتنے کام مرضیٔ حق سے ہوئے اور کتنے اس کی مرضی کے خلاف اور نفس سے محاربہ کر کے اور اس کو مغلوب کر کے خصائل بد سے باز رکھتا ہے اور شمائل نیک کی طرف متوجہ کر کے اسی میں مشغول رکھتا ہے تاکہ وہ خطرہ دفع ہو جائے اور صفت نوری اختیار کرے سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ خطرۂ روحانی: یہ نفس مطمئنہ سے ہے۔ اس کا مقام اعلیٰ علیین ہے۔ اوصاف اسمائے کیانی سے گذر کر متصف باسمائے الٰہی ہوا۔ اس کی قرارگاہ شہادت ہے اور وجوب سے موصوف ہے۔ حقیقت انسانی اس سے منسوب ہے۔ برزخ البرازخ ورب روحی اور رب الارباب یہی ہے خطرۂ روحانی کو اکثر مشائخ نے رحمانی بتایا ہے۔ وہ عین اور اس کے عکس میں تمیز نہیں کر سکتے دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ یہ ہر رنگ میں نمودار ہے اور دونوں عالم سے مُجرّد۔ یہاں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مشائخ نے عارف باللہ ہونے میں کمال حاصل نہ کیا اس لیے خطرۂ روحانی کو رحمانی کہہ دیا دوسرا یہ کہ اوصاف کو نہ پایا اور خود پر قناعت کی اس وجہ سے روحانی کو رحمانی بتا دیا

(۴) خطرۂ رحمانی

یہ محض ذات کی صورت خاص ہے جس کو بیان کرنا پڑے گا۔ روح انسانی جانتی ہے کہ رب

روحی ہے اور انسان کی روح جو کچھ ظاہر ہوتا ہے نیک یا بد اس کو خطرۂ روحانی کہتے ہیں. جب تجلی روحانی کا ظہور ہوتا ہے اور مشاہدہ و مکاشفہ و حضور، قبض و بسط تلوین و تمکین ظاہری و باطنی کی صورت پیدا ہوتی ہے تو ذوق و شوق بہر حال نمایاں ہو جاتا ہے تو اس حالت میں بے ساختہ زبان سے یہی نکلتا ہے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ. رب روحی کا تعلق رب الارباب سے ہے جب تعلقات بشری مکمل طور سے ختم ہو جاتے ہیں تو خطرہ روحانی رحمانی بن جاتا ہے رب الارباب کی مناسبت سے تو اس کو خطرۂ رحمانی کہتے ہیں. سالک جب تزکیہ و تصفیہ کے بعد ان مراتب پر فائز ہوتا ہے تو تخلقوا باخلاق اللہ کا مظہر بن کر وہ اور بھی حسن میں نمودار ہوتا ہے تو چاروں قلب ایک ہو جاتے ہیں اور چاروں خطرات ایک حقیقت بنتے ہیں تو یوں سمجھئے کہ تمام اعضائے انسانی مجسم ایک قلب ہو گئے اور قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اُصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ اس کی صفت ہو گئی. اس موقع پر یہ روا نہیں ہے کہ وہ ایک صفت کے ساتھ منسوب ہو کیونکہ حق تعالیٰ کی صفات ذاتی دو ہیں. جلال و جمال اور ہر صفت ہدایت کے ساتھ منسوب ہے. صفت جلال بمعنی باطن کہ جلال اس کا مقام عظمت ہے اور صفت جمال میں اس کے حسن کا ظہور ہے کیونکہ جمال کبریا اس کا لباس شہود ہے. سالک محقق و موحد اس بات سے واقفیت حاصل کرے کہ خطرات خطرہ کی جمع ہے اس لیے ایک کو عالم سفلی سے منسوب قرار دے اور دوسرے کو عالم علوی سے اس لیے کہ دونوں کا جاننا ضروری ہے اور رد کرنے کا موقع نہیں بلکہ قبول در قبول کا ہے. کیونکہ جلال و جمال دونوں صفتیں اُسی کی ہیں اور عالم باطن سے منسوب ہیں. واضح ہو کہ خدا کے رسول اس کو علوی کہتے

کہتے ہیں اور اکثر اعمال و افعال و نیات کو حق تعالیٰ سے منسوب سمجھتے ہیں اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ ہر راہ راہ راست کے ساتھ منسوب ہے۔ غیر کی نفی ہو جاتی ہے تو معبود حقیقی کا ظہور ہوتا۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کا نقد سودا ہو جاتا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ہر دم وہ دیدار حق برابر رہتے ہیں اور عالم ظاہر کے منسوب خطرات میں مست۔ جو سفلی ہے اس کے ہر ذرہ میں شہود معین ہے بمعنی خاص جس کو سفلہ کہتے ہیں۔ ہر لحظہ دوسرا ہی حسن رُو نما ہوتا ہے۔ ہر تجلی خطرہ ہوتی ہے عاقل کو ہمیشہ غفلت سے ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے۔ خطرات پریشان و پراگندہ کو حقیقت کے گرد جمع رکھے چنانچہ ذکر کیا گیا ہے نظم بالائے نہ سپہر دو گو ہر مُدّ ورانند: کز نور شاں دو عالم و آدم منور اند: ہستند و نیستند و نہانند و آشکار: چوں ذات ذوالجلال نہ جسم و نہ جوہر اند۔ خطرات کی جو خاصیت و ماہیت تھی قلمبند ہوئی اس کی تشریح کو اصطلاح مشائخ سمجھا جاتا ہے۔ ان کی طبیعت جمع تکسیر و جمع تصحیح کے مابین مواخذہ نہیں کرتی الحاصل جب خطرہ ان مراتب تک پہنچا تو بزرگی حاصل ہوئی اور خطرہ نے رتبہ بلند پایا۔ پیغمبروں نے اسی خطرہ کی دو نسبتیں بیان کی ہیں اول صورت جذبہ کہ جس میں تمام بشریت فنا ہو جائے پھر یہی خطرہ سالک راہ ہو کر تمام مخلوق کی رہنمائی کرے۔ کبھی احد ہوا اور کبھی احد سے احمد ہو جائے انا احمد بلا میم اسی سِرّ کی طرف اشارہ ہے۔ جب احد ہے تو کسی نسبت کے ساتھ منسوب نہیں اور جب احمد ہوا تو منسوب بہ رسالت ہو گیا۔ الٓمٓ کا میم روح الامین جبریل پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مضمون قرآن کو وحی میں لاتے اور رسول کو قاب قوسین او ادنیٰ کی طرف لے جاتے جو الوہیت و ربوبیت کو آراستہ کرتے اور جو خود فرماتے وہ حدیث کی طرف منسوب ہوتا۔ افعال

رسول موجب عمل ہیں اور حق و باطل میں تمیز کرنے والے یہی خطرہ کبھی احد کبھی احمد کبھی وحی کبھی رسالت کبھی ظاہر کبھی باطن کبھی حج کبھی کعبہ کبھی عصا کبھی کاسہ کبھی خرقہ کبھی پہننے والا کبھی راہ کبھی راہبر کبھی سالک کبھی مسلوک کبھی وقت کبھی اوقات اور خطرۂ رحمانی پیشوائی بردو عالم ہے جو مزین و آراستہ ہوا اسی سے ہوا اور جس نے اس کو نہ پایا گوہر نایاب و ناسفتہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا جس صفت پر گردش کرتا ہے اُسی صفت کو اختیار کرتا ہے اس کے لیے کوئی در بند نہیں ہے تعین و لاتعین اس کے سامنے ایک ایسا جوہر ہے کہ جس سے دل و دماغ کی کدورتیں جس قدر صاف اور زائل ہوں اُتنا ہی کشف سے روشن ہو جائے گا۔

۵
پانچواں درجہ ذکر جہر و خفی میں

جس وقت سالک عبادت مذکور سے عہدہ برآ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ذکر جہر میں مشغول رہے تاکہ صفائے باطن حاصل ہو چنانچہ ارشاد نبوی ہے لِكُلِّ شَيْئٍ مَصْقَلَةٌ وَمَصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اس حد تک ذکر کی کثرت کرے کہ مُردہ دل زندہ ہو جائے اور حق تعالیٰ سے موانست پیدا ہو جائے اس بارے میں حدیث قدسی بھی وارد ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُ ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ساتھ ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے

یاد کرے پس اگر وہ مجھے تنہائی میں کرے تو میں بھی اسے تنہائی میں یاد کر دوں اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرے تو میں اُسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کر دوں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ وجود انسان میں عجیب سیر ہے اور نادر گمان ہے تعین میں بیت:

تو یقینی وجہاں جملہ گماں من بہ یقین مدتے شد کہ یقیں راز گماں می بینم

نیست ہست نہیں ہوتا اور ہست نیست نہیں ہوتا۔ یہاں اُسے صرف جاننا اور پانا ہے تو جس طرح اسے یاد کرے گا اسی طرح اسے پائے گا۔ ذکر جہر سے لذت ظہور حاصل ہوگی اور ذکر خفی سے حقیقت تک رسائی ہوگی۔ محبت کے لئے بیقراری لازمی ہے اور معشوق کے ساتھ ہر لحظہ دم سازی ظاہر میں محبت اتنا پریشان کرتی ہے کہ کوئی چیز اس کے باطن مخفی نہیں رہتی اور باطن میں ذاکر ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اس کا ظاہر باطن ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ باطنی ربط ظاہری آشفتگی حسب دلخواہ پیدا ہوتا ہے فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ اس معنی کی تائید میں ہے۔ ایسا کون بدنصیب و شقی ہے کہ نقد سودے کو چھوڑ دے۔ عجب راز ہے کہ سرّ ربوبیت ذکر الوہیت کا مبادلہ ہو جاتا ہے اور بندہ کی طرف اس کے ذکر کے باعث حق تعالیٰ متوجہ ہو جاتا ہے زہے سعادت انسان کہ جب وہ بکمال نیستی حق کو یاد کرتا ہے تو وہ بکمال ہستی اُسے یاد فرماتا ہے اور مقبول بارگاہ بنالیتا ہے اور یہ محض اس کا کرم ہے واضح یہ غفلت کا وقت نہیں ہے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ چشم بصارت سے غیر کا پردہ دور کر دے اور کسب ریاضت اختیار کرے اور ذکر و فکر کو پیش نظر رکھے اور تکلفات ظاہری سے آزاد ہو کر نام خدا کا ایسا عاشق و شیدائی بن جائے کہ جب سُنے بیقرار ہو جائے اور ہمیشہ افضل ذکر میں مشغول رہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

نے کہا یا رسول اللہ مجھے اللہ کی طرف جانے کا قریب ترین راستہ بتائیے جو اس کے بندوں کے لیے زیادہ آسان ہو اور اللہ کے یہاں زیادہ فضیلت والا ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی ہمیشہ خلوت میں اپنے حق میں ذکر اللہ تعالیٰ کو پابندی سے لازم جانو تو حضرت علی نے کہا یہی فضیلت ذکر تمام ذکر کرنے والے لوگوں کی ہے پس حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علی روئے زمین پر جب تک کوئی اللہ اللہ کہنے والا باقی رہے گا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی پس آپ نے کہا یا رسول اللہ میں کس طرح ذکر کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا آنکھیں بند کرو اور مجھ سے سنو لا الٰہ الا اللہ تین بار اور علی سن رہے تھے پس علی نے پھر تین بار لا الٰہ الا اللہ کہا اور حضور سن رہے تھے چنانچہ سند تھی ذکر کر دی گئی. طریقۂ کار کو خوب سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اگلے بزرگوں اور مشائخ نے بتایا ہے کہ پالتی مار کر بیٹھے اور بند کیا اس کو بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے مضبوط پکڑے اور دونوں ہاتھ دونوں زانوؤں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں کھلی رہیں تاکہ ان سے اللہ کا نقش ظاہر ہو اور سر بائیں زانو کی طرف اتنا جھکائے کہ داڑھی خنصر قدم تک پہنچ جائے اور یہیں سے لا الٰہ کا آغاز کرے پھر زانوے راست کی طرف سر لا کر سیدھے شانے کی طرف لے جائے تاکہ سر اور کمر برابر ہو جائے اور ذرا سر دائیں شانہ سے پشت کی طرف مائل کرے اور وہاں تیر اندازوں کی طرح واپسی پر جیسے لا الٰہ کی آواز اوپر کی جانب گئی تھی. اس طرح نیچے کی طرف لے آئے معلوم ہونا چاہیئے کہ جو مقدار نفی ہے وہی مقدار اثبات ہے. جب لا الٰہ کہے نفی و بطلان غیر کا تصور کرے اور جب الا اللہ کی ضرب لگائے تو واجب الوجود کو ثابت جانے جب اس طرح ذکر کرے گا وجود عیان کی نفی کرے گا اور عین کو

ثابت جانے گا اور جب یہ فکر قرار پائے تو مسلسل لا الٰہ الا اللہ کہے تاکہ سالک بیخود ہو جائے اور جب جدائی پیدا ہو بے اختیار سخت بیدار ہوگا اور ارادت باطن حاصل ہو گی جب دس پندرہ یا بیس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہہ چکے تو تصور میں محمد رسول اللہ کہے کیونکہ جب خطرۂ محل دیگر چلا جاتا ہے تو واپس آجاتا ہے یہ سند اگرچہ بصورت مسئلہ لکھی گئی ہے لیکن بعض ارکان بغیر مرشد کے معلوم نہیں ہوسکیں گے لا الٰہ الا اللہ ایضاً جب سالک سند مذکور کو قرار دے تو اُسے چاہیئے کہ وہی ذکر چار ضرب کے ساتھ کرے۔ جلسہ و قاعدہ و درود ضرب اول جس طرح مذکور ہے اسی طرح کرے پہلے ایک ضرب سیدھے زانو پر اور ایک ضرب دونوں زانوؤں کے درمیان لگائے اور درپے درپے ورزش کرے تاکہ فنا فی اللہ حاصل ہو۔ پہلی ضرب بدور لا الٰہ الا اللہ اور دوسری ضرب الا اللہ کی لگائے۔ ایضاً جب ذکر جہر سے تھک جائے تو پھر ذکر لا الٰہ الا اللہ خفیہ کرے۔ اس کو بزرگ پاس انفاس کہتے ہیں۔ جب سانس باہر آئے تو لا الٰہ کہے اور سانس باہر جاتے وقت مقعد و معدہ اوپر کھینچے اور پیٹ کو پیٹھ کی طرف لیجاکر آندھی کی طرح تیزی سے لا الٰہ کہے تاکہ دل میں گرمی پیدا ہو اور ماسوای اللہ جل جائے اور جب سانس اندر جائے تو اس کے ساتھ الا اللہ کہے اور اندر ونی سانس کو الا اللہ کے ساتھ کھینچے تاکہ پیٹ بھر جائے اور سختی حاصل ہو۔ اگر اس طرح عمل کرے تو بہت فائدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ جب لا الٰہ سانس کی قید میں ثقیل معلوم ہو پس لا الٰہ ہا کہے اور مختصر الا اللہ ہو۔ جب سانس باہر آئے بطریق ہا کہے۔ پھر جب سانس اندر جائے تو اسی طرح ہو کہے۔ بلکہ ذکروں میں ہُوَ سِرّی عظیم ہے اور نشان تعین ولا تعین ہے یہ عمل سے ظاہر ہوگا۔ ایضاً جب سالک نفی۔ اثبات سے

گذر جائے تو اسے چاہئیے کہ ذکر اثبات میں مشغول ہو اور ہر طرف اثبات کرے
کہ لِمَنِ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کل قیامت میں سُنے گا اور اتنی کوشش
کرے کہ بغیر کان کے آج ہی سُنے سند جلسہ کہ مشائخ سے مذکور ہے ملحوظ
رکھے اور الا اللہ کو چار ضرب اور چار کوب کے ساتھ عمل کرے اور ہر جانب
ایک ضرب اور ایک کوٹ خود میں اور ایک ضرب اپنے ساتھ اور ایک کوب
اپنے اندر۔ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ درمیان ضرب و کوب الا اللہ کہے
اور بعض نے کہا ہے کہ ضرب میں اللہ اللہ کہے اور کوب میں ہُو درمیان ذکر ہو
فکر کو اسی سند پر برقرار رکھے۔ ایضاً جب سالک ذکر اثبات سے گذر
جائے تو ذکر اسم ذاتی میں مشغول ہو اور دیوانہ وار اللہ اللہ کہے جیسے وحی
سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ آواز بلند یہ ذکر کرتے تھے۔ بعض لوگ
کہتے تھے کہ محمد عاشق خدا ہے اور بعض کہتے تھے کہ مجنون ہو گیا ہے (نعوذ
باللہ) کما قال رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْوَحْيِ يَقُولُ
اَللّٰهُ اَللّٰهُ حَيٌّ قَالُوْا اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَ قَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ
عَشَقَ رَبَّهٗ اور یہ تحقیق ہے کہ آپ جب تک ذکر جہر سے کرتے وہ ایسا
نہ کہتے اور اس باب میں حق تعالیٰ نے قرآن میں گواہی دی ہے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند آواز سے ذکر کرنے کے متعلق وَ اِنَّهٗ لَمَّا قَامَ
عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں پر کھڑے ہو کر ذکر حق تعالیٰ ایسے ذوق و شوق
سے عاشقانہ انداز میں کرتے کہ انسان دیو پری میں جو دیکھتا آپ کے قدموں
میں گر جاتا۔ اے عزیز آگاہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی استعداد
کے باوجود کیا کیا کرتے تھے باوجودیکہ ان کا جسم روح تھا اور ان کی روح

اس کی ذات ہے۔ اے عزیز تو تو تمام بشریت ہی ہے ایسی کوشش کر
اور عمل کر کہ آثار بشریت مرتفع ہو جائیں اور تو متصف بصفات اللہ ہو
جائے اور تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا نتیجہ حاصل ہو۔ سند ذکر جاننا چاہیئے کہ
کہ رو قبلہ بیٹھے اور دائیں شانے سے بائیں شانے تک سر کو گھماتا لائے
اور لفظ اللہ شدت و سُرعت سے کہے اور ہر بار لفظ اللہ کہہ کر اسمائے حُسنیٰ
میں سے ایک ایک اسم کے ساتھ متصف ہوتا جائے گا اس طریقہ سے ا ہ
م ا ہ ق ا ہ س الیٰ اخرہ ایضاً جب سالک اس سے آگے بڑھے تو ارکان
ثمانیہ میں مشغول ہونا چاہیئے کہ یہ ذکر دل کی کنجی ہے جبکہ دوسرا ذکر ریاضت
کاملہ کے ساتھ ایک سال تک کر لیا ہو اگر اس کی ایک کشش صدق کے ساتھ
کرے تو سال بھر کے ذکر کے فتح باب کی برابر مقصد میں کامیابی ہو گی
بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یہ ذکر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سلطان
العارفین بایزید بسطامی کو عطا کیا تھا۔ جب کوئی رکن ارکان میں سے بغیر
تصوّر تصدیق جاری ہو تو ثبات ولا یفتح بہ این تفصیل برزخ صغریٰ و کبریٰ
و ذات و صفات و شدّ و مد و تحت و فوق اور ملاحظہ مذکورین ایک ایک
میں تصور کرے تاکہ ایک ہو جائے اور اس ایک کو ایسی قوت جاننے اور
اتنی سختی کرے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی نہ رہے۔ ہویت خالص ہو
جائے۔ جب اس مقام سے تنزل کرے تو ایک دم عالم سفلی میں
جا کر نہ گرے۔ احدیت الجمع میں پہنچے اور ذات و صفات کی تجلی ہو۔ سوئی
کا نکو اپنے فعل سے بنائے۔ طریق ذکر ان حروف سے منسوب ہے۔ (ب ا
ص ت م م ف)۔ بیت برزخ ذات و صفات و شدّ و مد و تحت و فوق
می نماید طالباں را کل نفس ذوق و شوق ؎

درجۂ ششم یعنی چھٹا درجہ مُراقبہ میں

جب سالک حالاتِ مذکورہ سے گذر جائے تو اس کو چاہیئے کہ مُراقبہ میں مشغول ہو کر معنی مخصوص کو دیکھے اسم ذات کو دل پر مسلط کر کے اس کی تجلی سے دل کے وہم کو دور کرے اور اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ کے نور سے اسے منور کرے۔ سند سلوک کو سمجھے کہ قمر کی دو صورتیں ہیں ایک فائض اور دوسری مفیض ہے۔ یہ آفتاب کے مقابل فائض یعنی اس سے فیض لینے والا ہے اور عالم سفلی کے لحاظ سے اس کا یہ مفیض یعنی فیض دینے والا ہے۔ آفتاب کے وظائف و اعمال سالک میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور آفتاب بذات خود منور ہے اور ہر دو جانب نور رکھتا ہے نیچے بھی اور اوپر بھی۔ آفتاب کے اوپر تین سو اکسٹھ نفوس فلکیہ ہیں اور یہ سب کی سب آفتاب کے نور سے روشن ہیں۔ سالک بھی طلعت آفتاب میں تمام کو طے کرتا ہے اور ماہیت عموم و خصوص سمجھتا ہے پھر ان اسمائے کیانی سے گذر کر تسمیۂ اسمائے الٰہی میں آتا ہے۔ یہ مرتبۂ عظیم ہے متجلی بہ ذات و متجلی بحُسن خود ہے اور ظہور مرتبۂ اعظم اسم ثقہ ہے اَلثِّقَةُ اِسْمُ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ مَرْتَبَةِ الْوَاجِبُ۔ اس مقام سے آگے نہیں جا سکتا۔ جب اپنی صورت نظر نہ آئے تو مرشد کامل سے صورت مراقبہ سے حاصل کرے البیت اسے جبح دم صفائے رُخ یار من نُما:: بلبم رخ جمال شود سینہ ام صفا:: ایضاً جب سالک اس سے گذر کرے تو اس کے بعد مراقبہ میں سر جھکائے کہ جملہ اسرار اس سر میں مخفی ہیں۔ بدن انسان میں شش جہت سے ایک ہی ندا و صدا سنی جائے

گی کہ ہمیشہ بہر حال ایک ہی حال برابر ایک ہی طور گذرتا ہے لیکن انسان
کو اس کی خبر نہیں ہے کہ اس کے وجود میں اس کے ساتھ کیا چیز ہے اور کیا
کیا کیفیات طاری ہو رہی ہیں جب پیر و مرشد کے کرم سے اس کو یہ نعمت حاصل
ہو جائے گی تو ایسا مستغرق ہو جائے گا کہ چنیں وچناں کچھ نہ رہے گی اور اکثر حضوری
حضرت حق میں رہے گا کھانا پینا بھی اسی کے ساتھ ہوگا چنانچہ ارشاد نبوی ہے
اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ اب اس کی منزل یہ مقام ہوگا۔ اگر
چالیس سال کے بعد بھی اس منزل پر پہنچے تو شریعت کی پناہ کی نگہداشت
ضرور کرے اور اگر چالیس سال کے اندر ہی اس مقام پر پہنچ جائے تو اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بے قید و آزاد و بیباک ہو جاتا ہے۔ ردّ و قبول نظر میں نہیں
آتا چنانچہ اَلسُّؤَالُ رَدٌّ وَالطَّرِیْقَۃُ سَدٌّ کے انجام کو سمجھ لے کہ جب
اس کے کام کی ابتدا ہوگی تو تمام کاموں سے نکما ہو جائے گا تاکہ وہ اہل کار
کے نام سے موسوم کیا جائے۔ اور یہ مقام جلال عظمت ہے کہ حجاب عزت
میں محتجب ہے اور کمال استغنا میں منفرد۔ صفات ثبوتی سلبی ہو جاتی ہیں۔
اور پردۂ غیب میں آجاتی ہیں الان کما کان دکان اللہ ولا شئی معہ
ترجمہ وہ اب ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا اور اللہ ہے اس کے ساتھ اور
کوئی چیز نہیں۔ وہ کسی عنوان و رنگ سے منسوب نہیں ہوتا اور ہر صفت
سے الگ ہو جاتا ہے حق تعالیٰ اپنے کرم سے یہاں پہنچاتا ہے مراقبہ
یہ ہے اس صورت سے ہو ہو۔ ھ۔ و۔ ایضاً سالک یہاں سے گذر کر
مراقبہ میں دل مدّور ملاحظہ کرتا ہے۔ دل مدور منور ہے نور ذات سے اور
اور گوہر درخشندہ ہے اور دلیل روشن واثق ہے۔ وجود ممکن اور وہ روح
القدس سے تعبیر ہے کہ وَاَیَّدْنَاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اس کی شان میں

صادق ہے۔ یہ مکان و آشیانہ سیمرغ ہے۔ حقیقت انسانی کہ وجود عالم سے
تعبیر کی جاتی ہے وہ واجب الوجود سے فیض حاصل کر کے دوسرے ممکن
الوجود کے لیے فیض پہنچانے والی ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا
نَاظِرَةٌ یہی مقام ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ وعدہ دیدار قیامت کا ہے تو وہ
یہ سمجھ لے کہ اس آیت میں اسم رب آیا ہے اور رب کے معنی پالنے والے
کے ہیں یہ عالم تکوین کی تجلی خاص ہے۔ جس روز ان کے چہرے تازگی حاصل
کریں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ کر تو منور و شادماں ہوں گے۔ یہ سودائے
حال ہے سرمایۂ مستقبل پر نہ ٹلے گا اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَارًا کوئی نہ جانے گا۔
اور وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ بے اختیار نکلے گا فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ
وَجْهُ اللّٰهِ نظارہ کرے گا اور بہشت عالم علوی سے تعبیر ہے وہاں دیدار
بنفسہٖ ہے بالغیر نہیں کیونکہ وہ محل وجودی ہے اور وجوب کو مغایرت
نہیں ہے۔ اگر کسی کو پیر و مرشد کی عنایت سے یہ مراقبہ حاصل ہو جائے
تو ہمیشہ اس کی نظر اسی پر لگی رہے گی۔ مکمل آفتاب کو نظر دیکھتی ہے اور باریک
ذرہ کے لیے اندھی ہو جاتی ہے كَانَ فِيْ عَمَاءٍ مَا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ
وَمَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ سے نکلتا ہے جب آفتاب حقیقی طلعت کرتا ہے
تو اس کو بے پردہ دیکھ لیتا ہے اور رَاَيْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ
لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کا نظارہ کرتا ہے جب عالی ہمت نظارہ کرتا
ہے تو کمند محبت کنگرۂ عرش میں ڈال لیتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى اپنی مناسبت سے خود کو پاتا ہے چنانچہ اُن بزرگ ہستی نے
فرمایا رَاَيْتُ رَبِّیْ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ عَلٰى صُوْرَةِ شَابٍّ قَطَطٍ فَوَضَعَ
يَدَيْهِ عَلٰى كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ فَعَلِمْتُ بِهِمَا عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ

وَالْاٰخِرِیْنَ جملہ اس کو مکشوف ہو جائیں گے آخر ہدایت پاکر خود نایاب ہو جائے گا طریق تفکر کو معلوم کرے تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ سَبْعِیْنَ سَنَۃً اس کو جاننا اور اس عمل کو حاصل کرنا ہر ذات پر فرض ہے کہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ وَاُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ حکم کامل ہے واضح کہ حُکم حدیث قطعی ہے۔ یہ بات ضرور ذہن میں رکھئے اس حصول علم میں جتنا بھی دور جانا پڑے اس کو دُوری نہ سمجھے اور اس نکتہ کو نظر میں رکھے کہ ظہور سے پہلے علم تابع معلوم تھا کہ بے معلوم کئے علم نہیں ہوتا تھا اور ظہور کے بعد معلوم تابع علم ہے کیونکہ بغیر علم کے معرفت حاصل نہیں ہوتی اَلْمَعْرِفَۃُ اِزْدِیَادُ الْحِکْمَۃِ جب علم سے معرفت وحکمت کا دروازہ کھلتا ہے تو مُعائنہ عین آئینہ ہو جاتا ہے قل ھو اللہ احد اشہاد مطلق ہے اس لئے پردۂ علم اپنے سامنے سے خود اُٹھ جاتا ہے۔ یہ مشاہدہ مذکور آنکھ کی پُتلی میں آنکھ ہی سے ہوتا ہے۔ آنکھ کی پُتلی میں دس دروازے ہیں اور ہر دروازہ اپنی استعداد کے اعتبار سے معنی خاص و عام کے لیے فائض و مفیض ہے اور دسواں دروازہ سر میں ہے کہ اُسے اُمّ الدماغ کہتے ہیں فیض عُلوی و ادراکِ علم وحکمت وعقل اُسی سے ہے۔ جب کوئی اسرار غیوب معلوم کرنا چاہے تو وہاں اپنے وہم کو دور کر کے ستارۂ مُشتری کی طرح ہمیشہ حرکت میں رہے۔ جب سالک چھ مہینے تک اس کی پابندی کرے گا تو چھ ماہ کے بعد صورت خاص متجلی ہو گی اس صورت سے۔

ساتواں درجہ تصورات و تصدیقات کے بیان میں

جب سالک چھ درجے طے کرلے تو اس کے بعد قدم عدم راہ قدم میں رکھے اور حضرت حق میں پہنچ کر احکم الحاکمین کو ازل سے ابد تک دونوں ساحلوں میں سطوت وجود موجودات سے پہچاننے اور ابتدا و انتہا کا ادراک کرے۔ اس حقیقت کو دریافت کرے جو رنگین ہو کر عالم سے شہادت میں آئی اجمال و تفصیل کے ساتھ عالم کبیر و صغیر میں انسان عالم کبیر ہے اگرچہ بصورت صغیر ہے اور یہ بات اس دلیل سے صادق ہے اَلْعَالَمُ مَا يَعْلَمُ بِهِ الَّتِيْ کہ معنی خاص و عام ماہیتاً و حقیقتاً تقدیماً و تاخیراً اجمالاً و تفصیلاً انسان ہی سے ظاہر ہوئے۔ انسان کو انسان سے پہچاننے کہ انسان فوق عالم ہے اَلْاِنْسَانُ مُطِيْ وَجَمِيْعُ الْاَكْوَانِ مُطِيَّةٌ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ عالم کروی اکا ہوا ہے صفت تکوین کے ساتھ اور انسان تقویم ہے۔ ذات و صفات کو سمجھنے میں غلطی نہ کرے۔ الحاصل صاحب حسن کا آٹھ چیزوں پر انحصار ہوا۔ تکوین نے ہر رنگ میں رنگ کر ایک کی نرمی کو اختیار کیا اَلْحُبَابُ صِفَةٌ قَدِيْمَةٌ مُصَحِّحَةُ الْعِلْمِ ہر مکان میں اپنے مقام کو بند کرکے پردہ تکوین میں ظاہر ہوا۔ اندازہ طلب سے جس حسن کا اندازہ کرنا چاہا کرلیا اور صورت تکوین میں مصور ہوا کہ مکان لامکان اس کا ارادہ ہے اور قوت قدرت اس کا مقام ہے اور ہر ایک کی حسب استعداد انتظام فرماتا ہے۔ چار باطنی مقامات کو بیان کر دیا گیا ہے۔ چار ظاہری کو بھی جاننا چاہیئے۔

اصحاب توحید اپنے افعال کے عارف ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شخص واحد کثیر نہیں ہے اپنی کثرت سے عالم کبیر کے چار دروازے ہیں۔ ہر دروازہ کے لیے ایک رسول ہے اور ہر رسول کیلئے کتاب آسمانی ثابت ہے۔ مطلق و مقید کے معنی ایک ہی ہیں قلم قدرت خطا سے پاک ہے۔ ارباب تحقیق بھی یہی کہتے ہیں کہ عالم کبیر کے چار دروازے ہیں اور ہر دروازہ کا ایک رسول ایک کتاب محقق ہے۔ چاروں رسول حق و باطل کے درمیان فرق بیان کرتے ہیں۔ وہ مقید کو ہٹا کر مطلق کو سامنے رکھتے ہیں۔ مطلق سے ان کا شب و روز اُن کو کام ہے۔ ان کا غفلت سے ہوشیار رہنا حضور و بیداری ہے۔ جو ایک سنتا اور سُناتا ہے دوسرے کو اس کی خبر نہیں، جو دیکھتا ہے اور دکھاتا ہے۔ دوسرے کی اس پر نظر نہیں پڑتی۔ وہ جو کچھ کشف و لطیف کو جانتا ہے دوسرے کو اس کا پتہ نہیں چلتا جو کہتا ہے اور کہلوا تا ہے اس گفتگو کا دوسرے کو علم نہیں ہوتا۔ ہمیشہ استقاط اضافات اس تصدیق کے تصور میں رہتا ہے اس اشارے پر س ب ع ک ایضاً جب سالک اس سے گذر جاتا ہے تو اس کے بعد دوسرے تصورات کی منزل میں قدم رکھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ظہور موجودات وجود ذات پر تجدد امثال کی صورت میں ہے اور وجود ذات سے صورت و شکل پا کر اور روح مجسم ہو کر فرق و امتیاز باقی نہیں رہتا۔ یہ عالم عالم وجود ہے عالم عدم نہیں ہے اگرچہ یہ عالم دوسرا حسن اختیار کر لیتا ہے۔ عارف اقوال و اسماء و افعال کو دیکھتا ہے تو سب میں ان کو فعل حقیقی سے تصور کرتا ہے اور سات درجوں سے گذر کر بے نشان ہو جاتا ہے پھر بے نشان سے خود کو نشان میں لاتا ہے ہر حال کو ہمیشہ برملا افعال عالم کے ظاہر و باطن میں محو جستجو رہتا ہے چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

ے
اگر سالکے محرم راز گشت
بہ بندند بروی در باز گشت

ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ بشریت کا کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ ناظر و منظور ونظر ایک قبیلہ ہو جاتا ہے۔ شَهِدَتْ لِي لِنَفْسِي إِنِّي أَنَا اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي اس کے حال کا سودا ہو جاتا ہے اس نے عالم شہادت کو شہود جانا اور شَهِدَ اللّٰهُ انہ لا الٰہ الا ھو کو موجود پایا عالم معنی ادراک ہے جب غیب سے شہادت میں آتا ہے تو تجلی حسن کی رونمائی ہوتی ہے يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ اور منور کرتی ہے جب پردۂ واللیل اذا یغشٰی سر سے اُترتا ہے تو اُسے سر پر نہیں ڈالتا بحکم آیۂ کریمہ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا یہاں اختیار نہیں خوش قسمتی کا کام ہے جس نے سمجھا اُس نے سمجھا جو نہ سمجھا وہ بے سمجھے گیا۔ شاغل کو اس شغل میں مشغول ہو جائے تو اپنے مکاشفات باطنی کھل جائیں اس صورت سے

ق م س ب ع ک ش ح س ک ع ب

س م ق جب سالک اس مقام سے گذر جائے تو اس کے بعد اس عین ذات کے تصور میں مشغول رہے کہ یہ صوفی کی آخری منزل ہے۔ اَلصُّوْفِيُّ هُوَ اللّٰهُ اس مقام کی رسائی میں مشائخ نے کہا ہے کہ سالک اللہ کی تمام صفات کا جامع ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے ظہور کے وصف سے اور غیب ہویت باطن اس کے بطون اور سر سے ناخن پا تک آنکھ کی پتلی ہو جاتا ہے اور دیدۂ بصیرت اس کا لباس ہو جاتا ہے۔ اَيْنَمَا

تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ اس کا مرکز توجہ ہو جاتا ہے۔ جب سالک بصارت
کا پردہ اپنے ممکن وجود کے سامنے سے ہٹا دیتا ہے تو حسن فائض ہر حسن کو
اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اخفی ہو کر اس کا عین عین ہو جاتا ہے اور جب عین
سے تنزل کرتا ہے تو عین عیاں ہو جاتا ہے۔ تجلی باسط رونما ہوتی ہے۔ وہی ذات
لباس عین صفات دوسرے حسن کے ساتھ نمایاں ہوتی ہے اور نام بھی دوسرا
پڑ جاتا ہے۔ ہزار صد ہزار نمائش کا منتظر ہوتا ہے جب ساز ایک ہو اور سازندہ
ہر پردہ میں دوسرا ہو۔ جب سالک اس مرتبہ پر پہنچتا ہے اس کے عالم دور کا
نقطہ سیر دائرہ بن جاتا ہے اور نقطہ مرکز پرکار پُرکار یعنی کامیابی سے ظاہر ہوتا
ہے۔ نقطہ اسقاط عالم ہستی بیان باطن ہے ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ
ھُوَ الْبَاطِنُ ھُوَ الْقَابِضُ ھُوَ الْبَاسِطُ خود وہی ہے۔ جب دیکھتا
ہے کہ اپنی طرف سے جاتا ہے اور اپنی ہی طرف جاتا ہے۔ جب کھولتا
ہے تو خود جاتا ہے اور خود سے جاتا ہے شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا
ھُوَ اس کو گواہ بناتا ہے۔ جس میں اس شغل کی اہلیت ہو اور اس کی استعداد
اس کو حاصل ہو جائے تو اس کا ایک حال تعین میں آئے اور دوسرا لا
میں ہو۔ خود ان دونوں تعینوں کے درمیان تعین میں ایسا مستغرق ہو جائے کہ
اس شر کا اثر نہ رہے۔ کبھی ایسا حاضر ہو کہ ہر آنکھ اسی کو دیکھے۔ اس مقام میں
معلومات سے بچے۔ جب خود کو دیکھے تو حضوری کے بجائے بے حضوری
ہو جائے گی۔ اور جب شہود میں داخل ہو گا تو بے شہود ہو جائے گا۔
صرف اتنا حاضر ہو کہ شعور علمی سے ٹکراؤ نہ ہو کہ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ
اسی موقع پر کہا ہے کیونکہ بے معلوم علم نہیں ہوتا اور خواہش ہوتی ہے
کہ اُسے یاد کرنے کے لیے آواز ہو۔ یہ بات اس لیے فضول ہے کہ اس

منزل میں نہ اپنی خبر رہتی ہے نہ خدا پر نظر جاتی ہے ہو ہو ہو یہ مقام سادگی کا ہے۔ اس مقام پر اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلاً سادگی میں آزادی ہے مواخذہ وعتاب نہیں ہے۔ جو سالک اس مقام کا محرم راز ہو گیا اُس نے کائنات سے برتر قدم رکھا تو تمام درویشوں کا دیدۂ بصیرت اس درویش کا قدم ہو جاتا ہے چنانچہ کہتا ہے قَدَمِیْ عَلٰی بَصِیْرَۃِ کُلِّ اَوْلِیَاءِ زَمَانِیْ اس سے بڑھ کر تعریف نہیں ہو سکتی معلوم کرے ع ع

آٹھواں درجہ بیان اسمائے الٰہی وکیانی میں

اور ان کا علم اور ان کے ظہور وبطون کی ماہیت: جب سالک سات درجوں سے گذر کر اس میں آئے تو یہاں کے حالات کا مشاہدہ ومعائنہ ومکاشفہ سے اور حضور وقبض وبسط وتلوین وتمکین بہ سیر الی اللہ ومع اللہ وفی اللہ کی منزلیں طے کر کے عارف بنفسہٖ اور عارف باللہ ہو جاتا صَارَ الْعَبْدُ فَانِیًا وَّ بِالْحَقِّ بَاقِیًا اور فنا سے بقا ملتی ہے۔ جب سالک کو یہ سعادت حاصل ہو جائے باوجودیکہ اس کا جسم موجود ہے اور ذکر وفکر وعمل میں مشغول ہے پھر بھی کبھی عبودیت محض الوہیت ہو جاتی ہے۔ جس قدر ممکن ہو اپنی نگہبانی کرے۔ اگر اپنے وجود کی کوئی علامت نظر نہ آئے تو اس معنی پر نگاہ رکھے اَلرُّوْحُ فِی الْبَدَنِ کَالدُّھْنِ فِی اللَّبَنِ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَتْ بِھَا سَائِرُ الْجَسَدِ وَاِذَا صَلُحَتْ صَلُحَتْ بِھَا سَائِرُ الْجَسَدِ اور یہ بات نظر میں رکھے الحاصل

وہ بزرگ فرماتے ہیں اَلعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَبْدَانِ وَعِلْمُ الْاَدْیَانِ اس کا قرب چھ چیزوں سے حاصل ہوتا ہے جن کا اوپر ذکر کیا گیا یہ بات حدیث ونص سے معلوم ہوئی۔ جس نے عمل کیا اس کو معائنہ باطن حاصل ہو گیا چنانچہ بیان کیا گیا ہے حالات باطن میں اور علم ابدان میں ماہیت و حقیقت دو چیزوں سے ظاہر ہوئی ایک تو مزاج حقائق کے جسم کی نگرانی جیسا کہ اطباء نے کہا ہے۔ دوسری ماہیت خاص نظہور ابدان انسانی کہ معرفت نے اسمائے الٰہی سے اسمائے کیانی کی صورتوں میں کس سیرت سے صورت پائی۔ اس کو سمجھے بغیر موحد محقق نہیں ہوتا صرف موحد ہی ہوتا ہے تحقیق کی الجھن میں مبتلا ہوئے بغیر ایک ہی حال پر قرار حاصل کرے اور ماہیت ازل وابد کو دریافت نہ کرے جب ہر درجہ سے غافل ہو جائے گا تو ظاہر و باطن بھی ایک ہی نظر آئیں گے۔ محقق آنکھ کا مرتبہ آنکھ سے معلوم کرتا ہے اور پاؤں کا وہی مرتبہ سمجھتا ہے کہ جو پاؤں کا ہونا چاہیئے۔ جب وہ شخص کا تصور کرتا ہے تو ایک ہی نظر آتا ہے۔ یہ بات سالکوں کے لیے نہائیت ضروری ہے چنانچہ ابتدا و انتہا کا سلسلہ ازل سے ابد تک ہے اور اس کا ظہور مختلف شکلوں اور صورتوں میں ہو رہا ہے۔ وجوب و امکان ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ لیکن وجوب عالم غیب اور امکان عالم شہادت ہے۔ تمام متکلمین و صوفیا ایک ساتھ شہادت سے گذر کر دریائے وجوب میں جا پہنچے۔ قیام بنفسہ دیکھا تو کلام نفسی کو سمجھا۔ متکلمین نے قیام تو کیا لیکن اکثر اس سے واقف نہیں کہ دریا کی تہہ میں کیا ہے پس اسی چون و چرا، غور و فکر میں مبتلا ہو کر آخر عاجز آگئے اور تہہ تک رسائی نہ ہو سکی مگر صوفیہ نے اس

پر قناعت نہ کی اور عنان توجہ کو آگے بڑھا کر دارالواحدیت میں پہنچ گئے وحدت کو دیکھ کر اندر آئے تو حصول کار کو دیکھا اور مستانہ واراحدیت کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر وہاں سے واپسی کا خیال ترک کر کے لباس وراؤقبض ولایت پہن لیا اَلۡوَرَاءُ فِیۡ لُبۡسِ الۡاَحَدِیَّۃِ مَلۡبُوۡسٌ ملبوس احدیت ہو گئے۔ بشرط قابلیت خود بخود۔ دریائے معرفت کی موجوں کی مدد سے اپنی قابلیت تک پہنچ گئے۔ وجود واجب و ممکن اپنی اپنی جگہ ہے جہاں سے یہ دونوں نہیں نکلتے۔ بیت

ممکن ز تنگنائے عدم ناکشیدہ رخت

واجب بجلوہ گاہ عیاں نانہادہ گام

روح مثال وصورت مثال ایک ساتھ دونوں بحضرت وجوب اسماء کلی الٰہی موجود ہیں عالم امر سے کہ عبارت کُن سے کہ اٹھائیس اسمائے الٰہی ہیں اور فیکون اشارۂ اسمائے کونی ہے۔ انہوں نے بھی اٹھائیس صورتیں اختیار کی ہیں۔ اسمائے الٰہی اس تفصیل سے اَلرَّفِیۡعُ الۡجَامِعُ اللَّطِیۡفُ الۡقَوِیُّ الۡمُذِلُّ الرَّزَّاقُ الۡعَزِیۡزُ الۡمُمِیۡتُ الۡمُحۡیِ الۡحَیُّ الۡقَابِضُ الۡمُبِیۡنُ الۡمُحۡصِیۡ الۡمُصَوِّرُ النُّوۡرُ الۡقَاهِرُ الۡعَلِیۡمُ الرَّبُّ الۡمُقۡتَدِرُ الۡغَنِیُّ الشَّکُوۡرُ الۡمُحِیۡطُ الۡحَکِیۡمُ الظَّاهِرُ الۡبَاطِنُ الۡاٰخِرُ الۡبَاعِثُ الۡبَدِیۡعُ اور انسانوں کو ان اسماء سے متصف ہونا چاہیئے تاکہ تخلقوا باخلاق اللہ سے اتصاف حاصل ہو۔ لیکن حضرت امکان اسمائے الٰہی کونی کو کہتے ہیں کہ یہ بھی عین ہیں اور اٹھائیس ہیں اس تفصیل سے عقل کل نفس کل طبیعت کل جوہر ہباء شکل کل جسم کل عرش کرسی فلک البروج فلک المنازل فلک زحل فلک مشتری فلک مریخ فلک شمس

فلک زہرہ فلک عطارد فلک قمر کرہ آتش کرہ ہوا کرہ آب کرہ خاک
مرتبہ جماد مرتبہ نبات مرتبہ حیوانات مرتبہ ملک مرتبہ جن مرتبہ انسان مرتبہ
جامع ہے اور اسماء الٰہی کلی کو معاد اور اسماء کونی کو مبداء کہتے ہیں۔ اور ان دو
حضرتین میں سے ہر ایک تا مرتبہ ذات اٹھائیس مراتب ہیں۔ سالک کی
آمد اسماء کونی سے ہوتی ہے کہ وہ اس کا مبداء ہے اور واپسی اسماء کلی
الٰہی کے راستہ سے ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کا معاد ہے۔ حقیقت انسانی ان
دونوں کے درمیان برزخ ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ
لَا يَبْغِيَانِ کا اشارہ اسی طرف ہے۔ اس راہ میں کسی کو اپنا ہادی و مرشد
بنائے کہ سالک کو بے مرشد راہ نہیں ملتی اور بے معرفت آگاہ نہیں ہوتا۔
جو بغیر مرشد اس منزل میں قدم رکھے گا سائل ہو جائے گا الحاصل سالک
کو سوائے عالم باطنی کے قرار نہیں حاصل ہوتا جب تک وہ اسماء الٰہی کا ورد
نہ کرے۔ نکتہ: جاننا چاہیئے کہ انسان اجمال عالم ہے اور عالم تفصیل۔
جب انسان اپنے قبض میں مقید ہوتا ہے تو مقید بحر وجود ہوتا ہے مثلاً
پانی پر کائی جم جاتی ہے تو پانی اس سے پوشیدہ ہو جاتا ہے اور جب
اس پر مٹی کا ڈھیلا آکر گرے تو کچھ دیر کے لیے کائی ہٹ جاتی ہے پھر
پانی کے منہ کو چھپا دیتی ہے کیونکہ تمام حوض کو کائی نے گھیر لیا ہے۔ اسی
طرح جب ذکر و فکر سے انسان کو غفلت پیدا ہوتی ہے تو نور باطن پوشیدہ
ہو جاتا ہے اور یکسوئی باقی نہیں رہتی۔ جب بجن کمال تمام عالم کو اپنے
احاطہ میں لیتا ہے اور زنگار کدورت ہر طرف سے برطرف کر دیتا ہے۔
تو ماہیت ہو جاتا ہے اور تمام عالم جبروت کے ہر چہرہ سے وہ پردہ
ہٹا دیتا ہے بشرطیکہ اسماء الٰہی سے مدد لے اور ظہور ہر اسم میں ظہور مرتبہ

شہادت ہے جس کا نام تنزل ہے اسی طرح دعوت کرے تاکہ آخری مرتبہ پر پہنچے۔ اور پردے ڈالنے والی تاریکیاں ہر طرف سے فنا ہو جائیں یہاں تک کہ ایک انسان تمام ماہیت ہو جائے جب ایک انسان ہو گیا تو کوئی چیز ایسی نہ رہی جو انسان کو چھپا دے۔ تمام افراد ایک انسان ہے کُل و جز وہی ہو جاتا ہے وہی رہتا ہے اور وہی ہوتا ہے۔ اس کا بیان ذکر کے تذکرہ میں بھی ہو چکا ہے۔ ہر سالک کو دعوت لازم ہے۔ بعض مشائخ یہ نہیں جانتے کہ مریدوں کو ایک عنوان سے اس راہ نہیں چلانا چاہیئے۔ ظاہری و باطنی خبریں اُن کو نہیں بتاتے کہ ان کا حال کس مرتبہ پر پہنچا ہے اور کس منزل تک پہنچانا چاہیئے۔ پیر خود غافل ہیں۔ جو کچھ انہیں حاصل ہوا اس سے آگے نہ بڑھے اسی میں رہ گئے۔ یہ نہیں کرتے کہ مریدوں کو اس دروازہ سے کھینچ کر اُس دروازہ سے باہر نکالیں تاکہ اس میں دربان نہ ٹھہر سکے۔

جاننے والا اور دیکھنے والا وہ عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ چند الفاظ سے صورت معاملات کی جانب اشارہ کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ اکثر اسمائے جبروتی بیان کرتا ہوں جب مبتدی کو دوران ریاضت جو کچھ ظاہر ہو وہ وصف نفسانی رونما ہو گا۔ عناصر و طبائع میں سے جو چیز وجود میں آئی ہے وہ مکمل طور سے صورت نفس میں رونما ہو گی خواہ سفلی ہو یا علوی۔ جب سالک اس مقام سے گذر گیا تو روح صورت مثالی میں ظاہر ہو گی۔ جتنا آگے قدم بڑھانا چاہے گا اتنا ہی پیچھے ہٹتا ہوا دیکھے گا۔ بدایت و نہایت نفس کو نہ سمجھ سکے گا۔ نفس چیز ہے بے چیز نہیں بلکہ ہمہ چیز ہے۔ جب اس مرتبہ پر فائز ہو گا تو سالک متوسط ہو جائے گا پھر وہی نفس مشاہدہ و معائنہ کی صورت میں آتا ہے اور عالم غیب و شہادت

اس کا حسن ہو جاتا ہے۔ کبھی بالوجود، کبھی بالامکان اور کبھی ہمہ مکان وہی ہوتا ہے۔ بے نشان اس کا نشان ہے۔ سالک منتہی آخر میں سمجھے گا کہ نفس ابتدا رب روحی ہے اور انتہا رب الارباب جب یہ مقام حاصل ہو جائے گا تو منزل کی تمیز رہے گی اور ہر چیز کو اسی چیز سے پہنچانے گا اس میں غلطی نہ کرے گا۔ **نکتۂ دیگر:**۔ کاروبار عالم کے جاننے کے سلسلہ میں جب مبتدی کچھ واقعات عالم میں سے دیکھتا ہے تو بعض ان میں سے عین ہوتے ہیں اور بعض عکس لیکن ہفتہ و ماہ گذرنے نہیں پاتا کہ ظاہر ہو جاتے ہیں اور اور جب متوسط خیر و شر دیکھتا ہے تو ماہ و سال سے بھی زیادہ گزرتا ہے اور عین یا اس کی بعینہ تعبیر رونما ہوتی ہے۔ جب منتہی دیکھتا ہے تو بہت سے سال و قرن گذر جاتے ہیں اور آخر ظہور ہوتا ہے کیونکہ جب استعداد قرب حاصل ہے تو غایت قرب سے اور دیکھنے کے خلاف کوئی بات رونما نہ ہوگی واقع حال ہوگی اگرچہ ان کے دیکھنے میں دیر ہوتی ہے۔ ان کا دیکھنا دلیل و حجت متین ہے۔ ایک درویش نے بارگاہ خداوندی میں اپنے مقصد دلی کو عرض کیا پردۂ غیب سے بشارت ملی کہ اس طرف توجہ سے باز رہے یہانتک کہ زمان ظہور میں دوبارہ اس کو عرض کرنا یہ معاملہ معائنہ باطن کا ہے۔ تجلی ذات جلال معائنہ و جمال معاملہ ہوتا ہے اور نتیجہ نہیں نکلتا یہ حکم صفات سلبی رکھتا ہے اور اسی سے تمام کو قیاس کرے دوسرے یہ کہ خیال و وہم کی بات معنی سے خالی ہوتی ہے اور وجود میں نہیں آتی۔ تبدیلی مزاج میں تین چیزوں سے پریشان نہیں رہتا نتیجہ بھی صاف نہیں نکلتا کہ مقام بساطت میں باہمی پریشانی ہے۔ سو چیزیں بے نشان نظر آتی ہیں دوسرے یہ کہ جب لوگ آرام کرتے

ہیں تو ہر ایک کی روح عالم جبروت کی طرف متوجہ ہوتی ہے چنانچہ پانی
دریا کی جانب رُخ کرتا ہے اور ہمیشہ بقدر قابلیت بہتا رہتا ہے۔ دیو اور
جن و ملک خبریں دیتے ہیں۔ سفلی ہے تو دیو بتاتا ہے، عالم علوی ہے
تو جن کہتا ہے اور رحمانی ہے تو فرشتہ بیان کرتا ہے۔ ہر ایک کو اپنی
اپنی حیثیت سے خبریں معلوم ہوتی ہیں۔ اگر ندرت بھی پیدا ہوتی ہے۔
توجہ دیتے وقت جو معاملہ رونما ہوتا ہے وہی کھل کر سامنے آتا ہے اگرچہ
تاخیر ہو جاتی ہے مگر تعطیل نہیں ہوتی آیۃ کریمہ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ
عَنِّیْ فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ
وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ اس میں تصدیق دین و ایمان ہے
دیگر جب کشف حقائق کے لیئے دعوت کرنا چاہے اور ان کے مبدار
و معاد کی ماہیت معلوم کرنا چاہے تو پہلے چند روز واجبی تزکیۂ نفس کرے
اور ماکولات جسمانی و روغن حیوانی اور نمک معدنی و سمندری اپنے
چاروں طرف جمع نہ کرے ورنہ نمک معدنی و اکل حلال و صدق مقال
اور صائم الدہر، قائم الیل، قلیل الطعام اور قلتہ الکلام کے ساتھ صاف
اور خالی و تاریک جگہ میں جسم و لباس و جائے نماز کی پاکیزگی کے ساتھ
مُصلّا بچھائے اور بہ نیت دعوت پیر منگل اور بدھ کو روزہ رکھے اور جمعرات
کو بوقت صبح صادق غسل کرے اور بوقت اشراق دوگانۂ شکر الوضو
ادا کرے پھر دو رکعت نفل بروح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
پھر ارواح چہار یار و عشرہ مبشرہ کو دو نفلوں کا ثواب پہنچائے اس کے
بعد حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کی روح
کی طرف کرے پھر حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور الحق و الشرع والدین

کی روح کی طرف توجہ کرے اس کے بعد جس روح درویش کی طرف توجہ کرے تو ہر ایک کے لیے دوگانہ ادا کرے اور ہر ایک کی روح کو اس کا ثواب پہنچائے اس کے بعد بتوجہ تام روبقبلہ ہو کر ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے بعدہٗ بہ نیت نصاب چار ہزار چار سو چالیس مرتبہ اور بہ نیت زکوٰۃ سات ہزار مرتبہ بہ نیت عُشر چار ہزار مرتبہ اور بہ نیت نفل نو سو مرتبہ اور بہ نیت دَور مُدّور آٹھ ہزار مرتبہ اور بہ نیت بذل بارہ ہزار مرتبہ اس کے بعد بہ نیت ختم ابجدی اعداد اسم ذات ونام خود ونام حضرت رسالت ماب کو جمع کر کے پڑھے کہ یہ جامع جمیع مراتب ہے۔ آخر کار کشف انسانی ہے۔ جب ان شرائط سے گذر جائے تو نان گرم یا شیرینی بہم کردہ یعنی ملیدہ بنا کر چند فقیروں کو کھلائے اور بے ضرورت چند جانوروں کو خرید کر آزاد کردے اور کشف کے لیے جس رتبہ کو چاہے حاصل کرے گا اور دعوت کرے بقاعدہ خُذْ حَذْ فَ قُلْ اَنْفَا اثنائے دعوت میں ملائکہ وحقیقت آن مرتبہ جملہ سالک پر مکشوف ہو جائے گی بمنہ وکرمہ اسمائے مذکور کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے یَا رَفِیْعُ تَرَفَّعْتَ بِالرَّفْعِ وَالرَّفْعُ فِیْ رَفْعِ رَفْعِكَ یَا رَفِیْعُ یَا جَامِعُ تَجَمَّعْتَ بِالْجَمْعِ وَالْجَمْعُ فِیْ جَمْعِ جَمْعِكَ یَا جَامِعُ یَا لَطِیْفُ تَلَطَّفْتَ بِاللُّطْفِ وَاللُّطْفُ فِیْ لُطْفِ لُطْفِكَ یَا لَطِیْفُ یَا قَوِیُّ تَقَوَّیْتَ بِالْقُوَّةِ وَالْقُوَّةُ فِیْ قُوَّةِ قُوَّتِكَ یَا قَوِیُّ یَا مُذِلُّ تَذَلَّلْتَ بِالذِّلَّةِ وَالذِّلَّةُ فِیْ ذِلَّةِ ذِلَّتِكَ یَا مُذِلُّ یَا رَزَّاقُ تَرَزَّقْتَ بِالرِّزْقِ وَالرِّزْقُ فِیْ رِزْقِ رِزْقِكَ یَا رَزَّاقُ یَا عَزِیْزُ تَعَزَّزْتَ بِالْعِزَّتِ وَالْعِزَّتُ فِیْ عِزَّتِ عِزَّتِكَ یَا عَزِیْزُ یَا مُمِیْتُ تَمَیَّتَّ بِالْاِمَاتَةِ وَالْاِمَاتَةُ فِیْ اِمَاتَةِ اِمَاتَتِكَ یَا مُمِیْتُ یَا حَیُّ تَحَیَّیْتَ بِالْاِحْیَاءِ وَالْاِحْیَاءُ

فِیْ اَحْیَاءِ اِحْیَائِکَ یَا حَیُّ یَا مُحْیِیْ تَحَیَّیْتَ بِالْحَیٰوۃِ وَالْحَیٰوۃُ فِیْ حَیٰوۃِ حَیٰوتِکَ
یَا مُحْیِیْ یَا قَابِضُ تَقَبَّضْتَ بِالْقَبْضِ وَالْقَبْضُ فِیْ قَبْضِ قَبْضِکَ یَا
قَابِضُ یَا مُبِیْنُ تَبَیَّنْتَ بِالْاِبَانَتِ وَالْاِبَانَۃُ فِیْ اِبَانَۃِ اِبَانَتِکَ
یَا مُبِیْنُ یَا مُحْصِیْ تَحَصَّیْتَ بِالْاِحْصَاءِ وَالْاِحْصَاءُ فِیْ اِحْصَاءِ اِحْصَائِکَ
یَا مُحْصِیْ یَا مُصَوِّرُ تَصَوَّرْتَ بِالتَّصْوِیْرِ وَالتَّصْوِیْرُ فِیْ تَصْوِیْرِ تَصْوِیْرِکَ یَا مُصَوِّرُ
یَا نُوْرُ تَنَوَّرْتَ بِالنُّوْرِ وَالنُّوْرُ فِیْ نُوْرِ نُوْرِکَ یَا نُوْرُ یَا قَاهِرُ
تَقَهَّرْتَ بِالْقَهْرِ وَالْقَهْرُ فِیْ قَهْرِ قَهْرِکَ یَا قَاهِرُ یَا عَلِیْمُ تَعَلَّمْتَ بِالْعِلْمِ
وَالْعِلْمُ فِیْ عِلْمِ عِلْمِکَ یَا عَلِیْمُ یَا رَبُّ تَرَبَّبْتَ بِالرَّبُوْبِیَّتِ وَالرَّبُوْبِیَّتُ
فِیْ رَبُوْبِیَّتِ رَبُوْبِیَّتِکَ یَا رَبُّ یَا مُقْتَدِرُ تَقَدَّرْتَ بِالتَّقْدِیْرِ وَالتَّقْدِیْرُ
فِیْ تَقْدِیْرِ تَقْدِیْرِکَ یَا مُقْتَدِرُ یَا غَنِیُّ تَغَنَّیْتَ بِالْغِنَاءِ وَالْغِنَاءُ فِیْ
غِنَاءِ غِنَائِکَ یَا غَنِیُّ یَا شَکُوْرُ تَشَکَّرْتَ بِالشُّکْرِ وَالشُّکْرُ فِیْ
شُکْرِ شُکْرِکَ یَا شَکُوْرُ یَا مُحِیْطُ تَحَوَّطْتَ بِالْاِحَاطَۃِ وَالْاِحَاطَۃُ
فِیْ اِحَاطَۃِ اِحَاطَتِکَ یَا مُحِیْطُ یَا حَکِیْمُ تَحَکَّمْتَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْحِکْمَۃُ فِیْ
حِکْمَۃِ حِکْمَتِکَ یَا حَکِیْمُ یَا ظَاهِرُ تَظَهَّرْتَ بِالظُّهُوْرِ وَالظُّهُوْرُ فِیْ
ظُهُوْرِ ظُهُوْرِکَ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ تَبَطَّنْتَ بِالْبُطُوْنِ وَالْبُطُوْنُ
فِیْ بُطُوْنِ بُطُوْنِکَ یَا بَاطِنُ یَا اٰخِرُ تَاَخَّرْتَ بِالْاٰخِرَۃِ وَالْاٰخِرَۃُ
فِیْ اٰخِرَۃِ اٰخِرَتِکَ یَا اٰخِرُ یَا بَاعِثُ تَبَعَّثْتَ بِالْبَعْثِ وَالْبَعْثُ فِیْ
بَعْثِ بَعْثِکَ یَا بَاعِثُ یَا بَدِیْعُ تَبَدَّعْتَ بِالْبَدَائِعِ وَالْبَدَائِعُ فِیْ بَدَائِعِ
بَدَائِعِکَ یَا بَدِیْعُ دیگر اس فقیر نے بطریق مکاشفہ اس عمل کو حاصل کیا
اور ہر منزل میں اس کا ظہور ہوا۔ کل چھ درجے ہیں۔ ہر درجہ متضمن بچند
ظہور ہے ان کی مکمل تفصیل کلید مخازن میں مذکور ہے۔ قرآن مجید فرقان

حمید سے بھی چھ درجے مفہوم ہوتے ہیں کہ چھ روز سے تعبیر کیا ہے کقولہ تعالیٰ
اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ رمز ماہیت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ پردۂ عزت
و جلال میں کامل مہیا ہے اور پردۂ جمال میں حسن جمال کا ظہور ہے۔ سرًّا
و علانیۃً کمال جمال جامع چار وصف ہے۔ اور مراتب میں نورًا وعشقاً
و روحاً وعقلاً ان چار میں سے ایک دوسرے پر مقدم ہے اس لیے ان چار
سے آٹھ اسمائے الٰہی کلی کا ظہور ہوا اور بصورت اسمائے کونی وجود رونما
ہوئے اس تفصیل سے یَا سَتَّارُ یَا نُوْرُ یَا قَھَّارُ یَا قُدُّوْسُ یَا حَیُّ یَا بَاعِثُ
یَا بَدِیْعُ یَا جَامِعُ اور اٹھائیس اسمائے کونی کہ ان آٹھ اسمائے الٰہی سے ظاہر
ہوئے اس تفصیل کے ساتھ عقل کل نفس کل طبیعت کل جوہر ہبا شکل کل جسم
شش کونی تجلی اسم ستار سے ظاہر ہوا عرش وکرسی وفلک البروج وفلک
المنازل وفلک زحل وفلک مشتری وفلک مریخ وفلک شمس وفلک زہرہ
وفلک عطارد وفلک قمر مرتبۂ ملک یہ بارہ اسم تجلی اسم نور سے ہیں آیۂ کریمہ
یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اس کا مشعر ہے اور کرۂ نار
و مرتبہ جن تجلی اسم قہار سے ہے۔ کرۂ ہوا تجلی اسم قدوس سے ہے
اور کرۂ آب تجلی اسم حی سے۔ کرۂ خاک تجلی اسم باعث سے ہے۔ مو الید
ثلثہ پر تجلی اسم بدیع ہے۔ مرتبۂ انسان اور مرتبہ جامع پر تجلی اسم جامع ہے
جب سالک اٹھائیس مراتب کے کشف کا خواہاں ہو تو ان آٹھ اسما کی
بطریق مذکور دعوت کرے تو تمام مبدا و معاد اس پر منکشف ہو جائے
ظہور مراتب کے لیے ایک اسم کلی ہوتا ہے۔ دیگر جو چیزیں اس رتبہ سے
ظاہر ہوتی ہیں ان کے ہر جزء پر ایک اسم کا ظہور ہے اور ظہور اسم کلی جلال

عظمت و جمال کبریا سے ہے۔ دوسرے اسماء کا ظہور اسی اسم کل سے ہے اور ہر حقیقت حسن پر اسم افعالی سے۔ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔
بیقین کامل۔ دیگر یہ جب درویش سات سال کا تھا اس وقت اس میں آیا اور جب نو سال کا ہوا تو معرفت حاصل ہو گئی اور پندرہ سال کا ہو گیا تو تو دوسروں کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور بائیس سال کی عمر میں معراج ہو گئی اور پچیس سال کا ہو کر طالبوں کو اپنی مثل بنانے لگا اور جب تینتیس سال کا ہوا تو مرجع خاص وعام ہو گیا اور مقتدا اور امام بننے کی صورت پیدا ہوئی۔ جب چالیس سال کا ہوا تو بادشاہوں سے مخالفت کی بنا پر سفر اختیار کیا اور ولایت گجرات میں آ گیا۔ یہ اوراد قلعہ جانپانیر میں نہایت اختصار کے ساتھ لکھے جو جامع جمیع فوائد ہیں اور سفر و حضر میں یکساں کام آنے والے ہیں یہ کتاب ایسی مختصر و جامع ہے کہ اس کے علاوہ دوسری کتاب کی ضرورت نہ ہو گی اس کتاب کے لکھتے وقت اس فقیر کی عمر تینتالیس سال کی تھی اور اس فقیر کی پیدائش سات رجب بروز جمعہ نماز جمعہ کے وقت ۹۰۶ھ میں ہوئی۔ اور یہ کتاب ۹۴۹ھ میں لکھی گئی۔ اور جو واقعات عالم وحالات باطن اس کے علاوہ تھے انہیں طوالت کے باعث تحریر نہیں کیا

نواں درجہ: تصحیح خلافت و ارادت اور تعلیم آداب مشیخت و شناخت پیر و مرید اور مسائل طریقت ملت کے بیان میں ہے

اور اس میں تصحیح سلاسل ظاہری و باطنی اور بیان معراج بھی ہے۔ جب

سالک آٹھ درجوں سے گذر کر ان مراتب تک پہنچتا ہے تو اس کو اپنی انتہا ابتدا معلوم ہوگی اور طریقۂ امامت واقتدا صحیح ہو جائے گا اور ارشاد و بیعت و خلافت و سندِ خلافت و سندِ بیعت و سلسلہ بھی درست رہے گا۔ مُرید ہونے اور مُرید کرنے کے آداب، حقیقت بیعت، انتخاب شیخ کے اصول اور اس کی محبت میں بے قرار رہنے کے اسباب کو مفصل ذکر کیا جائے گا۔ تاکہ سالک کو واقفیت حاصل ہو سکے۔

واضح ہو کہ پہلے حق تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ولایت کا ظہور ہوا اور ہر ولی اس لباس ولایت میں ملبوس ہو کر عالم وجود میں آیا وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ عالم ارواح میں پس پردۂ غیب ارواح مثالی جسمانی شکل و صورت اختیار کر کے خاص فیض نُبُوّت حاصل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ اور اس فیض مخفی کی تجلیات کو عیاں کر دیا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا کا ظہور ہوا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کا تقرر کر کے عدم سے وجودِ ہستی عطا کیا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اس کی شان میں وارد ہوا اور روحانیت بصورت انسانیت فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اس میں ودیعت کی۔ ولایت مجردہ کو ہزار صد ہزار صورتیں عطا کیں۔ عالم غیب و شہادت نمایاں ہوئے لوازمۂ باطن جو بھی تھا بفیض ابوالارواح تمام ارواح اس کے حصول سے مشرف ہوئیں اور مجسم ہونے کا انتظار کرنے لگیں تو اُسی روح الارواح نے سب سے پہلے لباس جسمانی پہنا اور ابوالاجساد کا نام پایا رُوح مجسم ہو گئی ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا لاتمیز فیھا بعدہ۔ خالق کائنات نے تمام مخلوق کو خلعت جسمانی سے سرفراز کیا۔ کون و مکان آراستہ ہو گئے

كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا دونوں شاخیں ظاہر ہوئیں اور ملک وملکوت کا نام پڑا۔ فایض ومفیض بن گئے۔ غیب وشہادت نے آرام پایا۔ وجوب و امکان آراستہ ہوئے۔ حضرت وجوب محض ولایت ہے اور امکان ارتسام فیض ولایت۔ اگر لباس شہادت میں معرفت حاصل ہو جائے تو عارف دریائے محیط میں خود کو پہچان لے چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

بیت مردمی باید کہ باشد شہ شناس
تا بہ بیند شاہ را در ہر لباس

اگر نہ پہچانے تو محروم رہے اور اس کی پیدائش بے سود رہے اور محجوبیت کے پردوں میں ابدالاباد تک رہے۔ برائے تعلیماً للخلق۔ حق تعالیٰ کے جلوے کہاں سے کہاں تک عیاں ہوئے۔ پھر کیا فرمایا انا احمد بلا میم برائے ہدایت خلق لباس بشریت پہنا اور شیوۂ رسالت اختیار کر کے ہر زمانے میں آیا۔ امر ونہی کی خبر دی، ماہیت ذات وصفات خلق پر عیاں کی اور فیض باطن اس کا ایسا مفیض ہوا کہ ہر طبقہ اور ہر قوم میں ہزار دں نبی پیدا فرمائے اور ہر نبی نے اپنی قوم کی رہنمائی کی اور ان کو اپنی اُمت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو کمند عشق سے اپنی جانب کھینچتا ہے اس کے بعد راہ سلوک دکھاتا ہے۔ جس نے جس حال میں سبقت کی تو اس دور کے احکام آثار کو پالیا پس اُس پر نبوت صادق آئی۔ اس کا پہلا قدم جذبۂ عشق الٰہی اور دوسرا قدم سلوک کا ہوتا ہے جب تک اس کو عطایائے ولایت نہیں ملتیں مُطاع نبوت نہیں ہوتا اَلْوِلَايَةُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّةِ کا اشارہ اسی خاص ولایت کے ساتھ ہے اور مرتبۂ نبوت کا حصول اسی ولایت خاص پر موقوف ہے۔ جس دور میں نبوت رہی تو جسے حق تعالیٰ نے چاہا اسے

ولایت خاص سے سرفراز کر کے نبی بنا دیا کیونکہ خاتم النبیین پردہ غیب لاریب میں تھے. جہاں نبی آیا وہاں اس نے اپنی شریعت پر خود بھی عمل کیا اور اپنی امت سے بھی کرایا جیسے مجتہد اپنے اجتہاد پر چلتا ہے ایسے ہی انبیاء کو اپنی شریعت کے احکام جاری کرنے کا اختیار کلی ہوتا ہے. ان کے اور مجتہد کے درمیان صرف یہی فرق ہے کہ مجتہد کے اجتہاد میں احتمال خطا ہے اور نبی کا ہر حکم کمال صواب پر مبنی ہے کیونکہ خطا ان کی شایان شان نہیں اُن سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے وہ فیض ولایت سے ظہور میں آتا ہے اور بے ولایت نبوت نہیں ملتی. لیکن مجتہد جو کہتا ہے وہ لفظ کے معنی لغت سے سمجھتا ہے اور نبی لفظ میں معنی پیدا کرتا ہے. پس یہ بڑا فرق ہے مجتہد اور نبی میں. بغیر نبوت کے ولی ہو جاتا ہے اور ولی بغیر ولایت کے نبی نہیں ہوتا. ایک رکن ولایت کے بغیر ولایت کا وجود نہیں ہوتا اسی طرح شریعت پر عمل کیے بغیر کوئی فائدہ نہیں ہوتا. جب تک حضرت رسالتماب کا ظہور نہیں ہوا تھا اس دور میں بھی اولیاء تھے ہمیں ان کا اور ان کے مراتب کا یقین کامل ہے. چنانچہ عبدالرحمٰن و عبدالرحیم اور قطب و غوث و نقباد و نجبا، ابدال دلواتاد وغیرہ تمام اولیاء خفیہ طریقہ سے موجود تھے اور ان کے کمالات ظاہر تھے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک روز حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے مجمع میں تشریف فرما تھے حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ولی کو کیسے پہچانا جائے حضور نے جواب میں حکایۃ عن اللہ فرمایا اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا یا رسول اللہ بات سمجھ میں نہیں آئی تو آنحضرت نے ارشاد فرمایا اَلْوَلِیُّ یَعْرِفُ الْوَلِیَّ پھر حضرت

علی نے عرض کیا ان کے احوال کیا ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اور ہمیشہ اپنے اوقات عزت میں عزیز ہیں اس سے زیادہ کچھ بیان نہیں کرنا چاہیئے اور کوئی نشانی نہیں بتائی جا سکتی۔ اس کے بعد آنے والے دور میں اولیا ظاہر ہو جائیں گے۔ دیگر یہ بھی سنو کہ جب تک دورِ نبوت تھا۔ انبیاء آتے رہے اس کے بعد جب خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں جلوہ گر ہوئے تو آپ کی ذاتِ گرامی سے ایوانِ نبوت کی تکمیل ہو گئی اور قیامت تک کے لیے انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ کے بعد اب کوئی اور نبی ہو کر نہیں آ سکتا البتہ نائب رسول اور امتی ہونے کی حیثیت سے علماء و اولیاء کی آمد کا سلسلہ برابر قیامت تک جاری رہے گا۔ شجرۂ متین کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ شجرہ سے ذاتِ رسول مراد ہے اور کلمہ طیبہ سے دین رسول مراد ہے اور اصلها ثابت سے اس کی حقیقت و ماہیت اور اس کی ذات کا شعور وفرعها فی السماء اس کا ظہور علوی وسفلی ہے وہ ہر حسن میں ظاہر ہوا اور ہر حال میں پردۂ غیب سے اُس نے فیض پہنچایا، ولایت کو اپنے رنگ میں رنگ دیا اور خود ہی صورت و معنی میں رابطہ ہو گیا اور ہماری جانب پہلے اس نے دائرۂ انبیاء بنایا اور پھر آخر میں ہماری طرف دروازۂ ولایت کھول دیا اور عام و خاص کا اس سے گذر ہوا فیوض ربانی کے نہایت جامع اور عظیم ترین خزانے ولایت مطلق و ولایت خاص کے ہیں جو شریعت کی حدود میں

ہیں. ہر خاص و عام کو ولایت سے فیض ہے مگر بے پردہ ظاہر نہیں ہوتا اسی
لیے اُس پر شریعت کا پردہ ڈال دیا. معرفت کے دو دروازے ہیں. دروازۂ
ظاہر سے شریعت میں کمال حاصل ہوتا ہے اور دروازۂ باطن سے کمال
ولایت ملتا ہے. فیض بے پردہ ظاہر نہیں ہوتا اگر اس پر پردہ نہ ہو تو گرد و
غبار کی طرح منتشر ہوتا رہتا ہے. ولایت کیا چیز ہے وہ ایسی چیز ہے جس
سے ظہور حاصل کر کے ظاہر و مظاہر ہو جائے. ولایت اکثر جہاں نمودار
ہوتی ہے کتنوں کو خدا تک پہنچا دیتی ہے. اب ولایت و نبوت ایک
قید میں مقید ہو کر ایک جسم ہو جاتی ہے جو جامع ہے تین چیزوں کا ولایت
مطلق، ولایت خاص اور شریعت اعظم. جب تک یہ تینوں ایک نہیں
ہوتیں نقصان پیدا ہوتا ہے. جب ولایت مطلق میں جاتا ہے تو وہاں قید
نہیں ہے حجت متین وہاں کہاں ہوگی اور جب شریعت میں مجرّد رہتا
ہے تو وہ ایک پوست ہے مغز نہیں بن سکتی لیکن مغز بلی پوست نہیں
ہوتا. سالک جب ولایت خاص کو اختیار کرنا چاہے تو وہ مشکل ہے.
کیونکہ ولایت خاص نے صورت اشخاص اختیار کی ہے اور اس کا لوازمہ
وحدت ہے اس کا زینہ حضرت علی ہیں اور اس کے خاتم ولایت امام
مہدی ہیں اور خاتم ولایت مطلق و شریعت مطلق حضرت مسیحا ہیں پھر یہ
بھی سُنو کہ مسیحا چلا جائے تو بھی اس کا فیض اسی طرح جاری رہتا ہے اور
اصل مدعا حاصل ہوتا ہے تقلید ولایت کی طرف سب کی توجہ ضروری ہے
اور ولی کو شرف تین فعلوں سے حاصل ہوتا ہے. ایک یہ کہ شریعت محمدیہ
پر برابر عمل کرتا ہے اور اس کے احکام کو نہایت ادب سے قبول کرے تو
اس سے اس کا ظاہر آراستہ ہو دوسرے یہ کہ ولایت خاص میں استحقاق

ظاہر کرے کہ یہ تعین و تجلی اوّل ہے جو دوسری امتوں کے مقابلہ میں زیادہ اولویت رکھتی ہے۔ تیسری ولایت مطلق کہ تقید وحدت میں ہے اور اسی سے پیدا ہو کر ظہور حاصل کرتی ہے۔ جس نے ان تینوں فیوض کے ساتھ تربیت حاصل کی وہ ضرور تکمیل کلی پا کر وارث مصطفٰی علیہ السلام ہو جائے گا اور جامع شریعت و ولایت ہو جائے گا اور آنحضرت کے نقش قدم پر چلے گا۔ فیض ولایت مطلق، ولایت خاص بارگاہ رسالتماب سے براہِ راست حاصل ہوگا اور درمیان سے حجابات اٹھ جائیں گے کوئی پردہ نہ رہے گا۔ طالب کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو کسی مرشد کامل کے سپرد کرے کہ اس کے وسیلہ سے خود بھی مستحق ولایت ہو جائے اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ فرمایا ہے اور عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کا ارشاد اس کی روشن دلیل ہے۔ اگر آدمی شریعت کے اتباع میں راسخ ہے اور طریقت سے بے خبر ہے تو کیا فائدہ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین محض دریافت ولایت کا نام ہے۔ ہر مسلم و مسلمہ پر اس کی تعلیم فرض عین ہے تاکہ رشتۂ ولایت سے خود کو وابستہ کر کے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرے اور باطن کو نورِ معرفت سے منور بنائے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہری و باطنی معاملات کے عظیم ترین اسرار شایان شان طریقہ سے بیان فرما دیئے اور اس سے خود عہدہ برآ ہو کر اب یہ ذمہ داریاں دوسروں کے حوالے کر دیں۔ اس طرح، رشد و ہدایت باطنی کا یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا اور قیامت تک مشائخ طریقت اس راہ پر گامزن رہیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کی روشنی میں راہ راست

سے ادھر اُدھر بھٹکنے اور بہکنے سے محفوظ رہیں گے اور دوسروں کو
بھی اسی راہ راست پر چلاتے رہیں گے نحن الاخرون السابقون سالکان
طریقت اس راہ میں آگے بڑھتے رہیں گے۔ سند طریقت کو رفعت بخشی
اور خلافت خلفائے راشدین کو عطا فرمائی خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حکومت اسلامی کے پرچم کو لہرایا اور احکام
شریعت کو سربلند کیا لیکن آپ نے کسی کو باطن کی کوئی خبر نہ دی اور
نہ کوئی علامت بتائی۔ دوسروں کو احکام ظاہر یعنی شریعت کے احکام کا
پابند بنایا اور خود باطن میں مستغرق ہو گئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کہ مُردہ کو راستہ میں چلتا ہوا دیکھنے کا خواہشمند
ہو تو وہ ابوبکر کو دیکھ لے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلٰی
وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ حضرت ابوبکر نے یاد
حق میں اپنے ذات کو ایسا فنا کیا تھا کہ حق تعالیٰ کی طرف بقا عطا ہوئی کہ حضور
نے فرمایا لَوْ تُوَازَنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ اِیْمَانِ اُمَّتِیْ لَرَجَحَ یعنی اگر ابوبکر کے
ایمان کا تمام امت کے ایمان سے موازنہ کیا جائے تو آپ کا ایمان سب پر غالب
رہے۔ آپ ولایت کے اس درجۂ کمال پر فائز تھے کہ کوئی دوسرا ولی وہاں
نہیں پہنچ سکتا لیکن سلسلۂ طریقت کو جاری نہ کیا صرف ایک سلسلہ ولایت
آپ سے ظہور میں آیا آپ کو ظاہری حکومت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے
بہت کم مہلت ملی لیکن پھر بھی باطن کی طرف متوجہ رہتے اور خلق سے رو
پوش رہتے تھے اس کے بعد خلافت عدالت حضرت امیر المومنین خلیفہ دوم
عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے عدل وانصاف کی حکومت کی
اور خود آپ نے جو باطنی نسبت اور فیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا

اس کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھا اس میں سے کسی کو کوئی حصہ نہیں
دیا. تکمیل مدارج کی منزل پر پہنچ کر ظاہر سے باطن کی طرف توجہ دی اور
سب سے روپوشی اختیار کی اس کے بعد خلافت خلیفۂ سوم ذوالنورین امیر
المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو ملی آپ نے تمام قرآنی آیات
کو مختلف حضرات سے مہیا کر کے یکجائی طور پر کتابی شکل میں جمع کر کے قرآن
کو صحیح طور سے ترتیب دیا اس لیے آپ اس عظیم کارنامہ کی وجہ سے جامع القرآن
ہو گئے کچھ عرصہ تک آپ نے حکومت کی اس کے بعد خوارج کا غلبہ ہوا اور بڑی
بیدردی سے آپ کو تلاوت قرآن کرتے ہوئے شہید کر دیا اس کے بعد خلیفہ
چہارم امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو خلافت و حکومت ولایت و شریعت
و معرفت ملی. آپ نے احیاء سلاسل کیا اور دلوں کو بمقدار مراتب زندہ کیا.
اور پرچم محمدی کو سربلند کیا، شریعت محمدی کو زینت بخشی اور ولایت
محمدی کو جِلا دی سلسلۂ ولایت کو جاری کیا اور ماہیت بدایت و نہایت
خواص پر ظاہر کی اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا کی حدیث آپ
کے لیے وارد ہوئی راہ ولایت جاری ہوئی اور دروازۂ نبوت بند ہو گیا.
ذوالی ولی حضرت علی ولی خاص کی صورت میں ظاہر ہوئے. آپ نے ہر
ولی کو ولایت مطلق و مقید سے باخبر و روشناس کیا. اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ نے جب استعداد استقامت عطا کی اور آپس میں ایک دوسرے
کے ساتھ سلسلۂ محبت قائم کر دیا. فیض حقیقت کو عام کر دیا اور طالبان ملت
کو راہ ہدایت دکھائی ظہور و بطون حضرت رسالتمآب و حضرت علی ایک قبیل
سے ہیں. واضح ہو کہ ایک قابلیت آپ سے استعداد ظاہر کی ظہور میں آئی
اور ایک نبوت کی دوسری ولایت یک جسم دو اسم اور ایک گوشت دو صورت

کی عیاں ہوئی۔ ایک ماہیت دیگر بیان۔ ایک راہ دیگر راہبر ایک تخم سے دو شاخیں ظاہر ہوئیں کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد وہ دو شہسوار صحرا میں حاضر ہوئے گیند آگئے ڈال کر گیند بلا کھیلنے لگے ان میں سے ایک وہیں رہا دوسرا اس کے پیچھے گیا اور وہ پیشوائے عالم ہو گیا اور سردار اولیا بن گیا۔ وائق ولایت ہو کر لائق ولایت و معلم علم ظاہری و باطنی ہوا۔ جس نے اس سے تعلیم حاصل نہ کی وہ بے فیض رہا الناس عالم و متعلم و سائر الناس کالمہج ایک جماعت کو دفتر خانۂ ظاہری عطا فرمایا اور دوسری جماعت کو معرفت خانہ محبت بخشی۔ وہ اہل ولایت ہو گئے حضرت علی نے سلسلۂ ولایت ان چار حضرات کو عطا کیا۔ حضرت حسن و حسین و کمیل ابن زیاد اور خواجہ حسن بصری کو۔ حضرت حسن کو خلافت حکومت و ولایت عطا ہوئی یہ کسی اور کو نہ دی اس کے بعد خلافت سلطنت ولایت حضرت حسین کو ملی۔ آپ نے ان دونوں کی تربیت اپنے صاحبزادوں کو دی اور شعار ظاہری و باطنی کے اعتبار سے ان کی رہنمائی کی۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق سے یہ سلسلۂ ولایت سب میں پھیل گیا۔ اس کے بعد یہ ذکر کیا جائے گا کہ خلافت ولایت حضرت خواجہ کمیل ابن زیاد کو ملی تھی۔ فیض ولایت سے آپ کے سلسلہ میں داخل ہو کر کتنے حضرات نے فیض حاصل کیا یہ بات بالکل واضح ہے اس کے بعد خلافت ولایت حضرت خواجہ حسن بصری کو ملی جو ایک شجرہ متین ہیں چنانچہ یہ درخت بہت پھولا پھلا اور اس کے بیج پھول پھل ٹہنیاں اور پتے ظاہر ہوئے اور مشاہدہ میں آئے اس زنجیر کی تمام کڑیاں برابر آپس میں ملتی چلی گئیں از روئے ارادت و خلافت و نعمت و بیعت و ارادت ولایت مطلق و مقید و تصنیف شریعت تمام بار کو اٹھایا اور اس سے ثمرہ

حاصل کیا۔ جو اس رشتہ لولایت میں پر دیا نہ گیا وہ بے پر وئے ہونے کے باعث اس سے الگ رہا گویا ثُلثِ اسلام جو کہ شریعت ہے اس پر صادق آیا اور دو ثُلث سے محروم رہا جو کہ ولایت حضرت رسالت اور مطلق ہے۔ لیکن شریعت پر عمل کرنے سے اصل مُدّعا حصول طریقت ہے اور طریقت سے معرفت حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ جب ایسا نہیں ہوتا تو ان میں سے کسی سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ پس ہر مرد و عورت کا یہ فرض ہے کہ صحیح سلسلہ میں جو خلافت مع نعمت ارادت کا حامل ہو ایسی ہستی کے سلسلہ میں داخل ہو کر خود کو اس میں منسلک کرے اور اس سے بیعت کرے مَنْ لَّمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہُ الشَّیْطَانُ کے رُتبہ سے گریز کرے۔ چنانچہ ایک بزرگ نے فرمایا۔ بیت

ہر کہ را پیرے نباشد پیر او شیطان بود
خواجگی بے پیر بودن کار نادانان بود

آئندہ خلافت وارادت کا ذکر اکثر آئے گا۔ یہ واضح ہو کہ ولایت مطلق مثل بارش کے ہے اور خاص و عام کو قطروں سے نسبت ہے۔ جب زمین بارش کے پانی سے سیراب ہو کر خوب تر ہو جاتی ہے تو پھر وہ تمام قطرات جمع ہو کر بہتے ہوئے نا ودان اور میدانوں سے گذرتے ہوئے نہروں اور دریاؤں میں جا پہنچتے ہیں۔ اور دریا ان کو دریائے محیط میں پہنچا دیتے ہیں تو اپنی ماہیت میں جا کر پھر وہی ہو جاتے ہیں۔ جب وہ تفریح کے لیے وہاں سے نکلنا چاہتے ہیں تو بھاپ بن کر نکلتے ہیں اور بادل ہو کر پھر بوندوں اور قطروں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ دورِ واحد بمرکز واحد جب قطرہ اپنے آپ کو تھوڑے سے پانی تک پہنچاتا ہے تو وہ اپنی جگہ یعنی طہارت

کے ساتھ باقی نہیں رہتا گندہ ہو جاتا ہے۔ پتھر اور مٹی کے ڈھیلوں سے خشک ہو جاتا ہے۔ اس میں تری اور پانی نہیں رہتا۔ دونوں فنا ہو جاتے ہیں اور کل اس اس سے مواخذہ ہو گا تو جواب دینا مشکل ہو گا جو شخص احکام شریعت سے واقف ہے اور آثار طریقت وحقیقت میں واثق وراسخ ہے وہ ولایت مطلق ومقید میں بیعت پسند کرے گا اور اَدْرَادَةُ تَرْكُ الْعَادَاتِ پر نظر رکھے گا ہر مسلمان اپنی نسبت ایک شیخ سے بیان کرتا ہے اور اس کی نسبت ولایت مطلق خاص وابستہ ہوتی ہے چنانچہ نہر اور دریائے محیط دونوں میں ایک ہی چیز یعنی پانی ہے۔ یہ اس لیے کہا گیا تاکہ طالب سعادتمند کو صاف طور سے یہ معلوم ہو جائے کہ اصل خلافت ایک ہی سلسلہ کی تصحیح یافتہ ہو تو اس کا بار امانت اٹھانے کا بیان آخر میں آئے گا۔ حضرت سید الطائفہ ابو القاسم خواجہ جنید بغدادی کے دور میں درویشوں کے لباس کے چار صفتوں سے نام رکھے گئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا بیان کیا جائے گا۔ منجملہ ان کے ایک طریق ولایت کامل ہے جس کو کمال حاصل ہے اس کو آخر میں بیان کیا جائے گا۔ اب ہر لباس و ہر طریقہ جس کا نام خلافت ہے اور اس کا سلسلہ جاری ہے کہتے ہیں کہ سالک اس پر یک بیک چلتا ہے اس کی مقبولیت کو بیان کیا جائے گا اس کے جو چیز کہ حق وصحیح ہے اس کی تصحیح کرنا پڑے گی۔

شیخ پہلے غور کرے کہ جامۂ خلافت کس کو دیا جائے اور کس کو نہ دیا جائے۔ کون اس کا اہل ہے اور کون نااہل۔ فقراء بادشاہان باذل وعالم و فاضل اور عابد وعامل وعادل ہوتے ہیں وہ کسی کی خواہش کو رد نہیں کرتے وہ جس کو دیکھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ اس کو اپنے جیسا بنالیں وہ وارث نبی اور سراپا رحمت ہیں پھر بھی اس وقت انہیں چاہیے کہ صرف بیعت

ومعرفت حق کی ہر ایک کو دعوت دیں اور یہ کوشش کریں کہ اُس کو ان سے
محبت پیدا ہو اور ان کے افعال کو اختیار کرکے ان کے رنگ میں رنگ جائے
اور ہر حال میں پیر کی طرف متوجہ رہے اگر کوئی مرید شایانِ معرفت ہو تو بیعت
کے بعد اس کیلئے دروازۂ معرفت کھول دیں اور جو مُریداس کے لائق نہ ہو
تو صرف بیعت پر اکتفا کریں جیسا کہ حضرت رسالتماب نے دعوت اسلام سب
کو دی۔ اور صوفی کہ امام وقت ہوتا ہے اور مقتدائے عصر۔ وہ ہر ایک کو
باخبر کرے اور ایسا روحانی جذبہ پیدا کرے کہ ہر شخص سلسلۂ ولایتِ محمدی
میں مُنسلک ہو جائے تاکہ اس کا اسلام قوی ہو اور حصۂ باطنی حاصل کرے اگر
کسی کو نسبت حاصل نہیں تھی تو اب یہ پیر اس کا وسیلۂ وصول الی اللہ بن جائے
گا۔ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ اس شریعت کا فائدہ یہ ہے کہ خدا و رسول کو
پہچان لیتا ہے۔ اس معنی میں جن لوگوں نے شریعت کا بار اٹھایا وہ مسلمان ہو
ہو گئے بشریعت استحکام ظاہری کے لیے ہے اور مدعائے باطن فیض
ولایت ہے اس کے بغیر بھی حقیقت اسلام و ماہیت شریعت سمجھ میں آتی
ہے قرآن قدیم ہے۔ حادث و مخلوق نہیں ہمارا اس کو لکھنا پڑھنا حفظ کرنا
حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا یا حفظ کیا وہ قدیم ہے۔ خلق قرآن کے قائل
کو امام اعظم و دیگر ائمہ و صحابہ نے کافر کہا ہے اور حق تعالیٰ کے کلام نفسی
سے فیض کامل حاصل نہیں ہوتا جب تک ولایت کا حصہ نہ ملے اس لیے
ہر شخص کا فرض ہے کہ ولایت حقیقی کو جانے۔ بعض متعلمین جو استاد
شریعت ہیں خود کو مشائخ کے سپرد نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو صرف
شریعت کافی ہے مگر انہوں نے اس بات کو اچھی طرح نہیں سمجھا جب کہ وہ
خود کہتے ہیں کہ شریعت ایمان کا پوست اور پوست کبھی مغز نہیں بن سکتا

کیونکہ پوست کو بغیر مغز وجود حاصل نہیں ہوتا تو پھر ان کو یہی کہنا چاہیے کہ مغز
بے پوست نہیں ہو سکتا چاہیے تجھے اپنی آنکھ سے نظر نہ آئے مگر پوست کسی
طرح مغز نہیں ہو سکتا تا آنکہ مرتبہ مغز میں نہ پہنچے اور فائدہ پوست نہ حاصل ہو
اگر اس بات میں راسخ نہ ہو تو بے مغز پوست بیکار رہ جائے البتہ خود کو ولایت
مرد کامل کے ساتھ وابستہ کر دے کہ اس وقت دین ہے اور جب یہی
کہیں کہ اس زمانہ میں کوئی فقیر نہیں رہا تو یہ بات اُن کے مُنہ سے اس غلط
دعوے کے مطابق نکلتی ہے ورنہ کسی وقت بھی درحقیقت دُنیا ولایت ولی سے
خالی نہیں۔ اگر خالی ہو جائے تو حکمت حق فوت ہو جائے اور دوسری ہی کیفیت
ہو جائے اس کا وہم گمان بھی نہیں ہو سکتا جب مرشد کامل کی تلاش ہو تو مشائخ کو
مشائخ کی زبان سے سمجھے۔ اُن کے اطوار پہ نظر نہ ڈالے اُن کے حال پر توجہ
دے کہ کہاں سے کہاں پہنچے ہیں اور کون سی منزل کی خبر دے رہے ہیں۔
جب سلسلہ حقیقت کے ساتھ صحیح ہو جاتا ہے تو خبر ولایت دیتے ہیں اور
طریقت تنزلات و ترقیات کا کشف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مشائخ کو
کوا امیہ کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ ان کا انکار نہیں کرتے اور اگر
کرتے ہیں تو حقیقت میں تنقیص رکھتے ہیں۔ جب ایسا شخص نہ ہو تو پھر کسی
ایسے بزرگ سے بیعت ہو جائے جس کا سلسلہ صحیح ہو اور قدرے فیض
ولایت تک اس کی رسائی ہو کیونکہ زنجیر ولایت کی تمام کڑیاں آپس میں ملی
ہوئی ہوتی ہیں اور جس طرح ہو سکے مستحق ولایت مصطفٰے علیہ السلام ہو جائے
ولایت کی تعریف حق تعالیٰ نے کس طرح کی ہے اور رسول علیہ السلام
پر کن کلمات میں وحی نازل ہوئی۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ
نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ کَاَنَّهَا

كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى
نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ترجمہ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور
کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس
میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت
والے درخت زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل
بھڑک اُٹھے اگرچہ اُسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ
بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور
اللہ سب کچھ جانتا ہے تفسیر صوفیانہ یعنی حق تعالیٰ آسمان و زمین کا آراستہ کرنے
والا ہے اور اُس کے اپنے نور ولایت کی مثال آسمان و زمین کے درمیان
ایسی ہے جیسے طاقچہ کہ اس میں انواع و اقسام کی روشنی ہو رہی ہے اور وہ
روشنی وجود انسان میں کہ زجاجہ سے تعبیر ہے ظہور پذیر ہے اور وہ زجاجہ
تجلیٔ اسمائے ذاتی و صفاتی سے منور و متجلی ہے اور وہ حقیقت انسان جو کہ
شجرۂ متین ہے اور تمام نسبت اُسی سے ہے اور وہ کسی سے منسوب نہیں خود
ہی روشن ہے اور قریب ہے کہ اس کا روحانی تیل خود بھڑک جائے اگرچہ اُسے
آگ نہ چھوئے۔ ولایت مقید کا سلسلہ ولایت مطلق تک پہنچ گیا تو اس میں روشنی
ہو گئی۔ خدائے تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُسے اپنے نور کی طرف راہ دکھاتا ہے
اور یہ مثال مخلوق کے لیے بیان کی ہے کہ ایک کو ایک سے وابستگی ہو جائے
تاکہ دروازۂ ولایت بند نہ ہو اور اس کا ظہور شوق و رغبت سے نہیں ہوتا ہے
اور خدا تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے۔ قلب سلیم پر اس کی نظر ہے۔ انسان کو چاہیئے

کہ اپنے وجود میں دوسری ماہیت کو خود تلاش کرے۔ جب انسان اپنی ماہیت
کو سمجھ لیتا ہے تو اپنے وجود کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو عبارت ہے زمین
و آسمان سے اور طاقچہ کی طرح ہے اور اس میں چراغ ہے زجاجہ کے اندر اور
زجاجہ دل ہے اس میں چراغ رب روحی ہے۔ اس کے بارے میں حدیث
نبوی بھی وارد ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً وَفِی الْمُضْغَةِ فُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ
ضَمِیْرٌ وَ فِی الضَّمِیْرِ سِرٌّ وَ فِی السِّرِّ اَنَا یعنی جسم انسان میں ایک گوشت
کا ٹکڑا ہے جس کا نام دل ہے اس میں روشنی ہے جس کو رب روحی اور
فیض ولایت کہتے ہیں اور اس میں ضمیر ہے جس کا نام رب الارباب ہے اور
اس میں راز ہے جو اشارہ ہے بیاں ذاتی پردۂ سرادقات عزت کی طرف
اس لیے کہ کوئی اور نسبت دوسری کسی ذات کی درمیان میں نہیں ہے وفی السر
انا ذات مطلق پر مبنی ہے کیونکہ انانیت اس کیلئے لازم ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ
لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ پردۂ احدیت میں چھپا ہوا ہے اسی سے ترقی و تنزل کا
ظہور ہے اَلشَّرِیْعَةُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَةُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَةُ اَحْوَالِیْ جب
اہل شریعت حقیقت تک نہ پہنچ سکے تو ہمیشہ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا وَقَدَّمْتُ
لِحَیَاتِیْ کہا کرتا ہے اور ہرگز سرمایۂ ماہیت تک رسائی نہیں پاتا۔ جب اہل
طریقت میں شریعت نامکمل ہوتی ہے تو یہ نقصان افعالی تو ہوتا ہے۔ لیکن
تنقیص حالی نہیں ہوتی اور ملت محمدی سے دور نہیں ہوتا اور جب افعال
میں راسخ ہوتا ہے اور احوال میں واثق نہیں ہوتا تو محنت بیکار جاتی ہے کیونکہ
یہ ولایت ہے اور ولایت بغیر ولایت کے کبھی حاصل نہیں ہوتی عَرَفْتُ
رَبِّیْ وَ دَخَلْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ اس راہ پر نہ چلے کہ پوست کبھی مغز نہیں بن
سکتا اور ایک اور راز کی بات سنو کہ اہل حال جب حقیقت سے تنزل کرتا ہے

تو طریقت میں پہنچتا ہے اور جب طریقت سے تنزل کرتا ہے تو شریعت میں
پہنچتا ہے اور جب شریعت سے تنزل کرتا ہے تو ضلالت وکفر میں گر جاتا
ہے اور کفر سے نکل کر شریعت وطریقت میں آتا ہے اور عروج طریقت
سے حقیقت کی ارفع واعلیٰ منزل ملتی ہے۔ کامل غور وخوض سے کام لے اور
صحیح راستہ اختیار کرے۔ تتمہ میں جو بیان کرنا تھا وہ کر دیا الحاصل دیانت دار
وپرہیزگار شخص کا ہر عمل ہمیشہ تقویٰ وطہارت پر مبنی ہوتا ہے اور وہ صرف اپنے
اپنے نفس کی اصلاح کی فکر میں منہمک رہتا ہے آگے پیچھے دوسروں پر نظر نہیں
رکھتا وہ کسی درویش سے وابستہ ہوکر عادی طور پر راہ سلوک پر گامزن رہتا ہے۔
اکثر اوقات درویش کو اپنی نظر کے سامنے رکھتا ہے اور درویش اس کو
سینہ سے لگا کر دلجوئی کرتا ہے۔ یہ مرید کی حیثیت سے اس کی طرف توجہ کامل
رکھتا ہے اور وہ مرشد ہونے کے اعتبار سے اس کے ساتھ اظہار شفقت
کرتا ہے۔ اسی طرح جب پیر اپنے کسی مرید کو اپنا خرقہ دیتا ہے تو اس کو
خرقہ تبرک کہتے ہیں اور یہ کبھی مناسب موقع پر پہنا جاتا ہے اور کسی مرید کو
خرقہ نہیں ملتا کیونکہ وہ شایان خلافت ورہبری نہیں ہوتا اور جس کو خرقہ پوش
دیکھتے ہیں تو اہل خرقہ اس کو پیر نظر تصور کرتے ہیں اور وہ درویش اس کو اپنا
منظور نظر سمجھتا ہے ایسے آدمی کو اصطلاحِ مشائخ میں پیر نظر کہا جاتا ہے۔
ایضاً جس شخص کا تزکیۂ نفس ہو جائے اور باطن کدورت سے مصفّا ہو جائے
اُسے ہر اچھی بات اچھی معلوم ہوتی ہے قلق وجدان بھی بہت ہوتا ہے اور
اور ذکر وفکر میں متوجہ رہتا ہے اور سماع میں اکثر اوقات سبقت کرتا ہے
اور نعرے لگاتا ہے اور ہمیشہ مشائخ وتصوف وسلوک کے تذکرے انواع
واقسام کی کیفیات کو یاد کرتا ہے لیکن رتبۂ مشیخت تک نہیں پہنچتا اور

مشائخ کے احوال مشاہدہ وحضور وقبض وبسط وسیر مبدا ومعاد سے محروم رہتا ہے۔ اگر مشائخ ایسے شخص کو خرقہ عطا کردیں تو یہ خرقۂ تشبّہ کہلاتا ہے۔ اگر خلیفہ ہمیشہ لباس مشائخ میں رہے تو کوئی حرج نہیں امید ہے کہ اس کی یہ کمی دور ہو جائے اور اس بھنور سے نکل کر اہلیت کی دولت مل جائے تو پھر از سر نو پیر اس کو خرقہ تشبہ کے پہننے کا حکم دے تو یہی خرقہ خرقۂ خلافت ہو جائے۔ استحقاق خرقہ تشبہ صرف اسی قدر ہے جو ذکر ہوا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ایضاً ایسا بزرگ جو اہل خلافت واہل ولایت ہو اور تمام لوگ اسے اپنا امام و مقتدا سمجھتے ہوں اور پیشوائے قوم بن چکا ہو ایسے بزرگ کا اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ اگر وصال ہو گیا ہے اور اس نے اپنے چند فرزند چھوڑے ہیں لیکن ان میں کسی نے کوئی روحانیت یا ولایت کا حصہ نہ پایا اور تیسرے روز بعد فاتحہ سوم اکابر شہر نے جمع ہو کر ان میں سے کسی کو اس کا جانشین بنا دیا اور خرقہ وجبّہ و دستار پہنا دیا تو وہ وارث دولت ومکان ہو کر مسند نشین ہو گیا لیکن وہ اس کا حقیقی وارث نہیں ہوا۔ وارث حقیقی تو وہی ہے جس کو اس کے والد بزرگوار نے اپنی حیات میں نسبت ولایت کی راہ دکھائی ہو اور ارشاد علم ومعرفت کا نور اس کے دل کو روشن کر چکا ہو اور اس کامیابی کے بعد خلافت سلسلہ اپنے سامنے عطا کی ہو صرف تیسرے روز کی خرقہ پوشی کے بعد کسی کو بیعت کرنا اور خلافت دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر ارشاد کی چند باتیں بزرگوں کی کتابوں سے یاد کر کے ہدایت کا سلسلہ شروع کر دے تو کسی پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ جو ایسے آدمی سے بیعت ہو جائے گا وہ آخر افسردہ و درماندہ ہو کر بیعت فسخ کر دے گا۔ ایضاً جو بزرگ اہل اللہ میں سے ہو اور اس کی اہلیت سے بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہو اور اس دور

کا مقتدا و مرشد مشہور ہو، اقوال و افعال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں راسخ ہو ایسے بزرگ کو اپنے انتقال کی پہلے ہی قدرت کی طرف سے خبر ہو جائے اور اس کے چند فرزند ہوں تو ان میں سے جس کو اس قابل دیکھا ولایت میں برگزیدہ بنا دیا اگرچہ منصب کے سمجھنے کی کامل استعداد نہ ہو تاہم خلافت اس پر صادق آئے گی اور اس کی خلافت والد کی روحانیت و ولایت کی مدد سے مکمل ہو جائے گی شریعت میں راسخ ہو کر ولایت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس دور کے مشائخ بھی اپنے سامنے تربیت دے کر اس کو کمال سے آراستہ کر دیں گے تو پھر وہ ان مشائخ کے بعد دوسروں کو بیعت کرنے کے لائق ہو جائے گا وہ کبھی یہ خیال دل میں نہ لائے کہ میری بزرگی والد کو ناگوار ہوگی کیونکہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی ترقی سے ناخوش نہیں ہوتا بلکہ اپنی اولاد کی عزت اپنے سے زیادہ ہونے کا خواہاں رہتا ہے۔ بعض لوگ بیوقوفی سے اور اپنی بزدلی سے ریاضت کی مشقت کو برداشت نہیں کرتے اور دوسروں پر اپنی یہ کمزوری تو ظاہر نہیں کرتے بلکہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم نے راہ سلوک میں اس لیے قدم نہیں رکھا کہ ہمارے پیر و مرشد اور والد بزرگوار اس سے ناراض ہو جائیں گے آیۂ کریمہ اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰی اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰی اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ اگر ایسا ہوتا تو دین ابراہیم و موسٰی و عیسٰی حضرت رسالتماب کی آمد پر منسوخ نہ ہوتا اور دین محمدی کا ظہور نہ ہوتا۔ انبیاء جاتے اور آتے رہے۔ دینی امانتیں ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہیں۔ روحانی اقتدار یکے با دیگرے تفویض ہوتے رہے لیکن کسی کو کوئی ناگواری پیدا نہ ہوئی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کا ارشاد قائم رہا۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اُن میں سے کسی ایک کا انکار یا ادنیٰ توہین کفر ہے۔ اسی طرح ہر دور میں ہر ولی کی ولایت مقبول و مُسلّم ہے۔

ایضاً بعض لوگ ولایت کی عزت خاک میں ملانے کے لیے نااہلوں سے بیعت ہو کر خرقۂ خلافت پہن لیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ نااہل اس حکمت سے کام لیتے ہیں کہ سلسلہ کے کسی بزرگ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اس نے یہ کہا ہے کہ جو ہماری قبر کا مرید ہو جائے اور جس سے ہمارے نام پر بیعت ہو جائے میں نے اس کو قبول کیا یہ بات درست نہیں ہے۔ حیات پیر اور مرید کا اس تک پہنچنا شرط ہے کیونکہ یہ لوازم بشریت سے ہے۔ ہدایت و رہنمائی صورت مثالی سے ہوتی ہے۔ دنیا دی کاروبار اسی طرح ہو رہا ہے۔ جو ایسا نہ کرے اور شیخ کی حیات ظاہری کو شرط بیعت نہ تسلیم کرے وہ زندیق ہے کیونکہ کاروبار دنیا دی خالی از تدبیر نہیں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ میرے بعد کسی کو مجھ جیسی حکومت نہ دینا آیۂ کریمہ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ یہ بات کہنے کے تیس سال بعد جس آپ کو خواب میں دیکھا یہی فرماتے ہوئے دیکھا کہ جو درویش خاص کسی کو ہدایت سے باز رکھے گا وہ مسلمان ہے لَیْسَ کَذَالِکَ یعنی ایسا نہیں ہے بلکہ درویش تو طبیب کی مثل ہے اور اَمَّا یَنْفَعُ النَّاسَ آیا ہے اس سے یہ حکمت وجود میں نہیں آتی شاید اس طرح کہا ہوگا کہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو میں نے قبول کیا جہاں کہیں ہمارا سلسلہ مل جائے اس سے منسلک ہو جانا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص حضرت رسالتماب سے بڑھ کر نہیں ہے وہ یہ حکم صادر فرماتے کہ کوئی کسی اور کی طرف میری اُمت میں سے توجہ نہ کرے سوائے میرے۔ آپ نے کیا اچھی بات فرمائی کہ میری اُمت کے بارے میں یہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر مَثَلُ اُمَّتِیْ لَا یَدْرِیْ اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ دیگر فرعات اسی پر قیاس

کیا جائے ایضاً ایک درویش بیعت کسی اور سے ہوا اور خلافت کسی اور سے حاصل کی۔ مرشد نے بھی اُس کو پیر و پیشوا کی حیثیت سے ہر ایک سے روشناس کرایا چنانچہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ ایک ہی پیر کی روحانی توجہ سے خدا تک پہنچ جاتے ہیں اور بعض دس کی مدد سے اور بعض سو بزرگوں کی توجہ سے واصل الی اللہ ہوتے ہیں چنانچہ مخدوم جہانیاں نے فرمایا ہے کہ جب مرید اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گیا اور اس کی امامت و پیشوائی کا ظہور ہو گیا تو اب وہ جس نسبت سے بھی خلق خدا کی رہنمائی کرے گا اس میں کوئی حرج نہ ہوگا۔ خواہ وہ پیر بیعت سے نسبت دے یا پیر خلافت سے یا پیر مرشد کے ساتھ۔ واضح ہو کہ پیر بیعت و پیر ارشاد کامل نہ ہو تو وہ چند روز جب تک یہ مرد عارف نہ ہو جائے وہ اس کا وسیلہ بنتا ہے اور جب یہ عارف ہو گیا تو پھر وسیلہ کا ادب باقی رہ جاتا ہے، وسیلہ نہیں رہتا کیونکہ اس نے اپنی تعلیم خود شروع کی اور اس کی تکمیل کر کے اور دوسروں کو بھی اپنی تعلیم پر ڈال دیا لیکن اپنے پیر کا علم حاصل نہ کیا تو منزل کمال تک اُسے رسائی حاصل نہ ہوگی وہ اپنے مشائخ کو اپنی استعداد کے مطابق ملاحظہ کرے گا اور ان میں سے کسی ایک سے فیض پا کر اس کی اطاعت کرے گا اور ان کے سلسلہ کو جاری کرے گا۔ اگر ایسا نہ کرے تو یہ اس کی بد دیانتی ہو گی اور آخر کار اس کے سلسلہ کی برکت نعمت سے محروم رہے گا کیونکہ جو کسی کے حق کو پائمال کرتا ہے روحانی نعمت و سعادت کے لائق نہیں رہتا۔ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ یہ کیا طریقہ ہے کہ دس پیروں کی مدد سے خدا تک پہنچے واضح ہو کہ ایک شخص نے شہر کی راہ اختیار کی اور اثنائے راہ میں بہت سڑکیں نظر آئیں یہ وہاں رُک کر کھڑا

ہو گیا کہ اب کس راہ کو اختیار کروں کسی سے راستہ معلوم کر کے چل پڑا اس شہر تک پہنچتے پہنچتے چند آدمیوں سے اور بھی راستہ شہر کا دریافت کیا اور رہبروں میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی رہبری کے اعتبار سے استحقاق پیدا ہوا اس پر غور و فکر کی ضرورت ہے ایضاً ایک آدمی نے ولایت کی تمام باتیں ایک درویش سے حاصل کیں اور اس سے خلافت نہ ملی اس کے بعد کسی اور شیخ سے خلافت کو حاصل کیا تو دونوں بزرگوں میں سے کس کو اپنے اوپر غالب سمجھے۔ اصل میں حقِ مرشد ہی اس پر غالب رہے گا کہ اس کا حق خدا و رسول کے حق کی مانند ہے اور حق خلافت تصحیح سلسلہ ہے اس کو پیر خلافت کہا جاتا ہے ایضاً ایک آدمی نے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خود بخود تکمیل ولایت کی لیکن ولایت مشائخ کے ساتھ وسیلہ حاصل نہ ہوا اور کسی سے شجرہ خلافت نہ لیا اور ماہیت مبداء و معاد ازل سے ابد تک کی اس پر ظاہر ہو گئی اور چند معتبر محققین نے اس کی ولایت کی تعیین کر دی تو اگر ایسا آدمی ایک دو آدمیوں کو بیعت کر کے ان کی رہنمائی کر سکتا ہے اگر اس سے آگے قدم رکھے گا تو ضال و مضل ہو جائے گا کیونکہ وہ وابستہ ولایت محمدی نہیں ہے البتہ سلسلہ کی نسبت سے جتنا اشارہ اسے ہوا ہے قوت ولایت کے ساتھ وہ بیان کر دیا گیا کہ وہ عالم ہے اس کا احتمال ہے کہ ایک دو افراد کی رہنمائی کر سکتا ہے ایضاً ولایت عجم میں کبھی سر اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اویسیہ ہیں اور بڑے شغف کے ساتھ کہتے ہیں کہ جیسے اویس قرنی کو رہبروں کے بغیر ہی رتبۂ ولایت مل گیا تھا ایسے ہی ہم کو بھی مل گیا ہے۔ یہ لوگ اکثر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ خواجہ اویس قرنی کا مقام سب سے بالاتر تھا ایسے حضرات کے لیے جستجوئے مرشد کی

شرط نہیں ہوتی ان کا خاصہ پاس احدیت ہے اس کے باوجود رسول علیہ السلام
نے ان کی ولایت کی شہادت دی اس لیے ان کی ولایت کی تصدیق ہو گئی۔ اب
جو اویسی کہلاتے ہیں ان کی ولایت کے لیے بھی حضور ہی جیسا شاہد ہو تو ان کی
تصدیق ہو سکے ایسے شخص کی طرف بیعت وارشاد وخلافت کے سلسلہ میں کوئی
شخص بالکل توجہ نہ کرے اور بعض لوگ اپنے کو خضرویہ کہتے ہیں ان کو بھی انہیں پر
قیاس کیا جائے ایضاً جہاں سلسلۂ حضرت اویس قرنی ہو وہ صحیح ہوگا اور اس سے
فائدہ حاصل گا کیونکہ حضرت سب سے ماوراتھے اور صاحب ولایت مطلق بعد
میں ان کی ولایت میں ولایتِ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم سے تقویت
حاصل ہوئی اور آپ سلسلۂ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منسلک ہو
ہو گئے جو اس ولایت وخلافت کو پائے گا فیضیاب ہو کر سعید دارین ہوگا۔
ایضاً روایت ہے کہ جب سید اپنے صحیح سلسلہ میں بیعت کرے تو جائز ہے۔
معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حکم بارہ اماموں تک ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بارہ اماموں تک عربی زبان، علم بدیع وبیان جو قرآن میں آیا ہے اور اپنا
طریق خاندان سب کو خوب بطریق کامل حاصل تھا اور پشت در پشت دونوں
نسبتوں کے سید رہے۔ کسی دوسری قوم کو اس میں عمل دخل نہیں تھا اور ہر ایک
نے چراغ ولایت جلایا اور شریعت کا اتباع کیا۔ تصیح ولایت وسلسلۂ خلافت
ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا رہا اور یہ سلسلہ برابر جاری وساری رہا
ان حقائق کی روشنی میں یہ تمام باتیں جائز تھیں۔ اس دور میں سادات کی نسلیں ہر
ملک وقوم میں پھیل گئیں اور مختلف زبانیں بولنے لگیں، عربی زبان کا علم نہ رہا
اور اپنے بزرگوں کے طریقوں سے ناآشنا ہو کر رہ گئیں۔ اس زمانہ کے سیدوں
کا تجربہ ہو چکا کہ وہ نہ اپنے بزرگوں سے باخبر ہیں اور نہ ان میں خاندانی اثرات

باقی ہیں۔ دوسروں کا لباس پہننے لگے اور شریعت پر بھی قائم نہ رہے اسی لیے ان میں ولایت کے اثرات باقی نہ رہے۔ اب وہ صرف سید کہلانے کے مستحق ہیں لیکن یہ شرف بھی ان کے حق میں کچھ کم تو نہیں ہے۔ جب ایسا شریف سلسلۂ بیعت و خلافت کو زندہ کرنا چاہے تو بزرگوں کی خدمت میں رہ کر اپنے جدامجد کی نعمت و سرمایۂ معرفت حاصل کرے۔ بیعت و خلافت و نعمت کی قدر و منزلت کرے تو اس کا باطن نور علی نور روشن ہو جائے گا۔ اب اگر وہ خلق خدا کو بیعت و خلافت میں داخل کرے گا تو مستحق ثواب ہوگا اور عتاب سے محفوظ ہو جائے گا کیونکہ یہ راہ راہِ دین و اسلام ہے ایضاً جب مرشد و مسترشد دونوں کامل ہوں اور مرشد مسترشد سے فرمائے کہ میں نے تیرے فرزندوں کو بیعت کر لیا اور خلافت و نعمت بھی انہیں عطا کر دی اور اے مسترشد تم کو میں نے اپنا نائب اور بچوں کا وکیل بنا دیا اور نعمت و خرقہ و کلاہ ان کے لیے مخصوص کر کے لوگوں کو اس کا گواہ بنا دیا اور بچے ابھی چار یا پانچ سال ہی کے ہوں تو جائے ادب ہے کہ مسترشد قبول کر کے وکیل ہو جائے۔ جب بچے بالغ ہو جائیں تو انہیں خبر کر دے کہ ہمارے پیر تم پر یہ عنایت کر کے دنیا سے چلے گئے اور میں وکیل معتبر ہو کر تم کو حق تعالیٰ تک پہنچا سکتا ہوں تمہیں یہ بات قبول ہے یا نہیں اگر وہ قبول کر لیں تو سلسلۂ مرشد میں داخل کر کے انہیں مقصود اصلی تک پہنچا دے۔ اس کے بعد وہ فرزندان سلسلہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور والد سے تمام نعمتوں کی تصحیح کرے اور ان سے بھی تجدید سلسلہ کریں اور دونوں سے عقیدت قائم رکھیں ایضاً اگر کوئی مرد مسافر نظر آئے اور اس کی نسبت بیعت و خلافت معلوم نہ ہو اور ہر وقت ہر زبان میں آشنا کی سی باتیں کرتا ہے پھر چھپاتا ہے اُس سے کس طریقہ سے حصول

لغت کیا جائے اَلْمَرْءُ مَخْفِیٌّ تَحْتَ لِسَانِہٖ چندروز اس کا تجربہ کیا جائے اور اس کی حقیقت معلوم کریں، اس کی دیانت میں کافی غور کریں کہ اس کی زبان سے بددیانتی کا اظہار تو نہیں ہوتا۔ اگر وہ سچا اور دیانت دار ہے تو جو مراد بھی ہو اس سے حاصل ہوگی اس کو اپنا پیشوا بنائیں اور بیعت ہو کر خلافت حاصل کریں ایضاً اکثر فقراء جب مقام قبولیت میں پہنچتے ہیں اور ولایت میں مبالغہ کرتے ہیں تو ان کو مشائخ خود معاملۂ خلافت و تلقین میں قبول کر لیتے ہیں اور بارگاہ رسالت سے بھی بار بار نوازش و کرم ہوتا ہے تو وہ اس خلافت کو اپنی باطنی مقبولیت سمجھے۔ تصحیح خلافت ہی لباس فقر و خلافت ہے۔ اس قبولیت سے وہ اوروں کو بھی مقبول بنائے یا نہ بنائے یہ اس کی مرضی ہے۔ بعض مشائخ کو اکثر اولیاء سے خلافت و شرف و بزرگی حاصل ہوئی لیکن اس سے سلسلۂ بیعت و خلافت جاری نہ ہوا۔ اگر کوئی دل میں یہ خیال لائے کہ اس کی نسبت باطل ہے۔ ردِّ صورت مثال ردمثال محمود ہے اس لیے یہ بیہودہ خیال دل میں نہ لائے۔ اس فقیر کو اکثر مشائخ سے لباس خلافت ملا جس کا آخر میں ذکر آئے گا۔ ایضاً ان مشہور سلسلوں کے علاوہ ایک ایسا سلسلہ بھی عرب و عجم میں ہے کہ اس میں صرف مصافحہ ہے اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے مصافحہ کے ذریعے مصافحۂ حضرت رسالتماب تک پہنچتے ہیں اس سلسلۂ مصافحہ میں رشد وارشاد و معرفت و خلافت کا وجود نہیں ہے اہل سلسلہ صرف وابستۂ مصافحہ ہوتے ہیں کہ مصافحہ سنت موکدہ ہے اس کا طریقہ معلوم ہونا چاہیے نقل ہے کہ ایک روز حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے مدینہ کی خندق کھودی جارہی تھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک، ایک زنبیل میں مٹی بھر بھر کے باہر پھینک رہا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

دو زنبیل مٹی بھر کے اوپر ڈال رہے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کی تعریف فرمائی اور خندق سے اوپر بلایا اور فرمایا عمّرک اللہ یا معمّر
یعنی حق تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے اسے معمر حضرت معمر نے عرض کیا حضور اور
دعا فرمائیے میرے لیے تو حضور نے تین مرتبہ یہ دعا کی پھر معمر نے یہ عرض کیا
کہ عمر سے بھی زیادہ بہتر حضور مجھ پر نظر کرم فرمائیں تو آنحضرت نے ان سے مصافحہ
فرمایا اور کہا کہ جو تم سے مصافحہ کرے اور جس سے تم مصافحہ کروگے وہ چھٹی اور
ایک روایت کے مطابق ساتویں جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ کی آگ اسے
نہ جلائے گی پس حضرت معمر صحابی رضی اللہ عنہ نے شیخ ابوالعباس ملثم سے مصافحہ
کیا اور انہوں نے شیخ ابوالعباس قوسی سے مصافحہ کیا اور انہوں نے شیخ احمد
تو نوری سے مصافحہ کیا اور انہوں نے قطب الاقطاب شیخ زین الحق والدین
الخوافی سے مصافحہ کیا اور انہوں نے شیخ مظفر کتانی سے مصافحہ کیا اور انہوں نے
شیخ عبداللہ شطاری سے مصافحہ کیا اور انہوں شیخ قاضن فردوسی سے مصافحہ کیا
اور اہل ہند کو یہ دولت اپنے شیخ سے ہی ملی اور شیخ زین الدین الخوافی
اور حضرت معمر صحابی رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں کیونکہ ان
کی عمریں دراز ہوئی ہیں معمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی
برکت سے کامل تین طبعی عمریں پائیں پھر شیخ زین الدین قدس سرہ العزیز نے
اپنے پیر ارشاد نور الدین عبدالرحمٰن مصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس مصافحہ کے
متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں بیشک یہ نسبت مصافحہ صحیح ہے
آؤ مجھ سے مصافحہ کرو کہ میں نے احمد مغربی خادم شیخ ابوالعباس ملثم سے مصافحہ
کیا ہے پھر شیخ زین الدین خوافی نے بھی یہی فرمایا کہ اسکندریہ میں ایک پیر شریف
تھے ان کی ایک سو تیس سال کی عمر ہو چکی تھی انہوں نے مجھ سے یہ مصافحہ

فرمایا اور انہوں نے شیخ ابوالعباس قوسی سے مصافحہ کیا تھا اور انہوں نے شیخ ملثم سے اور ان پیر شریف اسکندریہ نے شیخ ابوالحسن علی خطاب سے بھی مصافحہ کیا تھا اور انہوں نے شیخ علی صیفی سے مصافحہ کیا تھا۔ یہ سلسلۂ مصافحہ نہایت ہی قریب کا ہے کیونکہ اس میں صرف مصافحہ ہے لائق مرشدی و رہبری نہیں ہے صرف ایک شخص پر اعتماد بمصافحہ ہے اس کے ساتھ اگر معرفت ولایت سلسلۂ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ بھی حاصل ہو جائے تو زہے سعادت۔ اس دولت سے مشرف ہو کر اس وعدہ سے استفادہ حاصل کرے۔ ایضاً

اصل خلافت ولایت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے کہ آپ تمام اولیا کے سردار ہیں ان کا سلسلہ موتی کی لڑی کے مانند ہے جس کا ہر دانہ چمکدار ہے اور ایک دوسرے سے مربوط اور دُرِّ یتیم حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ رشتۂ ولایت سے منسلک ایک نور ہے روشن کرنے والا اور نسبت خاص و عام کو اپنی گرفت میں لینے والا۔ جو اس سلسلہ نورانی میں داخل ہوا اس نے سعادت دارین حاصل کی اور جو اس لڑی میں پرویا نہ گیا محروم رہا۔ جو لائق درگاہ ہوگا وہ اس سلسلہ سے بیعت و خلافت و رُشد حاصل کرے گا اور ولایت مطلق و خاص سے وابستہ ہو جائے گا۔ ان سلاسل کے اولیاء محافظ ہیں۔ فیض احدیت کے لیے پیر کامل مُرید عامل کو اپنے سامنے ریاضت و مجاہدہ کرا کے اور اس کے باطن کو مُصفّا کر کے مرتبۂ ولایت پہ پہنچاتا ہے اس کے بعد نعمت ابدی عطا کرتا ہے تاکہ آئندہ اس میں شبہات کی گنجائش نہ رہے۔ جو اس کی شان کے لائق ہوتا ہے وہی ظہور میں آتا ہے۔ زیادہ مستحق خلافت کون ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ خلافت کس کو دی جائے اور کب دی جائے۔ اس سلسلہ میں بزرگوں نے جو فرمایا ہے اُسے سمجھنا ضروری

ہے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ جب سالک علائق وعوایق دنیا کو ترک کر دے اور عالم تجرید میں رہ کر خود سے تفرید پیدا کرے کہ یہ علامت معرفت ہے اور نشان محبت یہ ہے کہ ہر طرف سے توجہ ہٹا کر حق کی جانب رُخ کرے۔ ایسا شخص لباس خلافت کا مستحق ہے اور بعض نے یہ فرمایا ہے کہ جب سالک کے ذہن میں یہ بات متعین ہو جائے کہ فاعل حقیقی حق تعالیٰ ہے۔ رد و قبول، خیر و شر، مراد و نامرادی قہر و لطف، قبض و بسط، عزت و ذلت، فراخی و تنگی، حیات و موت تمام باتیں اُسی کی طرف سے ہیں بے اس کے کوئی متصرف نہیں ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے کافی یکفی فی اللہ یکفینی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تصدیق کرتا ہو تو اس کو خرقہ خلافت دیا جائے ایضاً بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ جب استاد اہل شریعت ہو اور اس نے تحصیل علم کی تکمیل کر لی ہو اور وہ سوئی کے ناکہ کی برابر بھی شریعت کی حد سے تجاوز نہ کرے اور اس کا کوئی عمل بغیر روایت کے نہ ہو مگر ہدایت دامر معروف کہ جب وہ اپنے آپ ہی میں نہیں رہتا تو مدہوش ہو کر اسے اپنی خبر بھی نہیں رہتی ایسے شخص کو خرقہ خلافت عطا فرمائیں اور ہدایت کر دیں کہ اکثر نوافل میں مشغول رہے کہ یہ اُس کا ذکر ہے اور کتاب حقائق کا مطالعہ کر کے اس کے درس میں مشغول رہے۔ ایضاً بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص لہو و لعب، کینہ و حسد و بغض و غرور شکایت و کنایت و دغا و خداع و غیبت و رمز و اشارت و عبارت اور ان کے مثل تمام باتوں سے پرہیز کرے اور پنجوقتہ نماز اور نماز تہجد بلا ناغہ بحضور دل ادا کرے تو وہ مستحق خلافت ہے۔ حضرت مخدوم جہانیان قطب عالم سے منقول ہے اور خزانۂ زاہدی میران سید زاہد سارنی اور خزانۃ الروایہ میں بھی یہی ذکر کیا گیا ہے۔ ایضاً مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص مدد وشت

دنیا سے پاک ہوگیا ہو اور شعور بشریت سے گذر چکا ہو اور عقبیٰ سے باخبر ہو کر استغفار کرتا ہو کہ حدث ظاہری وضو سے پاک ہوتا ہے اور غسل سے تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور مقام قرب نوافل سے ملتا ہے چنانچہ حضرت شیخ شرف الدین منیری اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ درویش نہ اس سے اور نہ اُس سے ہوتا ہے بلکہ درویش وہ ہے جس کا قیام حق کے ساتھ ہو اور حق اُس پر مفیض ہو اور وہ صرف ایک آلہ کی طرح درمیان میں ہو اس سے کبھی شرک خفی سرزد نہ ہو اور اس تک اس کو راہ نہ ملے واضح ہو کہ شرک خفی بہت سے پردوں میں پوشیدہ ہے اور سرِ الوہیت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس سے خبردار رہے اور جب خبردار ہو جائے چنانچہ فرمان نبوی ہے اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ فِي اُمَّتِيْ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلٰی صَخْرِ الصَّمَّاءِ لَیْلَةَ الظَّلْمَاءِ اُس کے حق میں کار ولایت راسخ و صادق ہے اور پھر ہدایت و بیعت ان کے لیے زیبا اور شایان شان ہے اور وہ عالم و معلم ہو کر اولیاء و انبیاء کی مجلس میں جگہ پائے گا ایسا شخص خرقہ خلافت کے لائق ہے اور ولایت کا بار اس کے حوالے کیا جا سکتا ہے ایضاً ایک مشائخ کا گروہ کہ سلسلہ عشقیہ میں ان کا مشرب شطار ہے یہ ولایت کے کاروبار میں جرأت و سرعت رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آخر کار تمام دوسرے مشائخ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں جس تانبے تک پہنچتے ہیں اُسے سونا بنا دیتے ہیں اور اُسے بغیر سونا بنائے باز نہیں رہتے اسی وجہ سے بوتہ ریاضت و مشقت و ذلت میں تانبا تپتے ہیں تو سونا بنتے ہیں اسی طریقہ سے دوسروں کو اکسیر بناتے ہیں جب وہ ایسا نہ کریں تو لائق خلافت و بار ولایت نہیں بنتے اور مشائخ مشرب شطاریہ کہتے ہیں کہ ہمارا سلسلہ حکم زنبور رکھتا ہے وہ جس ناتربیت کو چاہتے ہیں ایک نظر سے تربیت یافتہ بنا دیتے ہیں ان کے آثار و احکام کا پروانہ نہیں ہوتا۔

اُن میں زنبور کی استعداد کامل ہوتی ہے اور ان سے اور بھی زنبور حاصل ہوتے ہیں۔ ہماری جماعت کی تاثیر نظر مجاہدہ و ریاضت پر موقوف نہیں ہے حضور درحضور اور مشاہدہ درمشاہدہ ہے ہر حال اپنے حال میں موجود ہے۔ جس کی قسمت اچھی ہوتی ہے اُس کو خلافت و اجازت پہلے دیتے ہیں اس کے بعد کانوں ہی کانوں اطلاع پہنچتی ہے اور ارادت باطنی حاصل ہو جاتی ہے اور واصل حق ہو جاتا ہے اور اس سلسلہ کے حضرات تلاش و جستجو کی خصوصیت سے بے نیاز رہتے ہیں کہ ایسے اوصاف والوں کو ہی خلافت دیں وہ حضرات شرائط کے پابند نہیں ہیں لیکن رسولان حق کی نگاہ میں مقید رہتے ہیں۔ اس مشرب کے سرداروں میں سے ایک شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست بنگال میں تھے جو حاجی پور میں مدفون ہیں۔ ان کا پہلا قدم فناء مطلق ہوتا ہے اور دوسرا قدم عشق و تزکیہ و تصفیہ۔ یہ حضرات اپنے ہم مشربوں کو ان کی گفتگو سے پہچان لیتے ہیں۔ بیت

تا مرد زخود فانی و گمنام نگردد
واللہ زرہِ عشق سرانجام نگردد

نیز اس مشارالیہ کی زبان سے کہ جس میں وحدت پردہ دار احدیت ہے معلوم کرے۔ بیت

تو مست خفتہ بناز و نعیم در بستر
بر آستان تو جز بندہ پاسبانے نہ

ایضاً مراتب آمادۂ بیعت و مرید صوری و معنوی کس طرح معلوم ہوں گے اور ارادۂ بیعت کس طرح حاصل کریں گے اور کیا چیز اپنے اوپر لازم جانیں گے اور کیا نیت کریں گے۔ اچانک تصحیح ارادۂ ظاہری و باطنی اور وجہ بیعت

یا ہوتی ہے اس کا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔ اس کو سمجھ کر اس سے واقف و آگاہ ہو کر ابتدا میں ارادہ کرنا مُرید کا کام ہے اور بیعت ہو جانے کے بعد اختیار پیر کے ہاتھ میں ہے اور حیات پیر و رسائی مرید شرط ہے۔ بیعت ہونے کے بعد اور اپنے اختیارات سلب ہونے کے بعد اگر مرید اپنے پیر سے منحرف ہونا چاہے تو نہیں ہو سکتا۔ اگر پہلے پیر کے علاوہ دوسرے سو پیروں سے بھی بیعت ہو جائے تو ان میں سے کسی کا مرید قرار نہ پائے گا وہ اُسی کا مرید سمجھا جائے گا جس سے سب سے پہلے بیعت ہوا تھا۔ اس کا ردّ و قبول اُسی پہلے پیر کے اختیار میں ہے۔ بیعت کا حکم وہی ہے جو عقد نکاح کا ہے البتہ صرف اتنا فرق ہے کہ وہ مجازی ہے اور یہ حقیقی اگر پہلے پیر کی طرف سے روگردانی کرے گا تو مُرتد طریقت ہو جائے گا اور شریعت میں دو معبودوں کا عقیدہ کفر ہے ایسے ہی طریقت میں دو پیروں کی موجودگی۔ بیعت وسیلۂ طریقت ہے اور طریقت میں سوائے ایک پیر کے کسی اور کی گنجائش نہیں کہ پہلے پیر سے مُنہ موڑ کر دوسرے کی جانب رُخ کرے پیر تو صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ مُرید صُوری کی پہلے یہ نیت ہونی چاہیے کہ خود تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے مطابق اپنے شیخ کامل کی سیرت کا نمونہ بن جائے اور اپنے آپ کو اُسی کے حوالے کر دے اور پیر کے مکان پر ایسی عقیدت و ادب کے ساتھ حاضری دے کہ اُس کو اندر اپنی آمد کی اطلاع نہ کرائے بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔ جب وہ مکان سے باہر آجائے اس وقت اس کی قدم بوسی سے مشرف ہو اس کے بعد نہایت ادب کے ساتھ کسی سے پیر تک یہ پیغام پہنچوائے کہ بندہ کی نیت بیعت ہونے کی ہے اور جب پیر اس کی طرف متوجہ ہو تو خود عرض کرے کہ حضور اس غریب کو داخل سلسلہ فرمالیں اور درویش اس کی درخواست منظور کر کے اس

کے دونوں ہاتھ تہ بتہ کرے اور اپنا دایاں ہاتھ اوپر اور بایاں اس کے دونوں
ہاتھوں کے درمیان رکھے اور مرید کرے استغفار و توبۂ نصوحا اور کلمۂ طیب
بایں حدیث مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ
بِلَا حِسَابٍ وَّ لَا عَذَابٍ تین بار پڑھوائے بعد میں چہار ترکی کلاہ اور شکرانہ
ارادت کے دو نفل ادا کر کے تمام حاضرین سے مصافحہ کا حکم دے اور بیعت
کرتے وقت محرمات و مکروہات سے بچنے اور صوم وصلوٰۃ و نوافل و اتباع
احکام شریعت کا عہد کرلے اور یہ بھی بتا دے کہ اگر عہد کو توڑا تو بیعت سے نکل
جائے گا اور حلال کو حلال حرام کو حرام سمجھنے کی تاکید کرے۔ مزید دلیل بیعت و کلاہ
کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔ واضح ہو کہ ماں کے لیے اپنے نابالغ بچوں کو کسی سے
بیعت کرانا جائز نہیں البتہ اس صورت میں ماں انہیں بیعت کرا سکتی ہے جب
اس کے سوائے ان بچوں کا کوئی اور ولی نہ ہو کیونکہ باپ تو ولی مطلق ہے وہ بھی
انہیں مرید کرا سکتا ہے یا نہیں۔ محققین نے فرمایا ہے کہ یہ اُخروی کام ہے باپ
کی اجازت کو اس میں دخل نہیں ہے۔ بالغ ہونے کے بعد ان کی جو مرضی ہو اس
پر عمل کر سکتے ہیں۔ معلم شریعت نے اس مسئلہ کو نکاح پر قیاس کیا ہے۔ جب
والدین لڑکی کا عقد اس کی نابالغی میں کرتے ہیں تو بلوغ کے بعد بھی وہی عقد برقرار
رہتا ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا لیکن اس صورت میں جب کہ شوہر
نامرد ہو تو وہ نکاح ختم ہو جاتا ہے کہ اَلضِّدَّانِ لَا يَجْتَمِعَانِ جب درویش
شایان رہبری نہ ہو اور وارث نبی نہ بنا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی کو
اس کے بچپن میں اس کے بڑے بھائی نے مرید کرا دیا ہو اور اس نے بالغ ہو
ہو کر اسے قبول کر لیا ہو تو یہ بیعت اس کی درست رہے گی ورنہ جس سے
اس کا دل چاہے بیعت ہو جائے۔ اگر کوئی بالغ آدمی اصول بیعت سے اور

بعد میں اُسے معلوم ہو گیا کہ پیر صاحب عقل و معرفت نہیں ہے اور کوئی پیر کامل اُسے مل گیا کہ جس سے فائدہ باطنی اور معرفت حق تعالیٰ حاصل ہو جائے تو وہ شخص اب کیا کرے تو بزرگوں کا فرمان ہے کہ اس کی پہلی بیعت رسمی تیمم کا حکم رکھتی ہے۔ اور درویش کامل حکم آب جب پانی مل گیا تو تیمم جاتا رہا اور بعض کہتے ہیں کہ بیعت رسمی ختم ہو جائے گی لیکن درویش کامل کو اپنا مُرشد بنا لے اس قول پر سب کا اجماع ہے۔ ایضاً اگر کسی نابالغ کو چند آدمیوں نے کسی سے بیعت کرا دیا تو یہ بیعت درست نہیں ہے بالغ ہونے کے بعد اُسے اختیار ہے کہ اس بیعت کو باقی رکھے یا فسخ کر کے کسی اور سے بیعت ہو جائے۔ ایضاً اگر کسی کو جبرًا لوگ کسی سے بیعت کرا دیں تو یہ بیعت صحیح نہیں جب تک وہ خوشی سے اسے منظور نہ کرے ایضاً اگر کسی صاحب تصرف بزرگ نے خود ہی ہاتھ پکڑ کر اُسے بیعت کر لیا تو مرید اس کی حکم عدولی ہرگز نہ کرے اور جو بھی کہلوائے یا کہے یہ اس کو قبول کرے اور مرید ہو جائے ایضاً اگر غلام بے مرضی مولا یا کوئی عورت بے اجازت شوہر کسی سے بیعت ہو جائے تو یہ جائز ہے ایضاً مرید معنوی پہلے خدمت شیخ میں آئے اور سالک برسوں وہاں رہ کر پانی بھرے اور جنگل سے جلانے کی لکڑیاں کاٹ کر لاتا رہے اور شیخ کے طور و طریق معلوم کر کے خود کو مقام حطب میں پہنچا دے جب شیخ کوئی نعمت باطنی خود عنایت فرمائے تو مدہوش و مست ہو کر واصل بحق ہو جائے گا جب ارادت میں آئے تو ترک العادۃ کر دے اور مراد شیخ کو بر لائے اپنی طرف سے اس میں کوئی اضافہ نہ کرے اور سلّم تسلیمًا اس کا حال ہو جائے جو باتیں ارادت کے مناسب تھیں کم و بیش ان کی وضاحت ہو گئی اب مشائخ کے حالات کو سُننا چاہیے کہ مشائخ کون کہلاتے ہیں اور کس منزل پر پہنچتے ہیں اور مرتبہ کیا ہے اور وہ اختیارات کیا

ہیں جو بیعت و خلافت سے حاصل ہوتے ہیں واضح ہو کہ اہلیت مشائخ جو استعداد باطنی ہے وہ ولایت کے ساتھ منسوب ہے اور یہی نسبت حقیقی ہے جو اس کی دستگیری کرتی ہے اور راستہ کھولتی ہے اور رہنمائی کرتی ہے اور درویش کامل اُسے کہتے ہیں کہ جوارکان ظاہر و باطن میں مستحکم ہو اور اقوال و افعال اور احوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں راسخ ہو اور سر سوزن شریعت سے تجاوز نہ کرے کہ جس قدر شریعت کے اتباع میں کمی رہے گی اُسی قدر باطن میں کوتاہی واقع ہوگی اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ وَالْمَجَازُ حَقِیْقَۃُ الْعِلْمِ وَالْمَجَازُ مَاھِیَۃُ الْعِلْمِ کہتے ہیں کہ مجاز کو پاکر حقیقت کا پتہ چلتا ہے اگر معائنہ میں دیکھے تو اَلْدَّھْرُ ھُوَ اللّٰہ کا مشاہدہ کرے اور اَلتَّصَوُّفُ کُلُّہٗ اَدَبٌ کی رونمائی ہو اور کبر و نخوت و سر بلندی اور کینہ و عظمت و بزرگی وجاہ سے نبح کر نکل آئے مگر دوران مشغولیت لوگوں کے ساتھ ملنا ترک کر دے وَکُنْ کَاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ جب کسی سے خالی وقت میں ملاقات کرے تو بزبان شیریں گفتگو کرے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہر ایک کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آئے اور اگر کوئی شخص کوئی بات دریافت کرے تو اس کو توجہ سے سُنے اگر جواب معلوم ہو تو جواب دے ورنہ خاموش رہے اور بتادے کہ اس وقت یہ بات میرے ذہن میں مستحضر نہیں ہے ایسا نہ کرے کہ صرف جہالت اختیار کرے اور جو عظمت و بزرگی اس میں ہو اس کے باوجود انتہائی ناداری سمجھنے کے باعث اپنی حالت کو خراب کرکے لباس مشائخ پہنے اور ہر ایک کی تعظیم کو اختیار کرے جب تک اس میں اس کی قوت ہو اور جب ضعیف ہو جائے تو اس طرح کی تواضع اور عجز و انکسار ضروری نہیں ہے ورنہ لوگوں سے ملاقات نہ کرے۔ اور التفات محبانہ اختیار کرکے شیخی و بڑائی کو درمیان میں نہ لائے اور یہ واضح رہے کہ صوفی جس

کی طرف توجہ کرتا ہے وہ توجہ حقیقی ہوتی ہے کہ غیر کا پردہ اس کی آنکھ سے اُٹھا دیا گیا ہے دیگر یہ بھی سُن لو کہ وَلِیّ وقت ہمیشہ اپنے آپ ہمہ اوقات مشغول دیدار رہتا ہے۔ کبھی کمال جمال سے لطف اندوز ہوتا ہے اور کبھی جلال عظمت میں مستور ہو جاتا ہے اور کبھی حضوری سے بے حضور ہوجاتا ہے اور کبھی مشاہدۂ معشوق سے معمور ہوتا ہے اور کبھی نہ اپنی خبر نہ مخلوق پر نظر۔ تمکین اس کے احوال ہوتے ہیں اور کبھی سکون و سُکر بے اختیار اُسے حاصل ہوتا ہے۔ کبھی ویسا ہوتا ہے اور کبھی ایسا نظر آتا ہے پھر جب ہوش میں آتا ہے تو قرب نوافل سے یوں زبان کھولتا ہے كُنْتُ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ وَكَلَامَهٗ اور جب مدہوش ہوتا ہے تو قرب فرائض سے سُنتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ اور عمر اس کی زبان ہوجاتا ہے۔ وہ خود ہر دور میں متصرف ہوتا ہے۔ جب سالک کا یہ حال ہو گیا تو کیا اس کا ہاتھ اور اس کی زبان و سمع و بصر و علم و کلام سب اسی کے نہیں ہو جائیں گے جو اس نسبت کو حاصل کر چکا اُس نے نسبت حقیقی کو حاصل کر لیا يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کا اشارہ اسی معنی کی طرف ہے۔ اگر ایسا شخص ہو تو اُس کو اقتدائیت و امامت کے لیے قبول کریں۔ چاہیے دوسری جگہ سے اُسے نعمت و بیعت پہنچی ہو اس کا دیکھنا اور اس کا اخلاص فائدہ پہنچائے گا جب کسی کو ایسے شخص سے عداوت و شکایت ہو جائے تو اس سے نفرت اختیار کی جائے۔ نعوذ باللہ منہا جو کچھ میرے فہم ناقص میں آیا وہ لکھا گیا سالک کو چاہیئے کہ اس کو دیکھ کر عمل کرے۔ ادب باطنی کی بجا آوری اور سندِ بیعت و طریق ارادتِ حق بسوئے خلق اور حق کا رسول کو خلق کی طرف بھیجنا اور حق کی جانب سے خلق کو عہد دینا اور افعال شیطانی سے باز رکھنا اور سند صحبت حضرت رسالتماب و اصحاب و تابعین و تبع تابعین الی آخرہ اور

سر منڈانا کہ مشائخ نے سر منڈانے سے تین قسم کے قصر مراد لیے ہیں۔ (۱) تبدیلی خصائل ذمیمہ بحمیدہ (۲) حق سبحانہٗ تعالیٰ کو کمال کے ساتھ ظاہر جاننا (۳) عظمت خدا و رسول و اصحاب و اولیاء کہ یہ تمام حضرات شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں راسخ ہیں اور جو چیز کہ خداوند تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور جس بات کا حکم دیا ہے دونوں اللہ کے راستے ہیں اس لیے دونوں کی تکمیل کرے اور بیعت کرنا اور استغفار کرانا اور کلاہ دینا اور نائب ہونا امیدوار بننا اور لباس انواع واقسام و لباس مخصوص خلافت اور خلیفہ بنا کر آگے بڑھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر ہونا ان تمام باتوں سے واقفیت پیدا کرے کہ ایک دور وہ تھا کہ اس میں لوگ جہالت وضلالت وکفر وشرک اور اصنام پرستی میں مشغول رہتے تھے اور ایک مبارک دور وہ آیا کہ حق تعالےٰ نے اپنے حبیب ازلی رسول لم یزلی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پردۂ عالم غیب سے اپنے کمال وجمال سے برگزیدہ کر کے کمند جذبہ سے ان کی روح اقدس اور جسم پاک کو حریم قدس تک رسائی بخشی اور کمال قدرت وولایت کے ساتھ فائض بنا دیا اور فضل کامل سے آراستہ کر کے خلق کی جانب مبعوث فرمایا اور آنحضرت خاص و عام پر مفیض ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام جن کو روح الامین بھی کہا جاتا ہے آپ کے پاس آسمان سے قرآن لے کر نازل ہوئے اور جو کچھ حقیقت ماہیت تھی جبرئیل کے ذریعہ قلب رسول علیہ السلام میں دفعۃً پہنچا دی اور بتدریج وحی آتی رہی اور اس کے ذریعہ آپ کو کائنات کی تمام خبریں معلوم ہوگئیں اور کسی بات میں آپ کو کوئی دشواری پیش نہ آئی تو اس وقت لوگ حیرت دست سے یہ دریافت کرتے تھے کہ آپ بشر بھی ہیں اور رسول بھی تو آپ فرماتے تھے اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ وہ لوگ خود تو آپ نہ پہچان سکے

لیکن اور لوگوں سے جب تحقیق کرلی تو آپ کی رسالت کو قبول کیا قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عہد لینے کا طریقہ اور باطل کو مٹانا مخبر صادق ہو کر ابتداء سے انتہا تک خاص و عام کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا قبول دعوت سے ممتاز ہو کر عہد واثق و اقوال میں شامل ہو گئے اور استقامت پا کر آنحضرت کو اپنی حجت مبین و برہان حق جانا قولہ تعالیٰ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ طریق صحبت: اصحاب حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اعتبار سے حاضر تھے اور ہر قسم کی کھوٹ سے پاک تھے وہ ہر دم و ہر قدم پر اہدنا الصراط المستقیم پر استقامت کے خواہاں تھے اور ہر کام میں حق تعالیٰ سے ہی استعانت کرتے تھے۔ دین پاک و ملت خاص کے ساتھ مختص تھے اور خطرات غیر سے گریز کرتے تھے فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ ہو جاتے تھے رسول علیہ السلام کی محبت و مودت صحابہ کے دلوں میں اتنی تھی کہ غیر کی گنجائش نہ تھی زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا محبت زیادہ ہی ہوتی رہی مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ کا مشاہدہ کرتے رہے ہر لمحہ مومن کے دل میں ایمان کا اضافہ ہوتا ہے اَلْاِیْمَانُ اَلْكَامِلُ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ورگذر رہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ جَمِیْعِ مَا كَرِهَ اللّٰهُ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّحَاضِرًا وَّنَاظِرًا وَّضَمِیْرًا ان کی گذر پڑھے اور ہر لمحہ حسن دیگر کا نزول ہے ہر وقت وارث ولایت کی صحبت اثر کر رہی ہے اور تمام حالات میں حاضر وقت ہے۔ استغفار و توبہ کامل وقت ہے اور ہر لحظہ شمول معرفت ہے قولہ تعالیٰ هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا اِلَی التَّوْبَۃِ

وَالْمُغْفِرَةِ وَالْغُفْرَ اِنْ طَرِقِ سرکے بالوں کے تراشنے کا کہاں سے نکلا اور مشائخ کا اس فعل کے اختیار کرنے کا باعث کیا ہے۔ یہاں چند نکتے ہیں ایک یہ کہ جب لوگوں کے سروں پر بال ہوتے ہیں تو اکثر ان کا التفات بالوں کے سنوارنے کی طرف رہتا ہے تو چند چیزوں کی جانب توجہ مرکوز رہتی ہے اور جب بال نہیں ہوتے تو جب غسل کی حاجت ہوتی ہے تو آسانی سے سر اور تمام جسم پاک ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ ایام جہالت میں جس سے مذاق کرتے اُس کے سر کے بال تراش دیا کرتے تھے اور بال رکھنا اور ان کی دیکھ بھال کرنا شان فخر و رعب تصور کیا جاتا تھا اس لیے بھی ان کی مخالفت کرنی چاہیے اور قرآن میں لاتخافوا آیا ہے اس نے ایک عظیم راز معلوم ہوتا ہے کہ بال منڈانا کمال بندگی و عظمت ہے اور مشائخ جب کسی کو بیعت کرتے ہیں تو اس وقت زلف و پیشانی کے چند بال کتر لیتے ہیں اور پڑھتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اور تمام آرائش و اسراف بدنی کو ختم کر دیا جاتا ہے اور حلق و قصر مرید صوری نہیں کرتے مگر حکم کی بجاآوری ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب بنایا اور آپ کو حسن کامل سے سرفراز فرمایا پس اس سند کو سربلند کیا ارسل جبریل الی محمدن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خالق کے حکم سے خلق کو برداشت کیا ہے قولہ تعالیٰ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا تبدیلی خصائل ذمیمہ کی شمائل حمیدہ سے ملحوظ خاطر رہے اور یہ واضح ہو کہ جب تک شعور قلبی پیدا نہ ہو ذمیمہ اور حمیدہ میں امتیاز معلوم نہیں ہوتا۔ ظہور کائنات سے پہلے بھی خدا موجود تھا اور بعد ظہور بھی موجود ہے۔ اس کی ذات ایک ایسا

راز ہے جس کے دو رُخ ہیں جلال اور جمال۔ تجلی ذات اور اس کی صفت جلال پردۂ جمال میں ہے اور جمال پردۂ جلال میں پنہاں ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات اور صفات میں فنا ہو کر بندہ جب بقا اور قرب خاص کے مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی برائیاں خوبیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور بندہ حق تعالیٰ کو اپنی ہستی میں ظاہر دیکھتا ہے تو ہر حال میں اُسے یہ احساس رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے قولہ تعالیٰ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی اُسے تیرا دیکھنا اور اُس کا تجھے دیکھنا بالکل عیاں ہے تو خدا اور رسول خدا اصحاب کرام وا ولیائے عظام کی اطاعت ومحبت اختیار کرو کہ بغیر وسیلہ کے خدا کو پانا بہت مشکل ہے۔ رسول کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور صحابہ کے وسیلہ سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور اولیاء کے وسیلہ سے ولایت صحابہ ورسول معلوم ہوئی۔ اگرچہ شرع راہ مستقیم ہے اور اس میں امر ونہی کا واضح بیان ہے لیکن صحبت میں بڑی تاثیر ہے خلاصۂ صحبت صحبت رسالتماب تھی جس کے اثر سے متاثر ہو کر صحبت صحابہ کرام میں استقامت پیدا ہوئی۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم رہبری کی اور اس کے بعد ہدایت کی ذمہ داریاں علما کے سپرد ہوئیں قیامت تک وہی یہ کام انجام دیتے رہیں گے۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ جس طرح خدا ورسول کی اطاعت کرتا ہے اسی طرح ولی وقت کی اطاعت کرے اور اس کے ظاہر ہوتے ہی اس کے سلسلہ کی سلک میں منسلک ہو جائے قولہ تعالیٰ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ

اللہ اَعمالَھُمْ حَسَرَاتٍ عَلَیْھِمْ وَمَا ھُمْ بِخَارِجِیْنَ مِنَ النَّارِ

اور دل میں خیال کرے کہ میں نے عہد کیا ہے خدا و مصطفٰے واصحاب و اولیاء سے اور اس آیت کو اپنے سفر باطن کے لیے زاد راہ بنائے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا قَالَ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم الاولیاء ھُمْ اَتَوْلاَ طریق معرفت خاص و عام اور اللہ کے حکم سے راہ حق میں خود کو فدا کر دینا اور معرفت ظاہری حکم خداوندی یہ ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا اس کے بعد یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللہِ دائرہ اسلام میں آگئے اور مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ہو گئے کلمہ شہادت کے روحانی غسل سے پاک ہو کر صحابہ کرام حضرت رسالتماب سے مصافحہ کرتے اور اس انتظار میں رہتے تھے کہ اللہ کے حکم پر اپنی جان ومال کو راہ خدا میں قربان کر دیں اور اس کے بدلے حق تعالٰے سے عاقبت کا سودا کرلیں بَلْ ھُمْ اَحْیَاءٌ لَا یَمُوْتُوْنَ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں اور جنت میں اپنا گھر بناتے ہیں اور جسمانیت و مادیت سے نکل کر بیعت حقیقی حاصل کرتے ہیں۔ بشریت سے بغیر نکلے حقیقت کا کام نہیں بنتا اور جس نے یہ کام کامیابی سے کر لیا اسے ہمیشہ کے لیے چین وسکون حاصل ہو گیا اور معرفت باطنی جو خدا کی راہ ہے اس کے بارے میں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس راہ کی نسبت خدائے تعالٰے سے نہیں ہے بلکہ اس سے مراد جہاد اکبر ہے نفس وشیطان کے ساتھ۔ پیر کی تدبیر ورہنمائی سے سالک کے لئے راہ سلوک کا دروازہ بند شدہ جس پر خصوصیت و اختصاص کے پردے ہیں کھل جاتا ہے اور سالک اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو یہ نہیں جانتا ماہیت حق کا حق ادا نہیں کر سکتا اسے مسلسل

بیت :۔ معشوق مرا گفت کہ بنشین بہ در من
مگذار در دل ہر کہ ندارد سر من

سوائے اخیار کو اختیار کرنا پڑتا ہے اور جو کچھ آلا بُشِش ماسویٰ اللہ ہوتی ہے ختم ہو جاتی ہے اور خدا کے عشق میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اُسے اپنی اور دنیا کی کوئی خبر نہیں رہتی۔ مَنْ تَفَکَّرَ سَاعَةً اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً وہ یہ راہ اختیار کرتا ہے اور استغراق رب ردحی ورب الارباب ایسا ہوتا ہے کہ صَارَ الْعَبْدُ فَانِيًا وَالْحَقُّ بَاقِيًا ہو گیا اور دوسرا حُسن ظاہر ہوا اسی معنی کے لیے کسی نے کہا۔

بیت :۔ کُشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

ان سالکوں کی خرید و فروخت ان کی اپنی ذات سے نجا وزکر کے معرفت تک جا پہنچی۔ انہوں نے تمام احکام بجا لاکر بشریت سے نجات پائی اور عبادت وحمد وثنا سے روحانی زندگی ملی قولہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ التَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

طریق بیعت

کہ خاص و عام پر ثابت ہے اور توبہ و استغفار کرانا اور کلاہ دینا ان
باتوں کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ اس کا حکم تاکید کامل کے ساتھ ہے اور دلی
قطعی سے ثابت ہے۔ جب جنگ اُحد میں لشکر اسلام کو شکست ہوئی تو اک
نہایت چُست و چالاک اور بہادر صحابہ نے اپنی جانیں راہ خدا میں قربان ک
دیں اور لباس شہادت پہن کر اپنی لگام دنیا سے آخرت کی طرف موڑ کر عا
ملکوت میں پہنچ گئے اور حضرت رسالتماب نے تعلیم اُمّت کے لیے شکست
تسلیم کی اور کافر غالب آئے، منافق خوش ہوئے اور کافروں کی فوج میں ج
ملے۔ صحابہ میں بہت خوف و ہراس تھا کہ یارب آخر اب کیا ہوگا تو یہ آیت
نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ صحابہ خوش ہو گئے
اور اس پر زور دینے لگے کہ کافروں سے جنگ ضرور کی جائے دیر نہ
لگے اُسی دوران جب اُمیہ بن خلف فوجی دستہ ہمراہ لے کر بظاہر ش
اسلام کی مدد کے لیے آیا تھا تو اسی وقت اس سے غداری کا خطرہ تھ
لیکن میدان جنگ میں اُمیہ اپنی فوج لے کر سب سے آگے کافروں کے
مقابلہ میں آیا اور یہ منافق تھوڑی دیر بعد میدان چھوڑ کر مع اپنے ہمراہیوں
کے بھاگ نکلا جس سے مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے اور ان میں سے بھی
کچھ فرار ہو گئے آخر صحابہ کو شکست ہوئی جبرئیل علیہ السلام بیعت خاص
و عام کا حکم لے کر آئے اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ
يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ بیعت کرتے وقت کلمۂ طیب پڑھایا اور

توبہ وتلقین کی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا حدیث
میں ہے اَلنَّدَامَۃُ تَوْبَۃٌ وَالتَّائِبُ مِنَ الذَّنُوْبِ کَمَنْ لَا
ذَنْبَ لَہٗ وقولہ تعالیٰ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
جَمِیْعًا وقولہ تعالیٰ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
ہر ایک نے توبہ کی پھر چاروں یار کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ
ہمیں بھی بیعت کر لیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو بیعت ہو چکے ہو
انہوں نے پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مصافحہ تھا اور اس وقت تک حکم
بیعت نازل نہیں ہوا تھا اس کے بعد حضور نے ان کو از سر نو بیعت کیا اور
کلاہ عطا کی اور بعض کہتے ہیں کہ کلاہ چہار ترکی عطا فرمائی۔ حضرت امیر
المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کلاہ کنبذی عنایت کی کہ اس میں زہ اور
ترک کے گوشے نہیں ہوتے اور اسے اون سے تیار کرتے ہیں اور
حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو دو ترکی کلاہ مرحمت فرمائی جو بڑی سیپ
کی طرح ہوتی ہے اور حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو کلاہ سہ ترکی
عنایت فرمائی اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کلاہ چہار ترکی
عطا کی اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں یاروں نے
فرمایا کہ رات کو یہ ٹوپی سر کے نیچے رکھ کر سونا صبح کو جو بات ظاہر ہو اُس
کو چھپانا چنانچہ سب نے حضور کی ہدایت پر عمل کیا بعض یہ کہتے ہیں کہ چاروں
حضرات حضرت علی کے گھر جمع ہو گئے واللہ اعلم بالصواب اس کے بعد
حضرت رسالتمآب نے حکم فرمایا کہ تم بھی ایک ایک کر کے اپنے تمام تابعین
کو میری جانب سے بیعت کرنا اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا
اور یہ حکم اہل ولایت کے لیے مخصوص ہے جن کی سند اور سلسلۂ خلافت

صحیح ہو اس کے بعد حکم فرمایا کہ بیعت وسیلۂ ظاہری و باطنی ہے جو عہد واثق کے ساتھ مستعد ہو کر کل جنگ کرنا ہے یعنی نفس و شیطان کے ساتھ جہاد اکبر کر وہ تاک میں لگا رہتا ہے اور یہ جنگ فی سبیل اللہ کافروں سے ہے اور یہ خدا کے امر سے دونوں طریق سے ثابت ہے اس نیت سے فاتحہ پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ رَبَّنَا بِنَعِيْمِ اَلْوَانِهِمْ اَلرَّحْمٰنِ عَلَيْنَا بِسَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَبِبَشَارَةِ الْاِيْمَانِ اَلرَّحِيْمِ عَلَيْنَا بِعَفْوِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْيَانِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ بِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ بِالْعُبُوْدِيَّةِ فِيْ كُلِّ الْاِحْسَانِ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَعْدَاءِ وَالشَّيْطَانِ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَالْمَعْرِفَةِ وَالْاِيْمَانِ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ بِالْهِدَايَةِ اِلٰى سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِنَانِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ مِنْ اَهْلِ الضَّلَالَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالطُّغْيَانِ وَلَا الضَّآلِّيْنَ مِنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ اٰمِيْنَ اِجَابَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ شَوْقًا اِلٰى لِقَاءِ الرَّحْمٰنِ طریق لباس گوناگوں اور عطائے خلافت ہر چہار یار اور خلق کی نظروں میں عزت پیدا کرنا اور تمام احوال مع قصہ معلوم کرنا چاہیے۔ صبح کو بیت المال سے غلہ لباس اور ہتھیار جو بدن کی حفاظت کریں تمام لشکر کو تقسیم کیا اور طرح طرح کے کپڑے ہر شخص کو دیے اور خلفائے راشدین کو پیراہن محبت کہ عرب میں لوگ پہنتے تھے۔ اس لباس کا نام بہا صادق و اشہاد مطلق ہے کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کا پہناوا تھا جب استعداد جنگ پیدا ہوئی تو کفار کی طرف متوجہ ہوئے۔ امیہ نے سب سے پہلے جا کر ان سے جنگ شروع کر دی اس کے بعد اس کی تمام لشکر اسلام نے مدد کی اور فتح کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ ایضاً لباس

پہنانے کا ذکر اگر خلافت کے ساتھ مخصوص ہے تو اس میں کیا راز ہے پہلے
مثال کو سمجھنا چاہیے بعد میں یہ حقیقت جان لینی چاہیے کہ جب بادشاہان مجازی
کسی کو کسی کام پر متعین کرتے ہیں تو پہلے خلعت پہناتے ہیں اس کے بعد حکم
دیتے ہیں اس شخص کو نوازے لینے کا علم خلعت سے ہوتا ہے کہ فلاں پر بادشاہ
کی نوازش ہوئی ہے اور اس کو خلعت عطا کی ہے جب بادشاہ سے وہ خلعت
لے کر رخصت ہوتا ہے تو اس کے حکم کے مطابق اپنی خدمت پر مامور ہوجاتا ہے
اور تمام رعایا بے اختیار دست بستہ اذن لے کر اس کے پاس
حاضر ہوتی ہے اور اس کی اطاعت کرتی ہے۔ حق تعالیٰ نے خاص لباس
جو حضرت رسالتماب کے لئے مخصوص تھا انواع و اقسام کے لطف و کرم
کے ساتھ اور چند خاص دوسری نعمتیں جو آپ کی شایان شان تھیں اور کسی
اور کو نہ ملی تھیں آسمان سے خواجۂ کائنات و خلاصۂ موجودات پر اُتاریں اور
اس انداز سے اُتاریں کہ کوئی ان سے بے خبر نہ رہا قولہ تعالیٰ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ
سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَّسَقٰهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا دوسری ماہیت کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ تھک نہ
جاؤ۔ اول حق تعالیٰ نے روح مثالی کو حقیقت مثال کے ساتھ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی
صُوْرَتِهٖ شکل و صورت عطا کی اس کے بعد صورت مثالی بشری کی ہڈیاں اور
گوشت پوست بطور انعام عطا کیا، لباس ناسوتی و حیوانی پہنایا اور مثال کو
وجود میں لایا خلوت خانہ ملا تو پہلے خلعت جلوہ پہنائی وَاِنِّیْ جَاعِلٌ فِی
الْاَرْضِ خَلِیْفَةً نام پایا اجسام قبائے ارواح ہوگئے اور اجسام نے ارواح
سے قوت حاصل کی اور دونوں کا ایک رنگ ہوگیا اور ایک ہی حکم حاصل ہوا
ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا فرق کیا ہے حکم ایک اور ماہیت دوسری

اِنَّ فِی جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ خَلقًا مِنْ خَلْقِ اللہِ ھَیْئَۃً کَھَیْئَۃِ النَّاسِ
وَلٰکِنْ لَیْسَ مِنَ النَّاسِ دلق پوشیدہ نے حیثیت حاصل کی تو ظاہر ہو گئی
اور جسم کے گھر میں رہنے لگی اس حکمت سے بہت سی حکمتیں اس کی آرائش نے
پائیں۔ یہ لباس گھر ہمیشہ ایک حال میں نہیں رہتا کبھی لباس شاہی پہنتا ہے اور
کبھی کلاہِ فقر قولہٖ تعالیٰ وَاللہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا وَّجَعَلَ لَکُمْ
مِنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَھَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِکُمْ
وَمِنْ اَصْوَافِھَا وَاَوْبَارِھَا وَاَشْعَارِھَا اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ
اس میں اقامت کر کے اور پہچان کر صبر و قناعت و ربط ایمان کامل کے سا
صلاح و فلاح پائی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا
وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ جو سند صحیح تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ
واصحاب کرام و مشائخ عظام سے اس کی ہر نوع کا ذکر کامل کیا جا چکا اب
اس راہ سلوک میں طالب کے قدم رکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے مرشد
راہ کو پہچانے۔ درویشی ارادت ہے اور ارادت کے دو راز ہیں ایک
پیر کی جانب سے اور دوسرا مُرید کی طرف سے۔ جب طالب صادق کسی
درویش کے دامن ارادت سے وابستگی کا خواہاں ہوا اور اس سے بیعت
ہونا چاہیے تو وہ ایسے پیر کو تلاش کرے جو شریعت و طریقت و حقیقت
کے علوم کا عالم کامل ہو۔ اگر مرید کو ان علوم میں کہیں کوئی مشکل پیش آجائے
تو وہ اپنے پیر کامل کی مدد سے اُس مشکل کو حل کر سکے گا۔ جب کسی کو ایسا پیر
مل جائے تو اُسے چاہیے کہ اپنا دست ارادت اُس کے دامن سے کبھی
جُدا نہ کرے۔ اور جب یہ مرید درویش کی نظر میں صحیح طور پر آجائے گا تو وہ
اس کو قبول کر لے گا۔ اسے مجب آگاہ ہو کہ ارادت کسی پیر کے جسم و صورت

موقوف نہیں کیونکہ یہ دونوں موت کا مزہ چکھیں گے اور ایک دن گل کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ. وجود ظاہری جسمانی میں سوزو سازاور زیب وزینت پیدا کرنے والا کوئی اور ہی ہے اس بات کو ایسے سمجھو کہ مقناطیس ایک پتھر ہے اور زنگ لگا ہوا لوہا یہ دونوں چیزیں کثیف ہیں اور ظاہر یہ بات بالکل معلوم نہیں ہوتی کہ ان میں کیا مناسبت ہے۔ جب مقناطیس متحرک ہوتا ہے تو لوہا بھی اُس کی کشش سے حرکت کرتا ہے اور ذی روح ہو جاتا ہے۔ اگرچہ پیر و مُرید ایک ہی قبیلہ کے ہیں لیکن پیر میں ایک ایسی ماہیت ہے کہ مُرید کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور راہ سلوک اس کے لیے کھولتی ہے معلوم ہونا چاہیے کہ مُرشد جس طرح حکم کرے مرید اس پر اسی طرح عمل کرے اور اس کے بعد غسل طریقت کرے قَالَ اِمَامُ النَّاطِقِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ نَوَيْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ غُسْلَ الْفُقَرَاءِ مِنْ جَمِيْعِ اِشْتِغَالِ الذُّنُوْبِ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ لیکن جب اس طرح مستحق طریقت ہو جائے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ اَشْرَفَ قُلُوْبَ الْاَوْلِيَاءِ بِنُوْرِ تَجَلِّيَاتِ جَمَالِهٖ بِتَرْكِ الْمَالِ وَالْجَاهِ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَرْكُ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَمَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ قولہ تعالیٰ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ چار یاروں میں سے طالب جس کے سلسلہ سے منسلک ہو تو اس کے طریقے اختیار کرے۔ سردار ہر دلی حضرت علی ہیں چنانچہ ارشاد ہوا کہ وَاَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ اَسَدُ اللّٰهِ الْغَالِبُ مَوْلَانَا وَسَيِّدُنَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اِمَامًا حَقًّا مِنْ قِبَلِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

وَمِنْ بَعْدِہٖ سِلْسِلَۃِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَکُمَیْلِ ابْنِ زِیَادٍ وَخَوَاجَہ
حَسَنِ الْبَصَرِیِّ اِلیٰ اٰخِرِہٖ کہ یہ خلفاء مابعد ہیں اور ان کا سلسلۂ معرفت
ہوا اور حضرت سید الطائفین ابوالقاسم خواجہ جنید تک پہنچا. حضرت والا نے طر
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا از سر نو احیائے کامل کیا اور اس سے د
کی اقامت میں تقویت پیدا ہوئی اور یہ سلسلہ آج تک قدم بہ قدم چل رہا
اور چلتا رہے گا. شجرۂ ولایت جو ایک عظیم درخت کی صورت میں نمودار ہو
اس کے تخم سے اور اس کے تنے اور شاخوں پھر شاخوں کی شاخوں کا سب ک
بیان کیا جا چکا اصحاب تو رسالتماب کے پیچھے اور اہل ولایت اصحاب و مصط
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہیں اور اس کے بعد آنے والے تمام مشا
ان کے پیچھے رہ کر آنے والی نسلوں کی پیشوائی و رہنمائی کریں گے. سالک
اور اس کتاب کا ہر ایک مطالعہ کرنے والا روزانہ اس کو مطالعہ میں رکھے
اور اپنے حال کو اس کی ہدایات کے مطابق بنائے. جو قول موافق نہ
آئے اُسے چھوڑ دے اور جس سے فیض نمایاں ہوتا ہو لکھے کہ بعد
میں آنے والوں کے کام آئے گا اور اپنا حال قدماء کے حال کے مطابق
کرے تو اس کا حال دوسروں کے حال کی اصلاح کے لیے نمونہ بن
جائے گا آخری منزل یہ ہے اور ابتدائے کار سلسلۂ معرفت کی تمام
کڑیوں کو آپس میں ملائے رکھنا ہے اور واضح ہو کہ اب تمام شجروں کو
تفصیل کے ساتھ اور نہایت صحیح ترتیب سے معرض تحریر میں لایا
جاتا ہے.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

شجرہائے خلافت

(۱) شجرۂ خلافت پیران شطار خاندان عشقیہ آتش خار ایہ ہے۔ نسبت فقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس اللہ سرہٗ العزیز ان کی نسبت بحضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ قاضن الشطاری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبداللہ شطار قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد عارف قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد عاشق قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ خدا قلی ماوراء النہری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت ابوالمظفر مولانا ترک طوسی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ خواجہ اعز عشقی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ محمد مغربی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین شاہ مرداں علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

(۲) شجرہ خلافت پیران چشت قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہٗ

ان کی نسبت حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت
حضرت شیخ قاضن النظاری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد ابن غیاث
قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ معین الاسلام قدس سرہ سے ان کی نسبت
حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ نور
قطب عالم قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ علاؤالحق لاہوری قدس سرہ
سے ان کی نسبت حضرت شیخ اخی سراج الدین عثمان اودہی قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت سلطان الصوفیہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے ان کی
نسبت حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت سلطان الہند خواجہ
معین الدین چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس
سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت
خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ محمد چشتی
قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتی قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت
خواجہ ممشاد ابواسحاق علوی دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ
ہبیرہ البصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی قدس
سرہ سے ان کی نسبت حضرت سلطان ابراہیم ادہم قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ سے ان کی نسبت
حضرت عبدالواحد ابن زید قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حسن
بصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین شاہ مرداں علی ابن ابی

طالب رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔

(۴) ایضاً شجرہ خلافت پیران چشت قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت میراں سید زاہد قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عیسیٰ جونپوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ فتح اللہ چشتی قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ صدر الدین شہاب ناگوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ قطب الحق والدین قطب دہلی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت حاجی شریف زندانی سے ان کی نسبت حضرت خواجہ مودود چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ یوسف چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ محمد چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ احمد چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ ابواسحٰق چشتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ ممشاد ابواسحاق علوی دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ ہبیرہ البصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ صدر الدین حذیفہ مرعشی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہم

بلخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین شاہ مرداں علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور ان کی نسبت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

(۴) شجرۂ خلافت پیران فردوس قدس اللہ اسرارہم نسبتِ فقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت شیخ ایوب کاہی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد بہرام بہاری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ حسن ابن حسین مغربی شمس بلخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ منظفر شمس بلخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ عین الدین فردوس قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت رکن الدین فردوس قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ بدرالدین سمرقندی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت نجم الدین کبرٰی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ضیاءالدین ابونجیب قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد ابن عبداللہ المعروف بعمویہ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ جنید

بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت معروف کرخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امام علی
موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے
ان کی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام
محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
سے ان کی نسبت حضرت امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ عنہ سے ان کی
نسبت حضرت امیر المومنین شاہ مرداں علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
ان کی نسبت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم سے۔

(۵) شجرہ خلافت پیران سہروردیہ قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حاجی حمید
عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ
ان کی نسبت حضرت شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی
نسبت حضرت شیخ قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ رکن الدین
جونپوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت تاج الدین قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح بہاؤ الدین قدس سرہ سے انکی نسبت
حضرت صدر الدین ابو الفضل بہاؤ الدین قدس سرہ سے ان کی نسبت
حضرت شیخ ابو البرکات بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہ سے ان کی نسبت
حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی قدس سرہ سے
ان کی نسبت حضرت خواجہ وجیہہ الدین ابو حفص قدس سرہ سے ان کی نسبت

حضرت شیخ محمد المعروف بعمویہ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت ممشاد علوی دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت سید الطائفین ابوالقاسم خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت معروف کرخی قدس سرہ سے انکی نسبت حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین شاہ مردان علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

(۶) شجرۂ خلافت پیران زہگیر پوش یعنی سہروردیہ قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ رحمت اللہ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عمر قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ حسین زہگیر پوش قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ سلیمان زہگیر پوش قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ نقی الدین قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ احمد دمشقی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد المعروف بعمویہ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت احمد اسود

دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ممشاد علوی دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سِرّی سقطی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ داؤد طائی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امیر المومنین شاہ مردان علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت سید المرسلین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

(۷) شجرۂ خلافت پیران قادریہ قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن شطاری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبدالوہاب قادری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبدالرؤف قادری قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمود قادری قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبدالغفار صدیقی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قادری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ علی حسینی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ جعفر احمد حسینی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابراہیم حسینی قدس سرہ سے ان کی نسبت شیخ عبداللہ حسینی قدس سرہٗ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبدالرزاق قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت قطب الاقطاب غوث الاسلام سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت قطب الاقطاب غوث الاسلام ابوسعید بن مبارک

مخزومی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالحسن علی القریشی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ یوسف بن یوسف طرطوسی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ احمد عبدالعزیز الیمنی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت ابوالقاسم عباس احمد یمنی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابوبکر عبداللہ شبلی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سرّی سقطی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت رسالت پناہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔

(۸) شجرۂ خلافت پیران طیفوری المعروف مداری قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ حسام الدین مانکپوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ظہور شامی طیفور قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عین الدین شامی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبداللہ علمدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت رسالتماب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

شجرۂ خلافت پیران ادیس قدس اللہ اسرارہم نسبتِ فقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ علی شیرازی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبداللہ مصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

(۹) شجرۂ خلافت پیران فردوس قدس اللہ اسرارہم نسبتِ فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ کریم الدین اودہی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ جمال الدین اودہی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد علا قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت علا بدایونی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ رکن الدین فردوسی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ضیاالدین ابونجیب قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد بن عبداللہ المعروف بعمویہ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری

قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

(۱۰) شجرہ خلافت پیران خلوتی قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبداللہ شطار قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ مظفر سرکالی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابراہیم عشقبازی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت سید میران نظام الدین قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد خلوتی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ نجم الدین خوارزمی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عمار بن قاضی عبداللہ بدس قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امام احمد غزالی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت ابوبکر نساج قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالقاسم کرکانی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت عثمان مغربی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ابوعلی کاتب قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ علی رودباری

قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ الشیوخ رئیس القوم خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

(۱۱) شجرۂ خلافت پیران سید علی موحد ربانی قدس اللہ اسرارہم نسبت فقیر حقیر حاجی حمید عرف شیخ محمد غوث بحضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ ان کی نسبت حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد قاضن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبداللہ شطار قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت سید سادات سید علی موحد قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ زین الدین خوارزمی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت سید السادات سید عبدالرحمٰن قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت جمال الدین محمود اصفہانی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ عبدالصمد نطری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ علی مرعشی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ وجیہہ الدین ابو حفص عمر السہروردی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ محمد بن عبداللہ المعروف لعمویہ قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت شیخ ممشاد علی دینوری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ سری سقطی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امام داؤد طائی قدس سرہ

سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہ سے ان کی نسبت حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ سے ان کی نسبت حضرت خواجہ کائنات خلاصۂ موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

وہ باطنی خلافتیں جو فقیر کو بارگاہ و مکاشفات میں عطا ہوئیں

پردۂ سرادقات عزت سے معززین نے اس بیچارہ کو سربلندی بخشی اور خرقہ خلافت عطا فرمایا اور اپنا جانشین مقرر کیا، وارث نبی بنا دیا جس طرح پیران ظاہر اپنے مریدین کو سربلند کرتے ہیں اسی طرح مرشدین اہل وصال نے اس طالب راہ ہدایت کو عزت بخشی اور خلافت ولعنت عطا فرمائی۔

(۱) **مکاشفہ** سب سے پہلے حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ نے شرف قبولیت سے مشرف کیا۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ نے اس ذرۂ ناچیز کو خلافت سے سرفراز کیا اور جانب کوہستان قلعۂ چنار میرا تقرر کر کے یہ حکم دیا کہ یہاں خلوت زاہدانہ میں مشغول رہو۔ اس فقیر نے حضرت کے حکم کی تعمیل کی۔ اور قلعہ کے قریب دریائے گنگا کے کنارے ایک سال خلوت میں رہا۔ سال کے آخر میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ مجھے بیعت کر لو۔ فقیر نے بہت معذرت کی لیکن وہ نہیں مانا آخر میں نے اس کو بیعت کیا۔ یہ بیعت عین حالت ریاضت میں خلل انداز ہوئی سر میں درد ہوا جس کے نتیجہ میں تین ماہ تک بے حضوری رہی تو اس سال کو گزار کر دوسرے سال چار سال کی نیت خلوت کی۔ ابھی چھ ماہ ہی ہوئے تھے کہ پھر ایک شخص باعتقاد کامل میرے پاس آیا اور مجھ سے بیعت

ہونے پر اصرار کرنے لگا۔ اس فقیر نے بیحد انکار کیا لیکن وہ باز نہ آیا تو مجبوراً میں نے اُسے بیعت کر لیا چنانچہ پھر اسی طرح سر میں درد ہو گیا جس طرح پہلے ہوا تھا۔ اب یقین ہو گیا کہ یہ فقیر بیعت کرنے کے لائق نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر کسی کو بیعت نہ کروں گا۔

اس بات کو ایک سال کامل نہیں ہوا تھا کہ دل میں خیال ہوا کہ اکثر لوگ بیعت کرتے ہیں لیکن ان کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ مگر مجھے تکلیف پہنچتی ہے آخر کیا وجہ ہے پردۂ غیب سے ہاتف لاریب نے خبر دی کہ وہ صرف رسم ادا کرتے ہیں اور ان سے بیعت ہو کر لوگوں کو فیض نہیں ہوتا اور وہ ظاہری پیر کسی مرید کا بار اٹھانے کے قابل نہیں ہوتے۔ جن کے اندر مریدوں کا بار اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔ بس اب یہ یقین ہو گیا کہ یہ فقیر حقیر ابھی شایان ولایت نہیں ہے اس لیے آئندہ کسی کو بیعت نہیں کرے گا یہ پختہ عزم میں نے اپنے دل میں کیا اور رضیت باللہ مشغول ریاضت ہو گیا اور نفس کو میں نے یہانتک سزا دی کہ آٹھ ماہ کے دوران صرف سولہ مرتبہ کھانا کھایا۔ اثنائے ریاضت میں پھر ایک سید صحیح النسب میرے پاس مرید ہونے کی غرض سے آیا تو اس کو فقیر نے یہ جواب دیا کہ میں کسی کو بیعت کرنے کے لائق نہیں ہوں؟ الغرض کافی بحث ہوئی آخر سید زادہ نے میرا دامن پکڑ کر کہا کہ اگر اللہ سے بیعت نہیں کرتے تو پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو مجھے اپنے سلسلہ میں منسلک کر لیجئے۔ ان کی یہ بات سنتے ہی فقیر اپنے آپے میں نہ رہا۔ وجد آ گیا۔ جب ہوش آیا تو خیال آیا کہ جب میں اپنے مرشد حضرت سلطان الموحدین شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہ سے بیعت ہوا تھا تو حضرت نے مجھے بیعت کے بعد اپنے سر سے کلاہ اتار کر عطا فرمائی تھی اگر وہی کلاہ ان سید زادہ کو دے دوں تو اس فقیر کو کوئی تشویش نہ رہے گی۔ انہیں بیعت کرنے کے بعد میری اب پھر وہی کیفیت ہو گئی جو اس سے پیشتر دو آدمیوں کو

بیعت کرنے کے بعد ہوئی تھی بلکہ اس مرتبہ اس بھی زیادہ ہو گئی اور جب مجھ پر
بیخودی طاری ہوئی تو ایک آدمی نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ میں ہاتف ہوں۔
میں نے پہلے ہی تمہیں کسی کو بیعت کرنے سے بالکل منع کر دیا تھا اب پھر تم نے
وہی فتنہ جگا دیا۔ فقیر اس پر شرمندہ ہوا کہ اچانک حضرت شیخ محمد علاء المعروف شیخ
قاضن فردوسی سہروردی شطاری ظاہر ہوئے گھوڑے کی ایک جدول پر خود بیٹھے
ہوئے اور ایک جدول خالی تھی۔ جب فقیر کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ اُٹھ خالی جدول
پر میرے ساتھ بیٹھ جا اور میرے ساتھ چل تو ہم تیرے لشکر کی منظوری کرا کے تجھے یہاں
واپس لے آئیں گے چنانچہ فقیر ان کے ساتھ سوار ہو کر ایسی جگہ پہنچا کہ وہاں دنیا کی
کوئی علامت نظر نہیں آئی وہاں کچھ دیر ٹھہرے تو کچھ دیر کے بعد مغرب کی جانب
ایک محل نظر آیا اُس کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ اُس کے اندر سے حضرت سلطان
العارفین خواجہ بایزید بسطامی نے دروازہ کے باہر آکر سلام کیا تو حضرت شیخ قاضن
نے سلام کا جواب دیا اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر سلطان العارفین کے قدموں میں گر گئے
اور عرض کیا کہ یہ فرزند حضور والا اور دیگر مشائخ کے زمرہ میں لشکر جمع کر رہا ہے
کیا حکم ہے حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس کو اور اس کے لشکر کو قیامت تک
کے لیے قبول کیا۔ میں نے عالم الہی میں اس کی قبولیت دیکھی تھی اور صف انبیاء
میں اس جوان کو پایا تھا اور جو بھی اس سلسلہ میں داخل ہو کر بیعت کرے گا قیامت
تک میں نے اس جماعت کو قبول کیا اور اس سلسلہ کو قیام قیامت کے لیے
جاری کر دیا۔ اس کے بعد حضرت سے فقیر نے عرض کیا کہ میں بیعت کرنے سے
ڈرتا ہوں تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا آ ہم تجھے حضرت رسالت مآب کے سامنے
لے جائیں اور تیرے لشکر کو منظور کرائیں بس میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اندر لے گئے
وہاں حضرت رسالتمآب اور صحابہ بیٹھے تھے۔ حضرت سلطان العارفین نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے عرض کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
کہ جو تیرے سلسلہ میں داخل ہوگا اس پر آتش دوزخ حرام ہوگی اور عاقبت کا اس
سے مواخذہ نہ ہوگا بغیر ایمان کے اس کو توفیق بیعت نہ ہوگی اور جو اس سلسلہ کو قبول
کرے گا تو یہ بات اس کے ایمان کی علامت ہوگی جس کا ثمرہ مغفرت ہوگی قدرے
توقف کے حضرت نے دریافت فرمایا کہ اب کیا بات باقی رہی فقیر نے عرض کیا کہ
درگاہ رب العزت بے نیاز و بے پرواہ ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہیں بارگاہ صمدیت میں لے جائیں گے فقیر نے کہا حضور
حاکم ہیں تو آنحضرت نے فقیر کا ہاتھ پکڑا اور دیوار سے باہر آئے تجلی نور متجلی ہوئی۔
جو کچھ صورت حال تھی بلا تامل عرض کر دی فرمان حق ہوا کہ جو خود آگے بڑھے گا وہ
پیچھے ہٹے گا اور اس کا عذاب وہ بھگتے گا اور جو مست و بیخود ہوگا اور اسے اپنی خبر
بھی نہ رہے گی وہ واصل بحق ہوگا راہ حق دکھائے گا پس جلال عظمت سے فرمان
جاری ہوا اور جمال کبریائی سے اطلاع کی کہ اے درویش جو تجھے اخلاص سے دیکھے
گا اُسے نجات دارین حاصل ہوگی۔ تیسرے سلسلہ کی مثال دریا کی سی ہے کہ جو اس
میں داخل ہوگا پاک ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ حکم ہوا کہ اہل
ولایت کو حاضر کر کے ان کی قبولیت کی خبر ان میں نشر کر دی جائے۔ پس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام اولیاء کو حاضر کیا وہ جب مشرق سے مغرب تک
جماعت کی صورت میں نہایت ادب سے حضرت رسالتمآب کے سامنے بیٹھ گئے
تو میرا ایک ہاتھ سلطان العارفین نے پکڑا اور دوسرا ہاتھ مخدوم شیخ قاضن نے
پکڑ کر مجھے اولیاء کے درمیان سے گذارا اور انہوں نے تمام اولیاء اللہ کو زور سے
پکار پکار کر کہا کہ یہ جوان ولایت حق مقبول اور برگزیدہ ہے پھر حضرت رسالتمآب
کے سامنے مجھے پیش کیا آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ اپنا خرقہ اے بایزید اس کو

دے دو یہ سنتے ہی حضرت سلطان العارفین نے اپنا خرقہ اُتار کر اس فقیر کو پہنا دیا اور حضرت شیخ فاضن سے فرمایا کہ اس کو اس کے مقام سکونت پر پہنچا دو آپ نے بھی اپنا جامۂ عشقیہ مجھے پہنا دیا اور فقیر کو خلوت خانۂ فقیر تک پہنچا دیا۔ عجیب وغریب کیفیت رو نما ہوئی۔ جو لوگ اس وقت موجود تھے انہوں نے بھی یہی کہا کہ آج کا منظر کچھ عجیب ہے فقیر نے کہا کہ واقعی یہی بات ہے۔ اس گفتگو کے دوران ایک جماعت مجھ سے بیعت ہونے کے لیے آئی تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ کہیں وہ پہلی جیسی حالت پیدا نہ ہو جائے کہ اچانک مجھے الہام ہوا کہ اسے محمد غوث کیا نواب بھی مطمئن نہیں ہوا۔ یہ سنتے ہی میں نے استغفار کر کے اس جماعت کو بیعت کر لیا تو کوئی تکلیف دتشویش پیدا نہ ہوئی۔ بیعت کے بعد ہاتف غیبی نے آواز دی کہ تیرے سکون قلبی کے لیے ہم نے اس جماعت کو تیرے پاس بھیجا تاکہ تجھے تسکین ہو اور خبر باطنی کا یقین ہو جائے۔ اس کے بعد آئندہ تجھے جو بھی خبر باطنی ملے تو اس پر یقین کرنا اور مدت قریب دبعید میں اس کا انکار نہ کرنا اور یہ خیال رکھنا کہ تجھ سے کوئی خاص کام لینا ہے۔ **مکاشفہ** یہ فقیر ملک چین کے کنارے پہنچ گیا تھا وہاں ایک بڑا پہاڑ تھا جس کا نام نیلا جل ہے۔ میں نے وہاں خلوت اختیار کی ایک سال گیارہ ماہ کے بعد ایک عجیب وغریب حالت رو نما ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک بادشاہ دریا سے گذر رہا ہے۔ میرا بھی ارادہ ہوا کہ اس دریا سے سفر کروں کہ اچانک ایک شخص نے سامنے آکر مجھ سے کہا کہ بادشاہ کی کشتی میں تمہاری گنجائش نہیں ہے۔ خدام اپنے لیے ایک علیحدہ کشتی مہیا کر کے اس سے اس دریا کا سفر کرتے ہیں۔ فقیر نے یہ بات مان لی اور ایک اور کشتی میں سوار ہو گیا کہ یکایک بادشاہ کی کشتی دریا کے کنارے سے لگ گئی اور فقیر کی کشتی فقیر کے قابو سے باہر ہو گئی اور دریائے محیط کی طرف اس کا رُخ ہو گیا اور ایسی جگہ پہنچ گیا کہ جہاں چاند درمیان میں ہے

اور وہاں ایک آدمی بیٹھا ہے وہ فقیر کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ تو خوب آیا۔ میں یہاں تیرے ہی انتظار میں رُکا ہوا تھا۔ فقیر نے آہستہ سے کہا کہ میں محو حیرت ہوں مجھے اپنی ہی خبر نہیں تو اس آدمی نے کہا ہاں راہ سلوک میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر فقیر نے عرض کیا کہ اس دریا سے میرا باہر آنا کیا ممکن ہے؟ اس شخص نے کہا کہ تم اس دریا کو پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا یہ دریائے ہستی ہے۔ یہاں دُنیا ختم ہے جب مرکز پر پہنچو گے تو تمام دریا تمہاری نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔ میں نے کہا مرکز کہاں ہے اس نے کہا کشتی سے اُترو فقیر نے ایسا ہی کیا پھر اس نے کہا غوطہ لگاؤ اور دریا سے جو چیز تمہیں ملے اُس کو نکال لاؤ فقیر نے غوطہ کھایا اور مرکز پر پہنچ گیا وہاں کوئی چیز نہ ملی تو میں نے پانی سے سر باہر نکال کر اس سے کہا کہ مجھے تو وہاں کچھ نہیں ملا اُس نے کہا یہ مرکز انبیاء تھا یہاں جانا سہل ہے۔ اُس نے پھر کہا کہ دوسرا غوطہ لگاؤ۔ پھر میں غوطہ لگا کر مرکز تک پہنچ گیا اور وہاں مجھے کچھ نہ ملا۔ جب میں نے پانی سے اوپر سر نکالا تو اس شخص نے کہا کہ یہ مرکز اولیاء تھا یہاں بھی جانا آسان ہے۔ پھر اس نے کہا کہ مرکز ولایت کی طرف رُخ کرو اور غوطہ لگاؤ فقیر نے پھر دوسری جگہ غوطہ مارا تو چند سال چلتا رہا تب اس کی انتہا تک پہنچا وہاں جو میں نے جستجو کی تو ایک مٹھی خاک ہاتھ آئی میں نے پانی کی بالائی سطح پر آکر اس آدمی سے کہا کہ اس ایک مشت خاک کا کیا کروں اس نے کہا کھا جاؤ گے تو کچھ اور تاثیر ہو گی اور اُسے تمام بدن پر بھی ملو فقیر نے ایسا ہی کیا تو اس آدمی نے کہا کہ اس خاک کی تاثیر کو کسی سے بیان نہ کرنا۔ اب تمہارے فیض سے عالم کا ظہور ہے یہ کہہ کر وہ شخص فقیر کے پاس آیا اور اپنے بدن سے کرتہ اتار کر فقیر کو پہنا دیا اور میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں تو جواب میں یہ فرمایا کہ میں

اویس قرنی ہوں۔ میں یہاں تمہارے انتظار میں تھا اب اپنی جگہ چلا جاؤں گا
اب اس کے بعد فقیر پھر یہاں نہیں آئے گا اس مکاشفہ کا اثر تیسویں سال شروع
ہوا اور انجام اس کا حق تعالیٰ جانتا ہے۔

(۲) مکاشفہ ایک رات ہیں میں اپنے وقت مقررہ پر اپنی جگہ موجود تھا کہ
یکایک صدا بلند ہوئی کہ یہ معموری و حضوری کا وقت ہے اپنے گھروں سے باہر
آؤ چنانچہ فقیر نکلتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ تمام لوگ گھروں سے باہر نکل آئے ہیں اور
ایک دریا ظاہر ہوا ہے کہ تمام عالم اس میں جمع ہو رہا ہے اور کوئی ایک فرد
ایسا باقی نہیں رہا جو اس میں نہ آگیا ہو اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ دریا کے مرکز میں ایک رنگ
چمکدار ایک صحیح تخت ہے اور اس کے آگے دریا میں سے دو تنے نکلے ہوئے ہیں ایک
تو تنہ آب اور دوسرا تنہ آتش ہے اور ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا اس کی حفاظت
کر رہا ہے اور تمام مخلوق دریا میں داخل ہو رہی ہے اور نصف سے زیادہ
لوگ آچکے ہیں فقیر کو یہ خیال ہوا کہ دریا میں داخل ہونے والے شاید دم بدم
تخت کے قریب پہنچ رہے ہیں اور فقیر ان کو پہچانتا ہے پس ہر آنے والا
فقیر سے ملا اور فقیر نے ان سے ملاقات کی اور میں اور وہ سب لوگ تخت کے
قریب پہنچ گئے۔ محافظ تخت نے اٹھ کر فقیر کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر لا کر بٹھا دیا
اور اپنا پیراہن اتار کر فقیر کو پہنا دیا اور دو طبق تنہ جمال کے فقیر کے سر پر نچھاور
کیے اور تین طبق تنہ جلال کے بھر کر نچھاور کیے۔ میں نے زیادہ طلب کیے تو
انہوں نے فرمایا کہ تمہاری شان کے لائق اتنے ہی تھے فقیر نے پوچھا حضرت
آپ کون ہیں آپ نے جواباً فرمایا فریدالدین شکر گنج تو فقیر نے آپ کے سر
اور قدموں کا بوسہ دیا اور حضرت سے دریافت کیا کہ اس کی تعبیر کیا ہے تو آپ
نے فرمایا کہ یہ دریائے ہستی ہے اور یہ تخت رب العالمین ہے اور یہ دونوں

تنے یا شائیں جلال و جمال کی ہیں۔ جو ولی و نبی اس مقام پر پہنچا ہے اس شرف سے مشرف ہوتا ہے۔ اس کے بعد فقیر نے حضرت سے پوچھا کہ اے آقائے نعمت صرف تنہا آپ ہی محافظ تخت ہیں حضرت نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم چار اشخاص تخت کے محافظ ہیں۔ فقیر نے عرض کیا باقی تین حضرات کے اسمائے گرامی کیا ہیں فرمایا حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی و خواجہ جنید بغدادی اور خواجہ ذوالنون مصری قدس اللہ اسرارہم اور یہ حضرات اپنی اپنی باری پر تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور ان کے دور میں جو ولی مقرب یہاں آتا ہے اُس کو یہ بھی جامۂ خلافت عطا فرماتے ہیں اور ہر ایک کی استعداد کے مطابق اس کو جلال و جمال کے حصہ سے سرفراز کرتے ہیں۔ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ پھر فقیر نے سوال کیا کہ آپ حضرات کی پیدائش تو امت محمدی میں ہوئی۔ اس تخت کی نگہبانی کس طرح سپرد ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ ہماری حقیقت کا اس رتبہ سے تعلق ظہور سے پہلے بھی تھا اور ظہور کے بعد بھی ہے یہاں مادیت و جسمانیت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پھر فقیر نے عرض کیا کہ اتنے لوگ جو قریب نظر آتے ہیں یہاں تک کس طرح پہنچے آپ نے فرمایا کہ برسوں سے تمام عالم اس دریا میں ہے کوئی باہر سے نہیں آیا اور جو لوگ تمہیں قریب نظر آتے ہیں وہ درحقیقت دور ہیں اور ان میں یہ استعداد نہیں کہ یہاں تک آسکیں۔ مدتوں کے بعد اب تو یہاں پہنچا ہے اس سے یہاں تک رسائی حاصل کرنے والوں کا حساب لگاؤ۔ میں نے ان تمام باتوں کو دیکھا اور سمجھا پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ یہ جو تمام لوگ یہاں ابھی تک پڑے ہوئے اور کسی رتبہ پر نہیں پہنچ سکے یہ سب تمہارے تابع ہیں جو ان میں سے تمہارے مرتبہ کو تسلیم نہ کرے گا۔ بدنصیب ہوگا اور فیض سے محروم رہے گا۔ جب میں رخصت ہو کر دریا کے کنارے

پہنچا تو میں نے یہ دیکھا کہ تمام مخلوق میرے پیچھے ہے مگر معدودے چند جن سے میں واقف ہوں۔ پھر میں اپنی اسی حالت پر آگیا اور اتنا لطف و سرور حاصل ہوا کہ اس کو معرض تحریر میں لانا ممکن نہیں ہے۔

(۳) **مکاشفہ** اس درویش نے کچھ مدت تک کے لیے اپنے اوپر یہ لازم قرار دیا تھا کہ رات کو سویا نہ کروں اور دن میں غافل نہ رہوں۔ اسی طرح آٹھ مہینے گذر چکے تھے کہ اسی دوران میں ایک روز ایک شور برپا ہوا کہ بادشاہ آگیا یہ فقیر بادشاہ کا نام سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک لق و دق صحرا ہے اس میں ایک عالی شان محل ہے اور اس کے نیچے ایک نہر جاری اور اس محل میں اولیاء اللہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہے اس کے درمیان میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رونق افروز ہیں۔ آپ نے جیسے ہی فقیر کو دیکھا تو بلا کر اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ عنایت فرمائی اور پہلے یہ فرمایا کہ یہ مجلس خدام کے لیے آراستہ کی گئی ہے۔ اس میں تم جہاں بیٹھے ہو وہ تمہاری ہی جگہ ہے اس کو قبول کرو۔ میں نے یہ بات سنتے ہی ادب سے سر جھکا دیا۔ پھر حضرت مخدوم نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایک مدت سے تمہاری امانت میرے پاس تھی وہ اب مجھ سے لے لو اور اپنے بدن سے قبا اُتار کر مجھے پہنا دی اور میرا ہاتھ پکڑ کر محل سے باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام جن حاضر ہیں اور سلطان جن ابراہیم اور سلطان بکتا نوش حضرت کے سامنے آئے حضرت شیخ نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر انہیں فقیر کے حوالے کر دیا اور یہ فرمایا کہ پہلے یہ دونوں مہتر سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں تھے ان کے بعد ہمارے حوالے ہوئے۔ اب حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے حوالے کیے جا رہے ہیں۔ ان کے حالات سے باخبر رہنا پس فقیر نے حضرت شیخ کی طرف

جو نظر کی تو یہ بھی دیکھا کہ ایک عورت فرتوت پریشان کھڑی ہے اور حضرت مخدوم سے عرض کر رہی ہے کہ جب تمام لشکر آپ نے ان کے سپرد کر دیئے تو ہماری بھی سفارش کر دیں اور ہمیں بھی ان کے حوالے کر دیں. حضرت مخدوم ہاتھ پکڑ کر یہ فرماتے ہیں کہ اے حضرت شیخ محمد غوث ہمارے سلسلہ میں ایک دستور ہے جس کے بغیر کاروبار نہیں چلتا یہ سُن کر اس فقیر کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت مخدوم کیا فرما رہے ہیں خود بھی لباس دنیا میں ملبوس ہیں اور دوسروں کو بھی اسی لباس میں لا رہے ہیں جیسے ہی یہ خطرہ دل میں آیا حضرت شیخ نے یہ ظاہر کیا کہ جو شخص اسماء اللہ کی دعوت کرے اس کے لیے لازم ہے کہ تسخیر دین و دنیا کو قبول کرے. کوئی پیغمبر اس کے بغیر نہیں ہوا۔ ہر اسم موقوف بوصف ظہور ہے بغیر علم ازلی یہ کسی کو عطا نہیں ہوتا تو فقیر نے یہ بات قبول کی تو سارے عالم کی سرپرآپڑی اور دوسرے اسرار و رموز بھی سامنے آئے جو لائق تحریر نہیں ہیں۔

(۴) مُکاشفہ:۔ ایک وقت میں مجھ پر ایسی بیخودی طاری تھی کہ کسی طرف بھی میں متوجہ نہیں تھا پھر جب ہوش میں آیا تو اپنی جستجو کی تو دیکھا کہ جہاں قدم رکھتا ہوں وہاں ولی کا فیض نمایاں نظر آرہا ہے پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ نبی کا فیض کہاں جاری ہے کہ اچانک ایک مکان ظاہر ہوا جس کا صحن انبیاء و اولیاء سے منسوب تھا اس مکان میں ایک آدمی ہے جو یہ کہہ رہا ہے کہ ہر پچھلے نبی نے اگلے نبی سے ادب سیکھا اور اسی طرح ہر بعد میں آنے والا ولی پہلے ولی سے ادب سیکھتا ہے اور تمام انبیاء و اولیاء اس مکان سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ نبی کا کمال ظاہر ہیں اور ولی کا کمال باطن میں۔ وہ آدمی یہ باتیں کر کے غائب ہو گیا اور اب دو مکان نظر آئے وہاں اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان میں سے ایک مکان حضرت غوث الصمدانی سید محی الدین عبدالقادر گیلانی قدس سرہ کا ہے اور ایک مکان

حضرت شیخ محمد غوث کا ہے۔ فقیر کو اس آدمی کی یہ بات سُننا اچھا نہیں معلوم ہوا اسی اثنا میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ اے میرے فرزند شیخ محمد غوث مکان میں اس آدمی نے یہ کیا کہا کہ بعد میں آنے والے نے پہلے آنے والے سے ادب سیکھا ہے یہ فرمانے کے بعد حضرت غوث اعظم فقیر کے بالکل قریب آگئے اور اپنا پیراہن اُتار کر اس فقیر کو پہنا دیا اور یہ ارشاد کیا کہ اس رُتبہ کے لائق جو حضرات تمہارے ارد گرد ہیں وہ سب تم سے فیض حاصل کریں گے اور اس رُتبہ کو حاصل کر کے ہی اولیاء کی انبیاء تک رسائی ہوتی ہے۔

(۵) **مُکاشفہ:۔** یہ فقیر کوہستان میں مشغول ریاضت و مجاہدہ تھا کہ اچانک یہ نیت کی کہ چھ ماہ تک آستانہ حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری پر جاروب کشی کرتا رہوں اس ارادہ سے کوہستان قلعہ چنار سے حضرت کے آستانہ کی طرف روانہ ہوا کچھ دور چلا کہ دوپہر کا وقت ہو گیا تو جنگل کے کنارے آرام کرنے لگا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مخدوم وہیں تشریف لے آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا اے شیخ محمد غوث تمہاری نیت مقبول ہو گئی ہم سے اپنی نعمت لے لو اور یہیں سے واپس ہو جاؤ یہ کہہ کر آپ نے اپنا پیراہن اُتار کر مجھے پہنا دیا اور ایک حمائل عطا کی کہ تمہارا معاملہ میں آگے بڑھتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور تمہیں یہ بات خود بھی معلوم ہو جائے گی۔

(۶) **مُکاشفہ:۔** ایک رات میں فقیر مشغول ریاضت تھا کہ اچانک حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا مُلتانی نے آکر السلام علیکم فرمایا فقیر ادب سے تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ حضرت نے گفتگو کی ابتدا اس طرح کی کہ اے شیخ محمد غوث میں نے پہلے تمہیں صفِ انبیاء میں دیکھا تھا تو دل خوش ہو گیا کہ اگر تمہیں ان کی صحبت میسر

آئے تو کتنا اچھا ہو۔ دل میں یہ خیال آتے ہی میں نے یہ دیکھا کہ تم صف انبیاء سے
سے گذر کر قعدۂ اخیرہ میں صف اولیاء میں آگئے اور محو حال ہو گئے۔ اس روز
جو پیراہن میں نے زیب تن کیا تھا وہ تمہاری نیت سے پہنا تھا یہ سنتے ہی میں سر
نگوں ہو گیا اور حضرت نے اپنا وہ پیراہن مجھے پہنا دیا دعائے شکرانہ ہوئی اور الحمدللہ
کمال ازل اس صورت میں نمایاں ہوا۔

(۷) مکاشفہ:۔ فقیر قلعۂ چنار میں مشغول مجاہدہ تھا۔ چند سال اسی طرح گذر
گئے تو اس علاقہ میں شہرت ہو گئی تو وہاں کے مخدوموں کو کچھ ناگوار گذرا بعض
آنے والے فقیر کے منہ پر یہ کہتے تھے کہ یہ ولایت شیخ حاجی چراغ ہند
کی ہے چنانچہ فقیر اس وہم میں مبتلا ہو گیا کہ بغیر اُن کی اجازت کے کیا نتیجہ
نکلے گا دوسرے دن چاشت کا وقت تھا کہ حضرت والا نے آکر سلام کیا اور
فقیر نے اُن کے سلام کا جواب دیا پھر ان سے پوچھا کہ کیا آپ شیخ بدہ ہیں
آپ نے فرمایا نہیں میں شیخ حاجی چراغ ہندوستان ہوں یہ سنتے ہی
اس فقیر نے ادب سے کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کی۔ حضرت نے فرمایا آج ہم
قلندرانہ طریق میں آئے ہیں صبح تم کو خلافت دیں گے چنانچہ دوسرے روز
وقت مقررہ پر آئے اور خرقۂ خلافت عطا کر دیا اور یہ فرمایا کہ اس علاقہ کی
ولایت ہم نے اپنے فرزندوں اور خلفاء سے چھین کر تمہارے حوالے کی
ہے لیکن تم ہم سے رابطۂ قلبی منقطع نہ کرنا۔ تمہارا رتبہ اور بڑھے گا اور تمہیں
خود اس کا علم ہو جائے گا۔

(۸) مکاشفہ:۔ یہ فقیر بنگال کے سفر میں تھا۔ راستہ میں بہت پریشانیوں
کا سامنا ہوا۔ ایک مقام پر تو اس حد تک تشویش پیدا ہوئی کہ زندگی سے ناامید
ہو گیا پھر دل میں یہ بات آئی کہ اس صورت حال کی اصل حقیقت حضرت شیخ

نور قطب عالم سے معلوم کرنی چاہیے کیونکہ یہ ان کی ولایت ہے۔ میں ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ حضرت آموجود ہوئے اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مقبرہ میں لے گئے اور مجھے اپنی قبر کے اوپر بٹھا دیا اور فرمایا کہ ہم نے اب اپنا پیراہن تمہیں عطا کر دیا تم ہمارے سلسلہ کو جاری رکھنا۔ ہم تمہارے رُتبہ کی ترقی کو پہلے ہی سے دیکھ رہے ہیں ہم سے بے تعلقی اختیار نہ کرنا۔

(۹) **مُکاشفہ**:۔ جس وقت ہمایوں بادشاہ نے حضرت شیخ بہلول جہانیاں سے بیعت کی تو شیخ نے فقیر سے دوری و بے اعتنائی اختیار کی۔ شیخ کے اس طرز عمل سے اتنے خطرات پیدا ہوئے کہ انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ خیال ہوا کہ مشائخ سابقین کو بھی اس قسم کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ میں اسی فکر میں تھا کہ حضرت سلطان الصوفیہ شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ تشریف لے آئے اور یہ فرمانے لگے کہ اے شیخ محمد غوث اس کی پرواہ مت کر دیکیونکہ بادشاہوں اور درویشوں کی دوری و بے رُخی سے اس فقیر کو بھی بہت سے خطرے لاحق ہوئے آخر خیریت سے گذر گئے میں تمہارے لیے ایک تحفہ لایا ہوں اسے لو یہ کہا اور جامۂ خلافت عطا فرمایا اور اپنی قبر کے اوپر بٹھا دیا اور کہا کہ اب تشویش نہ کرنا آخر یہ تشویش ترقی کی حامل ہے جتنی تشویش ہوئی اتنی ہی زیادہ ترقی ہوگی اس کے بعد فقیر ہوش میں آگیا۔

(۱۰) **مُکاشفہ**:۔ یہ درویش ایک غار میں مشغول عبادت تھا اور میرے ساتھ میرے چند احباب بھی تھے ان کے اسماء شیخ جمال و شیخ ناصر قتال و شیخ قامنن شطاری و شیخ احمد غازی و شیخ عطاء اللہ طائی ہیں۔ ہماری نیت یہ تھی کہ یا تو حق تعالےٰ اپنے قرب میں پہنچا دے یا ہم اسی غار میں اپنی جانیں

قربان کر دیں۔ غار نہایت مہیب وعظیم تھا۔ بیشمار عجائب وغرائب اس کے اندر دیکھنے میں آئے۔ ہمیں یہاں آئے ہوئے کل اکیس روز ہوئے تھے کہ یکایک شور برپا ہوا اور اتنی مشعلیں نمودار ہونے لگیں کہ شمار سے باہر تھیں۔ آخر ان کو دیکھ کر اور ان سے واقف ہو کر دہشت زدہ ہو کر تمام احباب میرے پاس آ گئے اور مجھ سے دریافت کرنے لگے کہ یہ کیا ہے فقیر نے جواب دیا کہ یہ عالم غیب کے عجائب غرائب ہیں یہ سُن کر احباب نے کہا کہ کیا جان کا خطرہ نہیں ہے فقیر نے کہا کیوں نہیں ضرور ہے پھر میں نے اپنے احباب سے کہا کہ تم پانچ آدمی ایک جگہ جمع ہو جاؤ اور فقیر کو تنہا چھوڑ دو پہلے تو انہوں نے یہ بات نہیں مانی لیکن بعد میں مان گئے۔ فقیر ان سے الگ ہو گیا اس غار میں ایک گوشہ اور تنہا میں وہاں چلا گیا اور مصلا بچھا کر بیٹھ گیا یکایک اس میں سے ایک شور برپا ہوا اور اس میں سے ایک مرد بزرگ نے فقیر سے آکر کہا کہ تمہیں تمہارے جد بلا رہے ہیں۔ فقیر نے پوچھا کون اُس نے کہا حضرت خواجہ فریدالدین عطار و قاضی معین الدین قتال جو جونپور میں مدفون ہیں۔ پھر فقیر نے اس سے پوچھا کہ کوئی اور بھی وہاں ہے اس نے کہا اکثر انبیاء و اولیاء موجود ہیں سوائے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو فقیر ان کے پاس گیا اور جماعت انبیاء و اولیاء وہاں موجود تھی حضرت آدم علیہ السلام و عیسٰی علیہ السلام کے درمیان میں مجھے بیٹھنے کی جگہ ملی۔ انہوں نے میرے بیٹھتے ہی مجھ سے یہ سوال کیا کہ اتنی سختی و مصیبت کیوں ہے فقیر نے جواب دیا کہ دیدار حق کی خاطر تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا مقصد کامل ہے پھر ارواح اولیاء نے یہی گفتگو شروع کی کہ اتنی سزا کیوں ملتی ہے فقیر نے ان سے بھی یہی کہا کہ دیدار خدا کی خاطر یہ سُن کر اولیاء نے خاموشی اختیار کی اور حکیم لقمان سامنے آئے اور کہا کہ آؤ میں تمہیں غیب

غیب وشہادت کی سطح دکھاؤں تو باخبر ہو جاؤ گے فقیر نے کہا خوب ہوگا اور تمام ارواح نے بھی خواہش کی تو لقمان حکیم نے کہا کہ یہ تمام ارواح مثالی ہیں تم ان کے درمیان میں آکر دیکھو بس جب درمیان میں آیا تو نہ مجھے غیب نظر آیا نہ شہادت۔ لقمان حکیم صورت مثالی میں آگئے آگے تھے اور پوچھنے لگے کہ سمجھ گئے فقیر نے کہا جی ہاں سمجھ گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا دروازہ پر دستک دو تمہارے دادا کھڑے ہوئے کچھ پوچھ رہے ہیں پس میں نے دیکھا کہ خواجہ فریدالدین و قاضی معین الدین قتال کھڑے ہیں ان سے میں نے ملاقات کی تو انہوں نے یہ بات شروع کی کہ مجھے یہ ڈر تھا کہ سطح اوّل بے نشان ہے ادھر تمہارا خیال نہ جائے گا شکر حضرت صمدیت کا کہ تجھے جلوہ دکھایا نشان قبولیت کو قبول کرو۔ اس کے بعد دونوں بزرگوں نے اپنے پیراہن اُتار کر مجھے پہنا دیئے کہ یہ تیرا مقام سلوک ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بہت ترقی کرے گا اس کے بعد فقیر ہوش میں آگیا اور اپنے احباب کے پاس پہنچا اور نہایت خوش وخرم ہم سب ایک ساتھ اس غار سے باہر نکل آئے۔ غار کے احوال اس قدر طویل ہیں کہ تحریر نہیں کئے جاسکتے۔

(۱۱) **مکاشفہ:۔** گوالیار کے قلعہ میں ایک چشمہ کے قریب یہ فقیر مشغول ریاضت تھا۔ ماہ رمضان مبارک کی پندرھویں یا اکیسویں تاریخ کو ظہر کے وقت ایک مرد ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ تم کو حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم طلب فرما رہے ہیں یہ سنتے ہی فقیر خلوت گاہ سے باہر نکلا اور دریافت کرنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں اس نے کہا مدینہ میں اور میرا ہاتھ پکڑ کر یا فتاح کہا اور مجھے ساتھ لے کر حرم مدینہ میں پہنچ گیا اور وہاں پہنچ کر میرے حاضر ہونے کی خبر حضرت رسالتماب کو کر دی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے حجرۂ بی بی عائشہ کے اندر مجھے بلالیا تو میں نے دیکھا کہ حضور میت کا لباس پہنے ہوئے تخت پر آرام فرما ہیں لیکن بیدار ہیں۔ میں نے سرکار کی قدم بوسی کی اور سلام عرض کیا حضور نے جواب میں وعلیکم السلام فرمایا اور آنحضرت نے تین مرتبہ مرحبا فرمایا اس وقت وہاں چاروں خلفاء اور کچھ مستورات حاضر تھیں۔ فقیر پان کھا رہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فقیر کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تمہارا روزہ نہیں ہے اس پر فقیر نے کہا کہ ہماری طرف سے انفصال صوم نہیں ہوا تو پھر حضرت نے کہا اب خود ہی تو کھا رہے ہو فقیر نے کہا کہ پان کھانا کھانے کے حکم میں نہیں ہے اور حضرت رسالتمآب نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ شریعت میں ویسا ہے اور طریقت میں ایسا پھر آپ نے امیرالمومنین حضرت علی کی طرف توجہ کرکے فرمایا کہ اے علی شیخ محمد غوث مسافر ہیں۔ ان پر روزہ رکھنے کی اس حالت میں پابندی نہیں ہے اور ان کو کھانے پینے کی اجازت ہے۔ یہ فرمانے کے بعد ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ کو دو روٹیاں پکانے کا حکم دیا انہوں نے اندر سے دو روٹیاں پکا کر فقیر کو بھجوا دیں۔ فقیر نے وہ دونوں روٹیاں حضور کے سامنے ہی کھالیں اور سرکار کے لوٹے میں سے پانی لے کر پی لیا۔ وقت رخصت کفن کے اوپر کی چادر حضرت نے فقیر کو عطا کر دی اور یہ فرمایا کہ تم کو ہم نے خلافت دائمی دے کر ہمیشہ کے لیے اپنا خلیفہ بنا لیا تم ہمارے نائب کی حیثیت سے لوگوں کی رہنمائی کرو گے۔ آنحضرت کے سرہانے ایک حمائل تھی وہ بھی فقیر کو عنایت فرمائی۔ رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ تم ہمارے مصاحب قدیم ہو پھر ارشاد کیا کہ یَا ذَھَّابُ کہو بس اس کے کہتے ہی میں اپنی جگہ پہنچ گیا۔

(۱۲) مکاشفہ:- جس وقت یہ درویش قلعہ گوالیار کو چھوڑ کر جنگل چلا گیا تھا

جہاں کچھ ایسے مقامات بھی دیکھے جن کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ ایک دن میں بہتے ہوئے پانی کے کنارے نہایت رنجیدہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس فکر میں میں بشریت سے گذر کر جب ہوش میں آیا تو یکایک ایک شور و غوغا ہونے لگا اور ایک آدمی بہ آواز بلند کہنے لگا کہ آسمان و زمین کے لشکر ظاہر ہو گئے۔ فقیر نے اس کی طرف متوجہ پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا کہ کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔ فقیر بحال بشریت ہوش میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک مکمل لشکر آ پہنچا اور لشکر کے آگے آگے شہدا ہیں اور لشکر کے درمیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ مع اصحاب اور لشکر کے پیچھے فقیر کے مشائخ کھڑے ہیں۔ حضرت رسالتماب کی نظر مبارک جب اس فقیر پر پڑی تو آپ گھوڑے سے اتر کر فقیر کے پاس تشریف لائے۔ فقیر نے آگے بڑھ کر قدمبوسی کی اور حضرت نے معانقہ کیا اور یہ فرمایا کہ ہم تمہیں دیکھنے کے لیے یہاں آئے ہیں تمہارے صدمۂ و غم ہجر کا ہم پر بہت اثر ہوا۔ اسی لیے ہم آئے اب احوال باطنی کی خبر دیکر تمہیں خوشخبری دیتا ہوں۔ یہ سنتے ہی میں نے ادب سے سر جھکایا حضرت نے ارشادات کا سلسلہ اس طرح شروع کیا کہ تم اے شیخ محمد غوث ہمارے وارث ہو جو کچھ ہم پر گذری ہے وہ تم پر بھی گذرے گی یہ تمہارے لیے ضروری ہے اور تکمیل اسی پر موقوف ہے کہ جو نعمت تمہیں ریاضت سے ملے وہ تمہارا اجر اور محنت کا بدلہ ہے اور جو مواہب حق تعالیٰ سے عطا ہو وہ استعداد کی بات ہے اور جو تصرفات عالم سے ظاہر ہو قہر و لطف سے تو وہ حسن جلال و جمال سے ہوتا ہے اگر یہ حال مجہول سے فیض لے کر نہ ہو اور شیوۂ محبت سے نا آشنا ہو تو اس کی آرزو کرے فقیر نے عرض کیا یا رسول اللہ دوسرے بزرگوں سے جب یہ بات ظاہر نہ ہوئی تو فقیر کا حال کیسے ہو جائے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ دوسرے درویش تابع دلایت

ل ولایت نہیں ہیں اور چند کلمات ایسے ارشاد فرمائے جو اظہار کے لائق
ہیں پھر سرکار نے اپنی زبان گوہرافشاں سے فرمایا کہ آگے آ ئیں آگے بڑھا
کار نے اپنا جُبہ اور دستار عطا کی اور اخبار عالم میں سے چند خبریں دیں۔
نقیر ان کے وقت کا انتظار کر رہا ہے کہ کب ان کا ظہور ہوگا میری روانگی کے
ت ہاتھ پکڑ یہ فرمایا کہ تو بھی آنا اور ہم بھی آئیں گے ہیں اور تمام لشکر روانہ ہو
شتی میں سوار ہوکر اور یہ فرمایا کہ ہم کفار کے مقابلہ کے لیے جا رہے ہیں۔
(۱۱) **مُکاشفہ**:۔ ولایت پنبہ میں یہ نیت کی کہ ہمیشہ وقت پر حاضر رہوں چار
اسی طرح گذرے کہ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام میں ان دونوں باتوں
بے نیاز ہو گیا تھا۔ ایک رات میں صبح ہونے سے پہلے ایک شخص نے
ے پاس آکر کہا کہ تمہارے یہاں مصروف ریاضت ہونے سے تمام دیار کو
شانی لاحق ہے۔ فقیر نے کہا کیوں؟ اُس آدمی نے جواب دیا کہ چار ماہ سے
تعالیٰ کسی ولی کی طرف بھی متوجہ نہیں ہے۔ اُس کی توجہ صرف تمہاری طرف
زول ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہاں تشریف
نے والے ہیں ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ تمہیں
علوم نہیں کہ حضرت رسالتمآب نے تمہیں تحفہ بھیجا ہے اور وہ خود بھی آ چکے
ں۔ میں اس کا منتظر تھا اور یہ حیرت تھی کہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ اچانک حضرت
سالت مآب کے آنے سے پہلے ایک جماعت کے سردار کی حیثیت سے
یدالسادات سید رفیع الدین صاحب ایک صندوق لوگوں کے سروں پر رکھوا
ہ پہنچے۔ فقیر تعظیم بجا لایا اور آپ فقیر کے پاس آکر بیٹھے اور صندوق میرے
سامنے رکھ دیا اور سید رفیع الدین صاحب نے یہ کہا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یہاں تشریف لانے والے تھے لیکن ایک معاملہ ایسا پیش آیا کہ

کہ اس کی وجہ سے نہ آسکے اور مجھے یہ حکم دیا کہ تم یہ تحفہ شیخ محمد غوث کے پاس لے
جاؤ۔ فقیر نے حضرت سے یہ دریافت کیا کہ اس صندوق میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا
یہ مجھے معلوم نہیں جب تم اُسے کھولو گے تو پتہ چل جائے گا کہ اس میں کیا ہے۔
جب میں نے صندوق کھولا تو اس میں سے ایک دستار نکلی جو حضرت رسالتماب نے
اپنے سر پر باندھ کر پھر اتار کر رکھ دی تھی۔ دستار کے لانے والے بزرگ نے
حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کے ارشاد کیے ہوئے الفاظ نقل
کرتے ہوئے کہا کہ یہ دستار سرداری و سروری کی دستار ہے جب میں نے وہ دستار
سر پر رکھی تو ان بزرگ نے یہ فرمایا کہ تمہارے لیے حضور و غفلت برابر ہے کبھی
با ہمہ اور کبھی بے ہمہ۔ باقی خلافت اصحاب و درویشاں کے بارے میں تفصیلات
میرے ذہن سے نکل گئیں اس لیے انہیں تحریر بھی نہیں کر سکا۔

(۱۴) مُکاشفہ :- معراج حضرت لایزالی نے اس ذرہ ہستی کو کمال ہستی کی
کی طرف بلند کیا۔ اس کا معائنہ ہر ذرہ سے اس طرح ہوتا ہے جس طرح پانی میں آئینہ
کی طرح عکس نظر آتا ہے اس کے جلوے ہر مقام پر نمایاں ہیں اور حقیقتا لحقائق
نے علوی و سفلی کو ظاہر کر دیا اور اپنی کشش کی کمند سے اپنی طرف کھینچ لیا اور
محبوبیت سے مُشرف کر کے عاشقی میں مشغول کر دیا کہ عشق، حق سے قرار حاصل
ہوا۔ ایک حقیقت نے تمام صورت کو آراستہ کیا اور ازل سے ابد تک کا آغاز
و انجام ظاہر کر دیا۔ جاننے والا دیکھنے والا اور کلام کرنے والا وہ خود ہی تھا۔
آپ ہی اپنے آپ کو بڑھایا۔ واضح ہو کہ اس فقیر نے رجوع کامل کے سلسلہ میں
کوہستان چنار کے ایک پہاڑ کو اپنا مسکن بنا لیا تھا اور وہیں خلوت اختیار کی۔ چند
سال تک دائم الحال با تن لاغر و دل بریاں و چشم گریاں وہاں رہا۔ تن میں سرور
آنکھوں میں نور اور دل میں حضوری باقی نہ رہی تھی۔ کبھی خود سے دوری بحق معموری

اور کبھی نہ دوری اور نہ مجوری۔ عنی بنشار خود، ظاہر نبظہور خود اور باطن بحضور خود ہوجایا کرتا تھا۔ ماہ جمادی الاوّل میں ایک روز عصر کے وقت اچانک ایک شور برپا ہوا کہ میں اس پہاڑ سے باد سبک کی طرح نیچے آگیا اور پہاڑ کی طرف جو رُخ کیا تو دیکھا کہ بے زبان کی زبان گویا ہوئی اور مجھ سے مخاطب ہو کر یہ باتیں شروع کر دیں کہ تو کون ہے اور کیا ہے اور کہاں کا ہے کہاں جا رہا ہے تو کیا اور کیوں ہے کیوں جا رہا ہے اور کہاں رہتا ہے اور کیوں آیا تیرے پاس کیا ہے اور کیا کسی کو دے گا اور کس کے کام آئے گا اور تیرا خیال کیا ہے اور حال کیسا ہے اور تیری طبیعت میں چون وچرا نہیں جو تو جانتا ہے اُسے جان اور جو پڑھتا ہے وہ پڑھ دا دد جو کہنا چاہتا ہے وہ کہدے جو کچھ تو نہیں جانتا وہ میں بھی نہیں بتاتا جو تو نہ کہے وہ میں نہ کہوں اور جو تو نہ پڑھے میں نہ پڑھوں اور جس کو تو نہ تلاش کرے میں بھی اُسے تلاش نہ کروں یا کسی سے تو اپنی حاجت طلب کر یا کسی کی تو حاجت برلا۔ جب یہ کیفیت دور ہوئی تو میں بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو آواز آئی میں سراپا تو ہی تو ہوں تیری ہی جستجو میں ہوں اور تجھی سے پوشیدہ ہوں تو کون ہے اور کہاں ہے۔ جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا تو معاملہ اسی کی ذات پر چھوڑا اور روانہ ہوگیا۔ حیرت کے عالم میں چند قدم چلا تھا کہ ایک جوان سبز رنگ کے لباس میں نظر پڑا اور میرے پیچھے آکر دریافت کرنے لگا کہ تم ہم کو پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں تو کہنے لگا کہ تم جانتے ہو میں کہاں سے آرہا ہوں فقیر نے کہا نہیں پھر اس نے کہا کہ دربار کی خبر بتادوں فقیر نے کہا بتاؤ بولا اس طرح نہیں بتاؤں گا البتہ اگر تم ہم سے عہد کروگے تو اس وقت بتاؤں گا فقیر نے کہا میں عہد کرتا ہوں اس نے کہا اس طرح سے نہیں اگر پختہ عہد کروگے تو بتاؤں گا تو فقیر نے پھر کہا کہ عہد حضرت ظہور الحق اس نے بھی کہا کہ نہیں میں نے کہا پھر کس قسم کا عہد کروں اس پر اس نے کہا کہ پہلے

ہم سے اس کا طریقہ معلوم کرو پھر زبان سے کہو فقیر نے کہا کہ تم بتاؤ تو میں سیکھ
اس نے کہا ہم نے سکھا دیا فقیر نے دریافت کیا کہ تم نے سِرًّا سکھایا جہرًا بتاؤ
شخص نے کہا سرًّا بتایا اس کے ظہور سر کی قسم اس کے بعد وما دم منتشر الاعضا
روح عیسٰی وبشہادتِ زکریا و بکلام موسٰی وبخلعت ظہور نور محمد مصطفٰے وتقرب
ولی اللہ و بحُسن ذوالنون مصری وبطاعت جنید بغدادی و بعرفان بایزید بسطا
تقرب فریدالدین گنج شکر اجودھنی و بزہد مہدی آخرالزماں و بہ یکتائی سلطان الم
سلسلۂ ولایت و نبوت تونے ایک بیان کیا میں نے کہا ہاں میں نے ایک بیان
تو اس نے کہا تو نے ایک سمجھا میں نے کہا ایک سمجھا اس نے کہا کہ سب ایک ہ
یں نے کہا ہیں تو اس نے کہا وہ سب نسبتِ ظہور رہے اور یہ سب لطون ا
کے بعد اس نے کہا کہ تم نے اس کا عہد واثق کیا میں نے کہا ہاں عہد واثق کیا تو ا
نے کہا آج تمہاری معراج ہے یہ بات کسی کو نہ بتانا جب تک کہ تم کو سے نہ جا
اور معراج نہ کرائیں پھر جب تمہیں ہوش آجائے تب یہ راز عوام وخواص پر ظاہر
اور ظہور سر سے پہلے یہ کچھ نہ کہنا کہ ایک آدمی نے ایسا کہا اور چلا گیا اور ہمارا نام بھی
کسی پر ظاہر مت کرنا میں یہ سُن کر اپنے خلوت خانے میں پہنچا کہ رات کا ایک حصہ
گذر گیا تھا وہاں چار یار تھے ہمراہ اور فقیر سے دور تھے۔ میں نے ان میں سے
کسی سے کوئی بات نہیں کی اور کچھ بیان نہ کیا ایک گوشہ میں مشغول عبادت و ریاضت
تھا ایک اور کیفیت رونما ہوئی جس کو نہ خواب سے تعبیر کیا جا سکتا ہے نہ بیداری
سے اسی عالم میں ایک شور برپا ہوا احضروا الی الصلوٰۃ کی آواز آرہی تھی۔ اس حالت
میں فقیر نے اُٹھ کر دیکھا تو ڈر معلوم ہوا میں نے چاہا کہ سو جاؤں اور کچھ آرام کر دں
میں اسی خیال میں ہی تھا کہ ایک شخص آیا اور وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجلس احباب سے
باہر لے آیا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ تمام جمادات و نباتات وحیوانات

انسانی صورت اختیار کر کے کھڑے ہو گئے ہیں جب میں نے دوسرا قدم رکھا تو ایک صورت نمودار ہوئی شکل انسانی میں اور اس نے عرض کیا کہ میری آرزو یہ ہے کہ آپ کا قدم مبارک میرے سر پر ہو تاکہ شرف حاصل کر سکوں۔ فقیر نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں زمین ہوں تو میں نے اس کے سر پر اپنا پاؤں رکھ دیا اور اس کے مرکز کی انتہا تک پہنچ گیا پھر ایک ذہین اور خلیق آدمی نے میرے سامنے آکر مجھے سلام کیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اپنا قدم مبارک میرے شانے پر رکھئے میں نے اس کی یہ بات قبول کی پھر اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں پانی ہوں تو میں نے اپنا قدم زمین سے اُٹھا کر پانی کے شانے پر رکھا اور اس کے مرکز کی انتہا تک پہنچ گیا۔ پھر ایک دوسرا خوش حال وصاحب طبع و ذہین شخص مستکمل و مستعد میرے سامنے آیا اور آکر سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پھر اس نے مجھ سے کہا کہ سرکار میرے شانے پر قدم رکھیں تاکہ مجھے مقبولیت حاصل ہو فقیر نے اس سے کہا کہ تم کو میں با عظمت دیکھ رہا ہوں تمہارے شانے پر کیسے قدم رکھوں تو اس نے کہا کہ بغیر میرے شانے کے راستہ نہ ملے گا کہ ارواح میری منزل ہیں اُس وقت فقیر نے اس سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں کرہ ہوا ہوں تو پھر میں نے اس کے شانے پر قدم رکھا اور اس کی منزل تک پہنچ گیا پھر ایک تیز طبیعت و شوخ و دہشتناک سرخ رنگ والا شخص شمشیر رعد ہاتھ میں لیے ہوئے اور ننگے سر سامنے آیا لیکن اس نے مجھے سلام نہیں کیا اور جیسے ہی آیا سر جھکا کر کہنے لگا کہ میری آنکھ پر قدم رکھیے تاکہ میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکوں فقیر نے کہا تو کون ہے اس نے کہا میں کرۂ آتش ہوں پھر فقیر نے کہا کہ تو پریشان کیوں ہے اس نے جواب دیا کہ اس پریشانی کی یہ وجہ ہے کہ جس روز سے ابلیس ناری مردود ہوا ہے میرے دل کو سکون نہیں ہے کیونکہ اُس کا ظہور مجھ سے ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس کی

زدیں آنے سے مجھ پر بھی عتاب نہ ہو لیکن حق تعالےٰ سے یہ اُمید رکھتا ہوں کہ آپ کے قدم شریف کی برکت سے عتاب سے بچ جاؤں گا۔ فقیر نے کھڑے ہو کر حق تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور خبر لی اور کہا کہ تو پردہ دار جلال عظمت ہے خبر سلامتی تیرے لیے نہیں ہے۔ سر بچا کر کے میں نے اس شخص کی آنکھ پر پاؤں رکھ دیا۔ جب وہاں سے نکلا تو فلک قمر کے نیچے پہنچ گیا تو ایک بزرگوار اہل عظمت ومشائخ صفت نے میرے سامنے آکر سلام کیا میں نے اُن کے سلام کا جواب دیا جب ان سے نزدیک ہوا تو انہوں نے مصافحہ کیا اور کہا کہ تمہارے خلوت خانہ میں چند بار میں گیا لیکن تم سے مجھے گفتگو کا موقع نہ ملا فقیر نے ان کے مصاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں مصاحب نے کہا یہ خواجہ خضر ہیں یہ آواز انہوں نے بھی سُن لی اور فرمایا کہ دریائے گنگا کے کنارے جناب کے خلوت خانے میں آپ سے میں ملا تھا لیکن مجھے اپنے ظاہر کرنے کا حکم نہیں تھا۔ اب ہم دونوں آسمان کے قریب پہنچ گئے تو دیکھا کہ آسمان دو ٹکڑے ہو گیا اور تمام کواکب مشعلیں بن گئے اس راستہ سے ہم اندر آئے حضرت امیرالمومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمام اولیاء کے ساتھ ان کے سردار کی حیثیت سے نظر آئے اُنہوں نے بہت تعریف کی اور کہا کہ ہم تم سے ملنے کے منتظر تھے تم خوب آئے۔ اس وقت آسمان کے تمام فرشتے بھی حاضر تھے اور بڑی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ جیسے کوئی بادشاہ کسی کام سے اہل جاہ بزرگوں کے گھر جاتا ہے ان کی مسرت وشادمانی کا بیان تحریر میں لانا ممکن نہیں اور جو دیکھا گیا اس پر عقل حیران ہے حضرت خضر علیہ السلام اور تمام ارواح اولیاء و ملائکہ کھڑے ہو گئے اور حضرات امیرین فقیر کے ہمراہ ہو گئے اور آسمان دوم پر پہنچے تو یہ آسمان بھی شق ہو گیا اور ہر ستارہ مشعل ہو گیا ہم اس کے اندر داخل ہوئے تو تمام ارواح

اولیاء جن کہ ان کا مسکن یہی ہے ہمارے استقبال کے لیے آئیں پس وہ سب ادھر متوجہ ہو گئیں اور اس آسمان کے تمام فرشتے بھی حاضر ہو گئے اور انہوں نے ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے غوث الاعظم چند ہزار سال پہلے اللہ کے عطا کردہ علم سے ہمیں معلوم تھا کہ تم کو اس راہ سے گذارا جائے گا اس لیے ہم قدم بوسی کے منتظر تھے یہ کہہ کر وہ سب کھڑے ہو گئے اور ہم وہاں سے روانہ ہو کر فلک سوم یعنی تیسرے آسمان کے نزدیک پہنچے۔ وہاں یہ فریاد سننے میں آئی کہ اس فقیر کے طفیل ہم کو نجات مل جائے۔ فقیر نے خوف زدہ ہو کر مصاحبوں سے دریافت کیا کہ یہ فریادی کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ ہاروت و ماروت ہیں پھر فقیر نے ان سے دریافت کیا کہ ان کی رہائی کی کوئی صورت ممکن ہے انہوں نے کہا نہیں۔ تم یہاں سے جلد روانہ ہو جاؤ کہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمہارے منتظر ہیں تو دل میں یہ خیال ہوا کہ جب کسی کی مشکل آسان نہ ہو تو یہاں آنے سے کیا فائدہ آواز آئی کہ ہاروت و ماروت کے بارے میں تم جو چاہتے ہو وہ بیان کرو فقیر نے عرض کیا کہ اے حضرت لایزال تجھ پر اس کا جواب خوب روشن ہے تو حکم ہوا کہ اب ان کو مزید کنویں میں نہ لٹکایا جائے اور ان پر سے عذاب موقوف کر دیا جائے قیامت تک کے لیے اور قیامت کے دن یہ دونوں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے اور وہ یزید کو امام عالی مقام کے قدموں میں ڈال اس کے قصور کی معافی چاہیں گے لیکن اس کی معافی نہ ہو گی۔ میں اب اس مقام سے بھی گذر گیا اور چوتھے آسمان کے قریب جا پہنچا تو وہ بھی دو ٹکڑے ہو گیا اور کواکب ہلال کی مانند ہو گئے۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو بجز چند کے تمام ارواح انبیاء استقبال کے لیے آئیں اور انہوں نے مصافحہ کیا نیز اظہار مسرت کیا وہاں کے فرشتوں نے بھی نہایت خوشی و شادمانی کے ساتھ تحسین و آفرین کہی

اور کہا کہ اکثر ہم اس انتظار میں رہتے تھے کہ یا رب ان کا اس راہ سے کب گذر ہوگا۔
جس روز کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اس روز اتنے اولیاء
کی ارواح برابر موجود تھیں منجملہ ان کے ایک تم ہو لیکن اس حالت میں صرف روح
تھی اور اس حال میں اس کا تعلق جسم کے ساتھ ہے یہ تفریح و سیر ہی کچھ اور ہے
یہ کہہ کر وہ سب کھڑے ہو گئے فقیر حضرتین کے ساتھ وہاں سے نکلا اور ہم پانچویں
آسمان پر پہنچ گئے وہاں میں نے ایک صورت دو معنی والی دیکھی تو میں حیرت میں
پڑ گیا اور بہت خوش ہوا اور دونوں درجے برابر پائے۔ مصاحبوں سے میں نے دریافت
کیا کہ یہ راز ہے انہوں نے کہا کہ بہشت و دوزخ کے معنی یہاں مہیا ہیں قیامت
کے دن سرور و انبساط ہوگا پھر میں نے پوچھا کہ کیا اب بھی بعض لوگوں کو بہشت میں
دیکھا جا سکتا ہے اور یہ کیا بات ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کی مغفرت کر
دیتا ہے کیا یہ حقیقت آج ظاہر ہو جائے گی اور یہاں سے لے کر بندۂ جنتی کی قبر تک
جنت کی کوئی کھڑکی کھول دیتے ہیں کیا ظاہری اشارہ اسی طرف ہے جب ہم یہاں
پہنچے یعنی پانچویں آسمان پر تو یہ بھی دو ٹکڑے ہو گیا اور کواکب مشعل بن کر روشنی
دینے لگے میں پانچویں آسمان کے اندر آیا تو بہت جانور دیکھنے میں آئے جو بجد
خوبصورت اور خوش الحان تھے وہ سب فقیر کے ہاتھ پاؤں سے لپٹ گئے اور
باتیں کرنے لگے فقیر نے ان سے کہا کہ اس میں کیا راز ہے کہ تم صورت میں جانور
ہو اور باتیں انسانوں کی طرح کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم ارواح ہیں اور ہم
نے اپنے علم سے تنزل کر کے یہ صورت حیوانی پائی ہے۔ جو جسم کے ساتھ منسوب
ہوتا ہے وہ تنزل کی طرف جاتا ہے اور تمام ارواح کی خواہش تھی اور انہیں
تعجب بھی تھا کہ روح مجسم کیسے ہوتی ہے اور انہیں یہ خبر مل چکی تھی کہ حضرت
شیخ محمد غوث اس راستہ سے گذریں گے تو تم بھی انہیں دیکھو گے۔ اب ہم

آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حضرت حق سے ہمیں امید ہے کہ اس جسم کے
ساتھ ہم زیارت سے مشرف ہوں گے۔ میں نے پوچھا کہ وہ ارواح اولیا جو منسوب
جسد نہیں ہیں کہاں ہیں انہوں نے بتایا کہ وہاں ہیں کہ جہاں کسی فرشتہ اور روح کا
کوئی دخل نہیں ہے فقیر کو یہ آرزو ہوئی کہ وہاں کی سیر کرے اور مصاحب سے کہا کہ
تو وہ مقام دکھا سکتا ہے اُس نے کہا کہ نہیں۔ دل میں یہ خیال آیا کہ قدرت مردان
خدا کو دیکھنے کے لیے نہیں چھوڑتی اور وہ قدم بر قدم چلتے ہیں وہاں کی سیر سے
کیا فائدہ پردۂ غیب لاریب سے ندا آئی کہ یہ جاؤ اور دکھا دو تو وہ مجھے لے گئے
چند لاکھ اولیاء جو جسم سے تعلق نہیں رکھتے تھے وہ وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔
ان میں سے سات ولی ایسے ہیں کہ ان کے معاملات میں کسی ولی کا کوئی دخل
نہیں ہے اور اُن میں سے دو ولی فقیر کے فیض سے ایسے اور بن جائیں گے کہ
تمام عالم کا کاروبار سنبھال لیں گے یہ بات معلوم ہونے کے بعد میں یہاں سے
گذرتا ہوا چھٹے آسمان پہ پہنچا وہ بھی شق ہوگیا اور کواکب مشعلیں بن گئے میں چھٹے
آسمان کے اندر داخل ہوا تو عجیب وغریب باتیں دیکھنے میں آئیں اور اس آسمان
کے بھی تمام فرشتے سامنے آئے اور سب نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ ان کے ہاتھوں
میں کتابیں تھیں فقیر نے ان سے معلوم کیا کہ یہ کتابیں کیسی ہیں انہوں نے کہا دفتر
جلال اہل نار ابھی اس کو بیان نہیں کیا جائے گا البتہ ان میں سے بعض کو بیان کیا
جاتا ہے فقیر نے پوچھا وہ کہاں ہیں اُنہوں نے کہا کہ قدم اُٹھائیے آپ کی نظر
مبارک میں آجائیں گے۔ میں جب باہر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جلال وعظمت کا
ایک مکان ہے یہاں عورتیں بیٹھی ہیں اور ان میں سے ایک عورت توحید صرف
کو بیان کر رہی ہے فقیر نے پوچھا یہ کون ہیں مصاحبوں نے بتایا مادر حَوّا فقیر نے
دوڑ کر زمین کو چوما اور حضرت مائی حَوّا صاحبہ اور ان سب سے فقیر نے یہ دریافت

کیا کہ آپ سب مسلمان ہوتے ہوئے جلالیوں کی جماعت میں کیوں ہو انہوں نے فرمایا کہ اتم واکمل واحسن تجلی میں ہوں اہل جلال ہم ہی سب ہیں کہ صفت واحد کے ساتھ موصوف ہیں۔ فقیر نے با درحواسے عرض کیا کہ آپ ہمیں پہلے ہی ان کے گذرنے کی خبر دے دیں انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ولایت جمال انبیاء کے ساتھ منسوب تھی وہ ختم ہو گئی اب اولیاء کے حصے میں آ گئی اولیاء کو دونوں کے حصے ملے ہیں اور یہ خطہ ولایت محض کا ہے۔ اب ایک اور راز کی بات سُنیئے آپ کو یہ عورتیں جو نظر آرہی ہیں مخبر اہل جلال ہیں اور اہل نار کو چاہتی ہیں اسی لیے رسول علیہ السلام نے فرمایا النساء حبائل الشیطان یہ عالم باطن کی خبر دیتی ہیں اور تمام مخلوق ان کو صاحب کشف وکرامات سمجھتی ہے یہ پہلے آدمی کو جذبۂ جلال میں لاتی ہیں اور آخر کار کفر کی راہ پر چلاتی ہیں تو فقیر نے پوچھا پیغمبروں کے پاس پیغام لانے کے لیے جبرئیل علیہ السلام اور اس جماعت کے لیے کون سا فرشتہ مقرر ہے انہوں نے کہا کلکائیل جو جلال عظمت سے ظاہر ہوا ہے اور عورت مذکورہ دیکھتے ہی اس کی گردیدہ ہو گئی ہیں۔ چند لاکھ مردانِ اہل جلال اپنی صورت جلال میں ظاہر ہوں گے اور وہ ان عورتوں سے فیض حاصل کریں گے لیکن یہ عورتیں باطنی طور سے کلکائیل سے فیض پائیں گے اور مرد ظاہری اعتبار سے اپنی قوم کو اپنے افعال سے مسخر ومطیع بنائیں گے اور معبود مطلق کی پرستش کریں گے۔ ان کی نگاہ میں خیر وشر کا فرق نمایاں ہو جائے گا۔ چند افراد کلکائیل کے واسطہ کے بغیر ہی فیض پائیں گے منجملہ عورتوں اور مردوں کے یہ اپنے آپ کو حق پر سمجھیں گے اور واسطہ درمیان میں نہ رکھیں گے اس لیے کہ ان کو دیدار حق بے پردہ ہوا ہے۔ اور فقیر کو اس دوران عجب طرح کی حیرت ہوئی کہ اے رب کسی نے کبھی اس بات کو نہ سُنا ہو گا دیکھنا تو کہاں ہو سکتا ہے۔ اب ہم یہاں سے نکلے اور حضرت حوا

بھی ساتھ چلیں یہاں تک کہ ہم ساتویں آسمان کے قریب پہنچ گئے۔ ایک مرد آتشی سامنے
آیا فقیر نے پوچھا تو مادر حوا نے فرمایا کہ اس مقصد سے ہم اپنی جگہ سے یہاں تک آئے کہ
خاتم جلالی کو دیکھ کر تمہیں خوف معلوم نہ ہو تو فقیر نے پوچھا کہ اس جگہ کا کیا نام ہے آپ
نے نام تو بتا دیا لیکن دوسروں کو بتانے سے منع فرما دیا اور تیزی سے آگے بڑھنے کا
حکم دیا تاکہ جلال عظمت کا دیدار ہو جائے اور مادر حوا بھی مصاحبوں سمیت میرے ساتھ
چل پڑیں یہاں تک کہ ہم ساتویں آسمان کے قریب پہنچ گئے یہ آسمان بھی دو ٹکڑے
ہو گیا اور ہم اس کے اندر داخل ہو گئے تو یہاں ماہیات علوی و سفلی نظر آئیں ہم نے
یہاں کچھ توقف کیا تاکہ یہ ماہیتیں حل ہو جائیں اس سے پہلے یہاں سے آگے جانا مناسب
نہیں اور میں نے جب بائیں طرف نظر ڈالی تو دین و دنیا کو دیکھا کہ وہ ایک ہی
رنگ میں کھڑے ہیں مزین و مجلی۔ ایک امرد نوجوان خوش فہم جو دین کامل رکھتا تھا
اور یہ دین ہی یہاں کی خاص ہستی ہے اور دوسری دنیا تھی جو نہایت آراستہ و سرفراز
عالی شان محل جو نزاکت و کمال میں بے مثال تھا یہ دنیا اپنی حقیقت سے غافل ہو کر اور
انجام کی بہتری کے بغیر حاصل کئے قعر مذلت و پستی ہے پھر حکم ہوا کہ جو اس میں آنا
چاہے وہ آ جائے میں نے جواب میں کہا کہ نہ میں خود اندر آؤں اور نہ آپ مجھے اندر
لے جائیں مجھے تو صرف آپ سے کام ہے۔ مصاحبوں نے سن کر نماز شکرانہ ادا کی کیونکہ
یہ لغزش کا مقام تھا۔ یہاں بہت لوگ پھسل چکے ہیں اور تحت الثریٰ میں گر چکے
ہیں۔ جب پردوں پر نظر ڈالی تو میں نے علم کسبی و علم لدنی کو دیکھا بس دل تحصیل
علم ظاہری کی طرف مائل ہوا کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا
کہ تم نے چار اماموں کو دیکھا میں نے کہا نہیں البتہ گرد مائی میں کھڑے ہوئے نظر
آئے تھے اور یہ یقین ہے کہ ان میں اختلافات تھے پھر میں نے دل میں خیال کیا
کہ علم لدنی کیا ہے اور کس چیز کو کہتے ہیں یہ بات دل میں تو ضرور آئی لیکن زبان

سے نہیں نکلی کہ تمام اسمائے الٰہی اپنی صورت علمیہ کے ساتھ رتبۂ اعیان میں ثابت اور متشکل ہو کر ظاہر ہوئے۔ جن میں سے بعض ظاہر تھے اور بعض نہیں تھے وہ سب ہی ظاہر ہو گئے اور سب نے صورت کونی اختیار کر لی۔ پھر اسمائے کونی و اسمائے الٰہی دونوں اس جگہ میں سما گئے۔ پھر میں نے یہاں سے قدم اٹھایا تمام کواکب افلاک مشعلوں کی صورت میں روشن تھے وہ بھی صورت انسانی میں تبدیل ہو گئے اور تمام اہل افلاک نے ان سے نور حاصل کیا کہ کرۂ خاک سے کرسی تک ہر ایک اپنی جگہ کھڑا ہے اور ہر ایک صورت انسانی میں نظر آرہا ہے لیکن ان میں سے کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرتا اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے اور کرسی سے کرۂ خاک تک ہر ایک بے پردہ ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے۔ بعض انبیاء و اولیاء جو ہم صحبت تھے وہ کرسی میں کھڑے ہیں مگر آدم صفی اللہ و موسیٰ کلیم اللہ و عیسیٰ روح اللہ و صدیق اکبر و حضرت علی مصاحب قدیم میرے ساتھ ہیں جب ہم فلک اطلس پر پہنچے تو حضرت آدم علیہ السلام و حضرت موسیٰ و ابو بکر صدیق کھڑے ہیں اور حضرت علی اسد اللہ مصاحب قدیم کے ساتھ ہم عرش پر پہنچے وہاں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں جب آپ نے فقیر کو دیکھا تو شکرانۂ حضرت صمدیت ادا کیا اور فرمایا کہ میری امت میں صرف سات افراد یہاں پہنچے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا نام الگ الگ بتا دیا جب پانچ تن ایک جگہ ہوئے تو حضرت رسالتمآب نے پانچ شرارے دکھائے جو دیکھتے ہی نیست و نابود ہو گئے اور یہ فرمایا کہ ایک شرارہ سے دوسرے شرارہ کے درمیان فاصلہ ننانوے ہزار سال راہ دنیا کا ہے۔ جو یہاں کی سیر کرے گا وہ منزل پر پہنچ جائے گا یا نہیں اس میں احتمال ہے پس فقیر کو فکر ہوئی کہ یہاں پہنچنا کس طرح ممکن ہے ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ اس ذات بے ہمتا و بے مثال نے حوصلہ بلند کیا اور ایک ہی پرواز میں فقیر وہاں

پہنچ گیا اور میرے علاوہ چار تن اور بھی وہاں آ موجود ہوئے۔ جب ہم یہاں پہنچے
تو صورت عزرائیل میں جلال عظمت نے اپنی طلعت سے مجھے بیخود کر دیا۔ کچھ دیر
کے بعد ہوش میں آیا۔ بعض وہ اولیا رجو یہاں تک پہنچ چکے تھے اور انہوں نے
جلال عظمت عزرائیل کو دیکھا تھا وہ دیکھتے ہی بارگاہ حق تعالیٰ میں سربسجود ہو گئے
اور وہیں رہ گئے پھر واپس گئے۔ قدرت نے فقیر کی نظروں سے پردے اُٹھا دیئے
اور پکا چوند تک نہ ہوئی کیا دیکھتا ہے کہ جلال عظمت کی تہ میں اس کی طلعت اور بالائے
جمال اس کی کبریائی جو عظمت عظیم کے مالک کی حیثیت سے عیاں ہے اور رب العلمین
کے دونوں تختوں سے مہیا دموجود ہے شرارۂ اسمائے افعال ملک سے اور اسمائے
کونی سے مُجلّی ہو کر صفات ذاتی کی زینت سے مزیّن اور ملاحت اسمائے تقدیس
سے مقدس ہے اور بے نشان سے نشان میں ظاہر ہوئی اور اعلیٰ سے اسفل کی
طرف آراستہ و پیراستہ اور اپنی شان کے مطابق ہر جگہ موجود۔ اس نے کسی کو
بغیر صلاحیت کے کسی رتبہ پر فائز نہیں کیا اور ہر ایک کو اپنی حسب حیثیت معرفت
عطا کی اور جو ایک کا حال دوسرے سے پوشیدہ تھا اُسے ظاہر کر دیا اور ایک کو
دوسرے کا ناظر اور اُس کو منظور اُسی نے بنایا اور ہر ایک میں اُسی کا نور ہویدا ہوا۔
حضور بنور متجلی ایک تجلی دوسرا مشاہدۂ نور اعلیٰ سے ادنیٰ تک کی نظروں میں بے
پردہ ہونا اُسے منظور نہ تھا۔ جب تمام انجمن کو اس نے منتظم کیا تو بے پردہ ندائے
حق خوش صدا آئی کہ جو احمد بلا میم ہے وہ بر سر تخت جلوہ گر ہے۔ اس کلام ارادت
آرا کے سنتے ہی اس فقیر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوچھا جو بالکل قریب موجود تھے
کہ معراج تو مجھے ہو رہی ہے اور تخت پر حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
لایا جا رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے تو حضرت مسیح نے فرمایا کہ جو ولی جس نبی کی اُمت
میں ہوتا ہے تو پہلے اس کے نبی کو معراج ہوتی ہے اس کے بعد اس کے بجائے

اس کے دل کو ہوتی ہے تاکہ ولایت و نبوت کا گھر آباد رہے جب مسیح علیہ السلام نے یہ توجہ کی تو میرا دل خوش ہوگیا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہوگئے سب آپ کی تعظیم بجا لائے اور حضرت حق نے لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ سب کو اپنی ایک تجلی دکھائی مجھے کچھ معلوم نہیں کہ پھر کیا کیا ہوا اور کیسے ہوا جب اس کے فیض نے وجود ہستی میں ایک غوطہ لگایا تو سب پر عیاں ہوگیا الان کما کان یعنی وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسے پہلے تھا پھر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت سے نیچے اُترے اور فقیر کی طرف اشارہ فرمایا تو فقیر نے سیڑھی پر قدم رکھا تو تمام وجود ہستی وجود نور ہوگیا اور فرشتوں نے بلند آواز سے کہا کہ تمام کے لاتعداد گناہ معاف ہوگئے اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ میں مشغول ہوگئے۔ بشریت کا ایک ذرہ باقی نہ رہا وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا خود کو میں نے مصداق پایا اور جب تخت پر پہنچا اور بیٹھ گیا۔ قدرت ذات بیچوں نے ایسا مرتبہ رفیع بخشا کہ اس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں اور تمام انبیاء و اولیاء و ملائکہ و موجودات نے اس معبود حقیقی کو سجدہ کیا اور مقام فنا پایا اب ساجد کیفیت مسجود باقی نہ رہی وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ نے تجلی فرمائی اور کلام نفسی کا سلسلہ شروع ہوا سوال و جواب کی اس سے ابتدا اور اسی پر انتہا ہوئی تمام موجودات کی ماہیت اس میں موجود اور حرکت وجود کو ایک قبیلہ بنا کر سب کو اپنی طلعت حسن کے لباس سے سربلند کیا۔ میں نہیں جانتا کہ کیا تھا اور کیا ہوگیا کبھی با ہمہ اور کبھی بے ہمہ ذات ازلی نے سطح ابدالاباد میں متجلی ہو کر خود کو عیاں کر دیا۔ جب میں ہوش میں آیا تو قربی اعظم من قرب کل اشیاء کی مجھے خبر ملی۔ ابتدا و انتہا کی ایک ہی صورت نظر آئی تو میں تخت سے نیچے اُترا اور تعین اول میں پہنچا اور روح القدس سے واقف ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی صورت دیکھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہلا قدم بنی آخری قدم دلی ہے۔ میں اپنے متعلق اس بات کو سمجھ کر رتبۂ ثانی میں پہنچا اور اسم سے جسم ہو کر سطح عرش پر پہنچا تو مست و بے خود ہو گیا حضرت رسالتماب نے اپنے یار غار حضرت علی سے فرمایا کہ ان کو ان کی جگہ پہنچا دو آپ نے میرے دونوں بازو پکڑے جب میری آنکھ کھلی گئی تو میں نے اپنے مصاحب قدیم کو سامنے موجود دیکھا اور پہاڑ پر چلا گیا۔ وہاں آنے والے میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور میں نے خود کو وہاں تنہا پایا۔
جب بستر پر آیا تو میں نے شیخ جلال احمد غازی میناری کو اس پر کروٹیں لیتے ہوئے بحالت بیداری دیکھا پھر شیخ احمد غازی اٹھ کے بیٹھ گئے اور سر جھکا کر مراقبہ میں گئے تو ان کو میرے حالات کی خبر مل گئی اور بیٹھتے ہی شیخ جلال نے مجھ سے دریافت کیا کہ جناب آپ کہاں گئے تھے شیخ احمد فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ حضرت اور درویشوں سے ہم کلام تھے پھر آپ فرماتے ہیں کہ تم تو سو رہے تھے اور تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت یہاں موجود تھے۔ صرف اتنا ہوا کہ حضرت وضو کے لیے اُٹھے تھے۔ جب فقیر نے دیکھا کہ یہ بہت بحث کر رہے ہیں تو کہا جناب اپنے خیال میں مست ہیں اتنی باتیں کیوں کر رہے ہیں اس پر وہ خاموش ہو گئے اور فقیر نے بھی سوچا کہ یارب یہ کیا معاملہ ہے مجھے تو سالہا سال ہو گئے اسی حالت میں اور یہ قومہ د جلسہ میں مصروف بحث نظر آتے ہیں۔ میں اسی خیال میں محو تھا کہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کا واقعہ یاد آیا تو دل میں جو خطرہ تھا وہ دور ہو گیا اور اب جو حال تھا اس کا حال قال میں نہیں آ سکتا سوائے خداوند تعالیٰ کے اُسے کوئی اور نہیں جانتا۔ فقیر سے جتنا ممکن ہو سکا قلم سے اتنا ہی لکھا گیا۔ یہ ایک ایماء و اشارہ ہے جو خوش نصیب ہو گا اس سے واقف ہو گا۔
اگرچہ از روئے سلوک اول قدم نبی آخر قدم دلی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کافی غور د

ذہن کے بعد اس کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ ولی خواہ کتنی روحانی سیر کرے لیکن رتبۂ معنی سے متجاوز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی ولایت نبی کی تابع ہے خداوند تعالیٰ خلل وزلل سے ہم سب کو بچائے۔ آمین یارب العالمین

تمت بالخیر

الراقم:۔ محمد نعیم الحق صدیقی خانیوال

شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کی دوسری تصانیف

★ ——— جواہر خمسہ

★ ——— معراج نامہ

★ ——— بحر الحیات

★ ——— ضمائر و بصائر

★ ——— کلید مخزن

★ ——— کنز الوحدۃ